NA

Title - IJATMAH QANOON. No. 7.

Creator - British Indian Association

Publisher - Institute Press (Alig.).

Date - 1860.

Pages -

Subject - N.A

نمبر ۷

تتمہ قانون

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

متعلق سفر یورپ پر آمادہ کرنے والی شاخ کے

معہ

خط و کتابت ایسوسی ایشن موسومہ گورنمنٹ اضلاع

شمال و مغرب

در باب اسی مقدمہ کے

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبروں کے مشتہر کیا

علیگڈھ

مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پرس

سنہ ۱۸۶۹ ع

نمبر ۷

تتمۂ قانون

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

متعلق سفر یورپ پر آمادہ کرنے والی شاخ کے

معہ

خط و کتابت ایسوسی ایشن موسومہ گورنمنٹ اضلاع

شمال و مغرب

در باب اُسی مقدمہ کے

ایسوسی ایشن مذکورۂ بالا نے واسطے اطلاع ممبروں کے مشتہر کیا

علیگڈہ

مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ ع

تتمۂ قانون برٹش اِنڈین ایسوسی ایشن ممالک مغربی و شمالی

دفعہ ۱ اِس شاخ کا نام یورپ کے سفر پر آمادہ کرنیوالی شاخ ہوگا *

دفعہ ۲ اِس شاخ سے یہہ مقصود ہی کہ اِس ملک کے ہندو اور مسلمان باشندوں کو اِنگلستان اور یورپ کے أوْر ملکوں کی سیر کے واسطے ترغیب دیجاوے *

دفعہ ۳ جو شخص تعلیم یا علم و ہنر کی تکمیل و تحصیل کے واسطے یورپ کو جاویں اُن کی اِمداد کیجاویگی لیکن جو شخص خاص اپنی ذاتی منفعت کے واسطے مثلاً تجارت کرنے یا کسی مقدمہ کی پیروی کرنے یا اِسی قسم کے أوْر کاموں کے واسطے جاوینگے اُن کو مدد نہیں ملیگی *

دفعہ ۴ اِس پسندیدہ مقصد کی تکمیل کے واسطے ایسوسی ایشن عوام سے یہہ درخواست کریگی کہ وہ خواہ ڈونیشن کے طور پر یا چندہ کے ذریعہ سے اِس کام میں مدد کریں *

دفعہ ۵ جو شخص چوبیس روپیہ سالانہ عنایت کرینگے وہ اُس وقت تک کہ وہ اپنا چندہ برابر ادا کرتے رہیں ایسوسی ایشن کے ممبر تصور کیئے جاوینگے *

دفعہ ۶ جو شخص مبلغ چوبیس روپیہ بطور ڈونیشن کے دے وہ سال حال کے واسطے جو ۳۱ مارچ کو ختم ہوگا ایسوسی ایشن کا ممبر سمجھا جاوے گا *

دفعہ ۷ ہر ایک ممبر کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ جب چاہے جب ممبری سے اِستعفا دیدے *

دفعہ ۸ جو روپیہ اِس بابت وصول ہوگا وہ کسي بینک میں جو کمیٹي تجویز کرے جمع کیا جاوے گا *

دفعہ ۹ جب کہ اِس قدر روپیہ وصول ہو جاویگا کہ وہ یورپ کے جانے کے واسطے ایک یا ایک سے زیادہ آدمیوں کي مدد کو کافي ہو تو ایسوسي ایشن اِس امر کا معہ تعداد روپیہ اور اُن شرایط کے جنکے بموجب وہ روپیہ دیا جاوے گا ایک اِشتہار جاري کریگي *

دفعہ ۱۰ یہہ اِشتہار اُن اخبارات میں جو کمیٹي کي راے کے بموجب مناسب ہوں چھاپا جاوے گا *

دفعہ ۱۱ جو شخص ایسوسي ایشن سے اِمداد کے خواہاں ہوں وہ علیگڈہ انستیٹیوٹ یا کسي اَور مقام میں جسکا ذکر اِشتہار مذکور میں ہو اپني عرضي پیش کریں *

دفعہ ۱۲ عرضي میں امور مندرجہ ذیل شامل ہونگے *

اول داخواست دھندہ کا نام معہ اُس کے باپ کے نام کے ہوگا اور اُس کامسکن اور قوم اور مذہب اور عمر بیان کیجاویگي *

دوم اِس امر کا بیان کہ اُس نے کس قسم کي تعلیم پائي ہي اور ایک فہرست اُن زبانوں کي جس سے وہ واقف ہو *

سوم یہہ کہ کس مقصد کے واسطے وہ اِنگلستان کو جانا چاھتا ھی *

چھارم یہہ کہ کس قدر عرصہ تک اُس کو اِنگلستان میں رھنا منظور ھی *

پنجم یہہ کہ وہ کس کس ملک کي سیر کرنے کا اِرادہ رکھتا ھی *

ششم یہہ کہ آیا وہ صاحب مقدور ھی یا نہیں *

دفعہ ۱۳ عرضي کے وصول ہونے پر کمیٹي درخواست دھندہ کي خصلت اور رشتہداري وغیرہ کي نسبت اُس قسم کي تحقیقات کریگي جو اُس کو مناسب معلوم ہو *

دفعہ ۱۴ کمیٹی کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ کسی درخواست کو منظور کرے یا نہ کرے *

دفعہ ۱۵ جن لوگوں کو یورپ کے بھیجنے کے واسطے کمیٹی منتخب کرے اُن کے نام جن اخباروں میں کمیٹی مناسب سمجھیگی مشتہر کریگی اور گورنمنٹ کو بھی اُن سے اِطلاع دیگی *

دفعہ ۱۶ جو روپیہ منتخب لوگوں کو دیا جاوے گا وہ بینک میں اِس غرض سے جمع کیا جاوے گا کہ کمیٹی کی ہدایت کے بموجب اُن لوگوں کو دیاجاوے *

دفعہ ۱۷ یہہ قواعد برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے اُن قانونوں کا جو دسویں جولائی سنہ ۱۸۶۷ ع کو منظور ہوئے ہیں جزو اور تتمہ متصور ہونگے *

(دستخط) راجہ تیکم سنگھہ
چیر مین

مطبوعہ اِنسٹیٹیوٹ پریس علیگڈھ

درخواست

از طرف راجۂ جیکشن داس بہادر سکرتري برٹش اِنڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب

بنام

آرسمسن صاحب بہادر سکرتري گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب
مقام علیگڈہ — مورخہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۸۶۸ ع

صیغۂ سفر یورپ

صاحب من — تھوڑا عرصہ گذرا ھی کہ ممبران برٹش اِنڈین ایسوسي ایشن نے اُن تدبیروں پر غور کیا تھا جن سے ھندوستان کي بہبودي اور ھندوستان کي گورنمنٹ انگریزي کا ھندوستان کے لیئے زیادہ مفید ھونا متصور تھا اور اِس مقصد کے حاصل ھونے کے لیئے اُسکي راے یہہ قرار پائي تھي کہ ھندوستانیوں کو یورپ کے سفر میں آساني اور اعانت کرنے کي کچھہ تدبیریں کیجاویں اور گورنمنٹ سے درخواست کیجاوے کہ کسیقدر ھندوستانیوں کو ھر سال یورپ کو بھیجا کرے *

ھنوز وہ درخواست مرتب نہوئي تھي کہ خود گورنمنٹ اِنڈیا نے اِس امر کي طرف توجہہ فرمائي اور یہہ تجویز کي کہ گورنمنٹ ھرسال ۹ جوانوں کو اِنگلستان بھیجا کریگي اور دو برس تک اُن کا خرچ معہ خرچ آمد و رفت کے اپنے پاس سے دیگي *

برٹش اِنڈین ایسوسي ایشن گورنمنٹ کي اِس تجویز کي نہایت احسان مند اور شکر گذار ھی *

اِس نظر سے کہ اِس ضروری معاملہ پر مناسب توجہہ کي جاوے ایک اسپیشل کمیتي مقرر کي گئي ہی تاکہ وہ اُس صیغہ کي جسکا نام صیغہ سفر یورپ تجویز ہوا ہی نگراني اور اِنتظام کیا کرے *

لیکن ایسوسي ایشن اِس امر سے خوب واقف ہی کہ جو سعي و کوشش وہ اپنے مقصد کے سرانجام کے واسطے کریگي وہ بغیر اِس کے کہ گورنمنٹ کي جانب سے روپیہ کے سوا اَوْر قسم کي اِمداد بھي عطا ہو ہرگز سود مند نہوگي اور جو کچھہ گورنمنٹ نے بالفعل اِس باب میں کیا ہی اگر اُس سے ایسوسي ایشن کو اُس مدد کے حاصل کرنے کا بھروسہ نہوتا تو اُس کو کامیابي کي بہت کم اُمید ہوتي *

اسپیشل کمیتي کي ہدایت کے واسطے چند قاعدے مرتب کیئے گئے ہیں جو حضور لفتننٹ گورنر بہادر ممالک مغربي و شمالي کي منظوري و ملاحظہ کے واسطے اِس غرض سے بھیجے جاتے ہیں کہ جیسا حضور ممدوح کي راے انور میں مناسب ہو قواعد مذکور میں ترمیم کي جاوے چونکہ اِن قاعدوں میں ایسوسي ایشن کے عام قانون کا ذکر کیا گیا ہی اِس وجہہ سے اُن کي بھي ایک نقل ملفوف کي جاتي ہی *

چٹھي نمبري ۲۱۵۰ حرف (اے)
مورخه ۳۰ نوامبر سنه ۱۸۶۸ ع

از جانب ايف هينوي صاحب بهادر قايم مقام جونير سكرٹري
گورنمنٹ ممالك شمال و مغرب

بنام

راجه جيكشن داس بهادر سكرٹري برٹش انڈين ايسوسي ايشن
شمال و مغرب
واقع عليگڈه از مقام كنپ مير گنج — مورخه ۳۰ نومبر سنه ۱۸۶۸ع

صيغه عام

صاحب من — ميں به هدايت حضور لفٹننٹ گورنر بهادر ممالك شمال و مغرب آپ كي چٹھي مورخه ۲۹ ماه گذشته كے جواب ميں عرض كرتا هوں كه جسكي تدبير سے هندوستاني رئيسوں كو سفر يورپ خصوصا سفر انگلستان كي ترغيب هو اُس كو گورنمنٹ ته دل سے پسند كرتي هى اور اگر عموماً يهه سفر شايع هوگيا تو اِس سے بهت كچهه نفع كي توقع هى *

(۲) روپيه جمع كرنے كے واسطے جو طريقه خاص ايسوسي ايشن نے تجويز كيا هى گو وه في نفسه عمل در آمد كے قابل هو يا نهو مگر ايسوسي ايشن كا اِراده بهر كيف تحسين و آفريں كے لائق هى *

(۳) گورنمنٹ كا دلي مقصود يهه هى كه هندوستاني لوگوں كو انگلستان جانے كي ترغيب هو اور وه لوگ اپنے لڑكوں كو اپنے صرف سے بهيجيں *

(۴) چونكه اِس مقصود كے واسطے چنده كے ذريعه سے روپيه فراهم كرنے كي تجويز هى نظر بريں اِس تدبير كے مناسب يهه معلوم هوتا هى كه وه جو پندرهويں اور سولهويں قاعده كے بموجب اِس باب

میں گورنمنٹ کي جانب سے اِنتظام ہونا تجویز ہوا ہی بجاے اُس کے خاص لوگوں کے ہي ذریعہ سے اُسکا اِنتظام ہو *

(۵) بالفعل اِس تجویز کي نسبت کہ ہنوز آسکا آغاز ہی سواے اِس کے اَوْر کچھہ لکھنا ضروري نہیں معلوم ہوتا کہ جب یہہ تدبیر مرتبہ اِستحکام کو پہونچ جاویگي اُسوقت گورنمنٹ نہایت خوشي سے بطور مناسب اُس کي اِمداد کریگي *

آپ کا خادم

ایف ہینوي قایم مقام جونیر

سکرٹري گورنمنٹ شمال و مغرب

خلاصہ چٹھي

اَرسمسن صاحب بہادر سکرٹري گورنمنٹ ممالک شمال و مغرب

جو چٹھي نمبري ۲۱۵۰ مورخہ ۳۰ نوامبر کو اِس باب میں لکھي گئي تھي کہ ہندوستانیوں کو انگلستان اور دیگر یورپ کے ملکوں کے سفر پر آمادہ کیا جاوے اُس کے لحاظ سے مجھکو حضور لفٹنٹ گورنر نے یہہ ہدایت فرمائي کہ حضور ممدوح بجاے اِس بات کے کہ آپ اپني ایسوسي‌ایشن کي شاخ کا نام صیغہ سفر یورپ قراردیں اِس کو یورپ کے سفر پر آمادہ کرنے والي شاخ کے نام سے پکارنا زیادہ مناسب تصور فرماتے ہیں *

مطبوعہ اِنسٹیٹیوٹ پریس علیگڈھ

Extract of the letter from R. Simson. Esquire, Secretary to the Government North-Western Provinces, to Raja Jeykishen Dass Bahadoor, Secretary to the British Indian Association, North-Western Provinces, dated Camp Muraiche the 2nd January 1869.

Sir,—With reference to the letter from this Office No. 2150, dated 30th November last regarding the encouragement to be held out to Natives to visit England and other European countries, the Lieutenant Governor desires me to suggest that instead of styling the branch of your Association the "European Travelling Department," it would be better to call it the "Department for encouraging travel to Europe."

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

from what the Government has already done, that they feel sure of that support, they would have but little hope of success.

Certain rules for the guidance of the Special Committee have been drawn up, which are herewith submitted for the consideration and approval of His Honor the Lieutenant Governor North-Western Provinces, who it is hoped will alter or amend them as His Honor may see fit. As allusion is made in these rules to the General Bye-Laws of the Association a copy of the latter is also enclosed.

From F. Henvy Esquire, Officiating Junior Secretary to the Government North Western Provinces, to Raja Jeykishen Dass Bahadoor, Secretary to the British Indian Association, North-Western Provinces, dated Camp Meergunje the 30th November 1868, No. 2150 A.

Sir, In reply to your letter of the 29th ultimo, I am directed to state that the Government cordially approves any movement which would tend to encourage native gentlemen in travelling to Europe and specially in visiting England. The benefit to be anticipated from such a practice, if it become general, can not be over-estimated.

2. Whether or not the particular mode of raising funds for the purpose projected by the Association is a practical one, at any rate the intentions of the Institution are deserving of praise.

3. The real object is to get native gentlemen to travel to England and send their sons there on their own resources.

4. The funds being raised from private sources, it would seem more in accordance with the scope of the project that they should be administered direct, and not through the agency of the Government as proposed in rules 15 and 16.

5. At the present stage of the project, it does not seem necessary to say more than that the Government will be glad to aid it, when mature, in any appropriate manner.

From Rajah Jeykishen Dass Bahadoor, Secretary to the British Indian Association, North Western Provinces, to R. Simson, Esquire, Secretary to the Government, North Western Provinces, dated Allygurh the 29th October 1868.

EUROPEAN TRAVELLING DEPARTMENT.

SIR,

The British Indian Association have lately had under their consideration the means best adapted to secure the welfare of their country with due regard to the interests of the Government, and it was resolved that this might be promoted by encouragement being held out to the Natives to visit England and other European countries, and that the Government be requested to send a certain number of youths annually to England.

Before however the wishes of the Association could be made known to Government, the Government itself had taken the matter up and intimated its intention of sending nine youths annually to England, defraying their expenses there for two years as well as the cost of the journey to and fro, which act of liberality on the part of the Government the Association hasten to acknowledge with sentiments of the deepest gratitude.

The Association however are anxious that as great a number of persons as possible be encouraged to visit Europe and with this view have proposed to raise a fund by an appeal to the liberality of the public to enable them to carry out their proposed scheme.

In order to ensure due attention being paid to this important subject a special Committee has been appointed to control and supervise what it is proposed should be called the "European Travelling Department."

The Association are well aware that without the support of Government irrespective of pecuniary aid, any endeavour they might make to carry out their object would fail, and were it not,

11. All persons desirous of assistance from the funds of the Association shall present their application at the Institute at Allygurh or at such other place as shall be named in the notification.

12. The application shall contain the following particulars.

I.—The name of the applicant with that of his father, his residence, caste and religion and age.

II.—A description of the education he has received and a list of the languages with which he may be conversant.

III.—The object for which he purposes visiting Europe.

IV.—The length of time he purposes remaining in Europe.

V.—To what countries his travels are to extend.

VI.—Whether or not he is possessed of private means.

13. On receipt of the application the Committee shall cause such enquiries to be made regarding the applicant's character, connection, &c., as shall appear necessary.

14. It will rest with the Committee to accept or reject any application.

15. The Committee shall publish the names of the candidates it may select in such public papers as the Committee may think fit and shall also bring them to the notice of the Government.

16. The funds to be supplied to the selected candidate shall be deposited in some bank and thence paid to the candidate in such a manner as the Committee may direct.

17. These rules shall be considered as portion of the Bye-Laws of the British Indian Association and as supplementary to the said Bye-Laws as sanctioned on 10th July 1867.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

Supplement to the Bye-Laws of the British Indian Association North-Western Provinces.

1. This Branch of the Association shall be styled the Department for encouraging travel to Europe.—

2. The object is to encourage the natives of this country, Hindoos and Mussulmans to visit and travel about England and other European countries.

3. Assistance will be granted to persons visiting Europe for Educational and Scientific purposes, but not to those who may go for their own personal advantage, such as trading, prosecuting a suit or such other objects.

4. To enable the Association to carry out this desirable object an appeal will be made to the public wishing to support the movement by pecuniary aid in the shape of either donation or subscription.

5. Annual subscribers of 24 Rupees will be considered as members of the Association so long as they continue the subscription.

6. Donor of 24 Rupees will be considered as member of the Association for the current year, the year ending on 31st March.

7. Any member will be at liberty to resign his membership at any time he may please.

8. All money received on this account will be deposited in such Bank as the Committee may determine on.

9. When the amount received shall be sufficient to aid one or more persons in visiting Europe, the Association shall notify the fact, the amount available and the conditions on which the same will be granted.

10. The notification shall be published in such newspapers as the Committee may think fit.

No. 7.

SUPPLEMENT TO BYE-LAWS

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION, N. W. P.

RELATIVE TO THE DEPARTMENT FOR ENCOURAGING TRAVEL TO EUROPE; TOGETHER WITH THE CORRESPONDENCE OF THE ASSOCIATION WITH THE GOVERNMENT NORTH WESTERN PROVINCES ON THE SAME SUBJECT.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

No. 7.

SUPPLEMENT TO BYELAWS

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

RELATIVE TO THE DEPARTMENT FOR ENCOURAGING TRAVEL TO EUROPE; TOGETHER WITH THE CORRESPONDENCE OF THE ASSOCIATION WITH THE GOVERNMENT NORTH WESTERN PROVINCES ON THE SAME SUBJECT.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

No. 7.

SUPPLEMENT TO BYELAWS

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

RELATIVE TO THE DEPARTMENT FOR ENCOURAGING TRAVEL TO EUROPE; TOGETHER WITH THE CORRESPONDENCE OF THE ASSOCIATION WITH THE GOVERNMENT NORTH WESTERN PROVINCES ON THE SAME SUBJECT.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

نمبر ٥ و ٦

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

آرٹیکل

اوپر تعلیم و تربیت اهل هند

معه

ایسوسی ایشن کی خط و کتابت گورنمنٹ هند سے درباب تعلیم اهل هند کے دیسی زبانوں کے ذریعه سے

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبروں کے مشتهر کیا

علیگڈھ

مطبوعه انسٹیٹیوٹ پریس

سنه ١٨٦٩ ع

نمبر ٥ و ٦

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

آرٹیکل

اوپر تعلیم و تربیت اهل هند

معه

ایسوسی ایشن کی خط و کتابت گورنمنٹ هند سے درباب تعلیم

اهل هند کے دیسی زبانوں کے ذریعه سے

ایسوسی ایشن مذکوره بالا نے واسطے اطلاع ممبروں کے مشتهر کیا

علیگڈه

مطبوعه انسٹیٹیوٹ پریس

سنه ١٨٦٩ ع

آرتیکل اُوپر تعلیم و تربیت اهل هند کے

اِس ارتیکل پر کیا منحصر هی اگر ایسي ایسي کئي آرتیکلیں هوں تو اُنکي پرداز اور ابتداء میں اس بات کا اقرار کرنا لازم اور مناسب هوگا که جس بات کو طی هوئے ایک مدت دراز گذرچکي آسپر پھر توجهه کرنا همارا مقصود نهیں هی یعني هماري غرض یهه نهیں هی که هم اس بات کا تصفیه کریں که اس ملک میں انگریزي زبان کي تعلیم مقدم هوني چاهیئے یا دیسي زبان کي تعلیم کو تقدم هونا لازم هی مدت هوئي که انگریزي هي کے متقدم هونے کي نسبت تصفیه هوچکا هی پس اُسکو اسیطرح پر چھوڑنا مناسب هی *

مگر هم اِس بات کے ثابت کرنے میں کوشش کرینگے که اگر اس امر کا تصفیه هوگیا هی که انگریزي زبان کي تعلیم هوني متقدم هی تو اس سے یهه لازم نهیں آتا که وہ دلائل بھي جنسے اس تعلیم کو تقدم حاصل هوا هی ایسے عمدہ قوي اور مستحکم هیں که اُن کے مقابله میں وہ سب دلیلیں جو مشرقي زبانوں کي تعلیم کي نسبت خیال میں آویں بالکل هیچ و پوچ سمجھي جاویں اور اگر یهه کها جاوے که بهت برس گذرے جو حقیقت میں تھوڑے هي برس هیں اور ملک هند کي حیثیت سے اُنکو بهت کها جاسکتا هی فلاں امر کي نسبت لوگوں کي فلاں راے تھي تو اُس سے یهه نهیں لازم آتا که هر وقت اور هر زمانه کے حالات میں کیسي هي کچھه تبدیلي کیوں نه آگئي هو اُس امر سے وهي راے متعلق رهیگي یهه ایک ایسي بات هی که نهایت کج راے اور کم فهم آدمي بھي اس بیهودہ بات کے زبان سے نکالنے کا مرتکب نهوگا اور یهه کها جاوے که ایک نهایت

مشہور اور نامي گرامي شخص يعني لارڈ مکالي صاحب نے انگريزي زبان
کي تعليم کے مقدم ہونے کي نسبت نہايت عمدہ اور کامل راے تحرير
کي اور ڈاکٹر ڈف صاحب نے اسکي تائيد کي هی جس سے اُسکا قطعي
تصفيہ ہوگيا تو اِس سے بهي يہہ بات لازم نہيں آتي کہ بني نوع انسان
کے ليئے يہہ ايک ايسي تحقيق يا قاعدہ ٹهر گيا جو نہايت کامل اور ايسا
بالکل بے نقص هی کہ اُس ميں کچهہ بهي تبديلي يا ترقي کي حاجت
نہيں اور اُسکي بنياد بهي ايسي هي کامل اور مستحکم هی مگر ايسا ہونا
غير ممکن هی اگر ہو تو دنيا کي تاريخ ميں نہايت عجيب بات ہو لارڈ
مکالي صاحب بہادر ايک نہايت عمدہ مورخ اور بہت بڑے منشي تهے
مگر بڑے حکيم اور دانا مشہور نہ تهے وہ غير قوموں کي ترقي کي حالتوں
اور اُنکي طبيعت اور ذهن سے محض ناواقف تهے اور ڈاکٹر ڈف صاحب
کا يہہ حال هی کہ وہ ايک نہايت صاف باطن خير خواہ بني آدم اور
عام پسند اور مشہور مشنري کالج کے کامياب بانے هيں مگر اُنہوں نے اپني
کسي تحرير ميں يہہ بات ثابت نہيں کي هی کہ اُنکي تقرير اور دليليں
ايسي معقول اور دور انديشي کے ساتهہ هيں جيسے مل صاحب سے حکيم
کي دلايل هيں ايک بات کي تائيد اور ثبوت کے ليئے بڑے بڑے مشہور و
معروف لوگوں کے حوالہ ديکر اُسکے خلاف کو باطل کرنا عام اور مشہور
طريقہ هی جسپر چلنے سے ہر ايسا شخص بهي جو کچهہ تهوڑي سي
منطق جانتا ہو اپنے اُوپر الزام نہ آنے ديگا بات تو يہہ هی کہ ہر تقرير
اپني ذاتي هي خوبي اور زشتي کي حيثيت سے قايم رهے يا ٹوٹ جاوے
جس بات کي تائيد ڈاکٹر ڈف صاحب اور لارڈ مکالي صاحب نے کي
هی اُسکا معاون هم سرچارلس ٹريولين صاحب بہادر کو بهي جو سابق
ميں هندوستان کے محاصل کے منتظم تهے پاتے هيں اُنکي کتاب جو
هندوستان کي تعليم کے باب ميں اُنہوں نے لکهي هی همارے پيش نظر
موجود هی سرچارلس ٹريولين صاحب کي کتاب کے تيسرے باب کے

مضمون کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب سے تیس برس پہلے لوگ ہندوستان کي تعلیم کے سوال کو بخوبي نہ سمجھے تھے وہ لکھتے ہیں کہ اس تمام سوال کا مدار دو باتوں پر ہی اول یہہ کہ اہل ہند کي ترقي کے واسطے انگریزي کا علم نہایت مناسب اور موزوں ہی یا عربي اور شنسکرت کا دوسرے یہہ کہ اگر بالفرض انگریزي کا علم اس مطلب کے حاصل ہونے کے نہایت مناسب سمجھا جاوے تو ہندوستان کے لوگ اُسکي تحصیل کرنے پر راضي اور راغب ہیں یا نہیں اُنکے اس کلام کو جس بات کے بخوبي ظاہر ہوجانے کي غرض سے نقل کیا ہی وہي اُس سے ثابت ہوتي ہی یعني جس مضمون کو اُنہوں نے لکھا وہ اُس کے نہ آغاز کو سمجھے نہ انجام کو بڑے افسوس کي بات ہی کہ اتني بات اُنکي سمجھہ میں نہ آئي کہ گفتگو کس امر پر ہی اُن سے اس معاملہ میں گفت و شنید کرنے کي ہمکو بڑي آرزو ہی ہماري خوش نصیبي یہہ ہی کہ وہ فضل الہي سے ابھي زندہ اور سلامت ہیں اور تیس برس کے حالات کا تجربہ بھي اُنکو ہوگیا ہی اور یقین ہی کہ اس مدت میں اس باب میں اُنہوں نے اوروںکي تحریریں بھي دیکھي پڑھي ہونگي اور خود بھي سوچ بچار کیا ہوگا پس عجب نہیں کہ وہ ہماري خواہش کیطرف مایل اور متوجہہ ہوکر ہمکو اس بات سے مطلع فرماوینگے کہ اس معاملہ میں اب اُنکي راے کیا ہی ہم پوچھتے ہیں کہ لفظ تمام سے اُنکي کیا مراد ہی جو سوال بذاتہ کامل ہی اُسکو بجز اسکے کہ اُسکي کامل صورت میں ہم دیکھیں اور کونسا طریقہ اُسپر نظر ڈالنے کا ہی پس جب کہ اُسکو اُسکي کامل صورت میں ہي دیکھنا ممکن ہی تو جو کچھہ تعلق اُسکو زمانہ آیندہ سے ہمیشہ رہینگے اُنپر غور و توجہہ کرني لازم ہی یا نہیں حق یہہ ہی کہ بیشک لازم ہی اب غور کرنا چاہیئے کہ سر چارلس ٹریولین صاحب نے بھي کیا اُسپر ایسي ہی توجہہ فرمائي ہی جو دو باتیں قایم کي ہیں کیا ان دونوں باتوں سے یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ اُنہوں نے اُسپر

جیسي چاهیئے ویسي هي غور کي هی یا نهیں بلکه انهیں دونوں باتونکا قایم کرنا جلکو اُنهوں نے بڑي نمود سے قایم کیا هی دلیل اس بات کي هی که وه اس مضمون کو اس سے بهتر نهیں سمجهے که هندوستان کا ایک قدیم باشنده علم هیئت کا حال سمجهتا اور جانتا هی واضح رهے که جب هم اس سوال کي توضیح کرینگے تو یهه بات ثابت کردینگے که جس مضمون پر سر چارلس تریولین صاحب بهادر نے گفتگو کي هی اُس میں سے کونسي بات وه اچهي طرح نهیں سمجهے *

جن لوگوں نے تعلیم کے معامله میں کچهه بهي توجهه کي هی اُن سب کا دل اسبات پر گواهي دیتا هی که گورنمنٹ نے تعلیم کے جس طریقه کا رواج دے رکها هی وه تمام و کمال حسب دلخواه نهیں کچهه اُس میں نقصان هی چنانچه هندوستاني انگریزي دونوں قسم کے اخبار اسبات کي برابر شهادت دیتے هیں مثلاً هندوستاني اخباروں میں سے انڈین ریفارمر سابق اور انگریزي اخباروں میں سے درجه اعلی کا اخبار فرنڈ آف انڈیا اسبات کا اقرار کرتے اور گواهي دیتے رهے هیں علاوه اسکے یهه ایک ایسي بات هی که جسقدر اُسکا خیال لوگوں کے دلوں میں رهتا هی اُسقدر اُس کا اظهار نهیں هوتا بیشک اُسکا ناقص هونا سب کے دل میں کهٹکتا هی اور بعض اوقات اُسکي طرف سے شبهه اور شک بهي دلوں میں پیدا هوتا هی مگر اب تک یهه کهنے کي کسیکو جرأت نهیں هوئي که تمام ملک کي تعلیم و تربیت کا طریقه کهیں ایسي کمزور اور ناپائیدار بنا پر تو مبني نهیں هی جیسیکه مکالي صاحب کي ایک تحریري راے کي بنیاد هوني ممکن هی اور کهیں یهه طریقه تعلیم اُسي قسم کا دهوکا اور هوا بندي تو نهیں هی جیسا هوا پر قلعه بنانا هی بعض اوقات لوگ باهم یهه سوال کرتے هیں که جو هدایتیں اور نصیحتیں همکو تاریخ سے حاصل هوتي هیں یهه سورشته تعلیم جو همارے ملک میں مروج هی اُنکے مطابق هی یا نهیں اور جیسا که زمانه کي حالت اور انسان کي تربیت اور کار بار کي ترقي

اور دانائي و حکمت کے لائق اور مناسب هونا چاهیئے ویسا هي هی یا
اُسکے برخلاف هی باوجود موجود هونے بهت سے گورنمنٹ کالجوں اور
مدرسوں کے لوگوں کو دریافت هوتا هی که جو طالب علم ایم اے کا درجه
بهي حاصل کرلیتے هیں اُنکے لحاظ سے بهي لوگوں پر تعلیم کا اثر بهت کم
هوتا هی اور یهه تهوڑے سے طالب علم تمام ملک کي آبادي کے مقابله میں
ایسے قلیل اور کم هیں جیسے سمندر کے سامنے ایک قطره جن سے ملک
کے کل باشندوں کي حالت میں کچهه فرق برائي بهلائي کا نهیں هوتا
یهي باعث هی جو هم دیکهتے هیں که گورنمنٹ کیطرف سے خلقت کي
تعلیم کے واسطے همیشه بهت سي تدبیریں اور تجویزیں جاري هوتي رهتي
هیں اور نئي تدبیر اور طریقه کے اجرا کے بعد ایسي صورتیں ظهور میں
آتي هیں جنکے سبب سے تعلیم کا معامله اپني اصلي حالت پر رهتا هی
یعني تعلیم کا فائده کچهه کم و بیش نهیں هوتا مگر عین وقت پر اس
سررشته تعلیم کو جو آجکل جاري هی تین یونیورسٹیوں کي شان و شوکت
اور آب و تاب سے رونق اور نمود نه دي جاتي تو اس سے مدتوں پهلے
اصل بنیاد خراب اور کمزور تهر جاتي اور خود طریقه تعلیم غیر مناسب
اور نامعقول قرار پاجاتا چینسلر اور ویس چینسلر اور اهل سنٹ اور
فیکلٹي غرضکه ان سب چهوٹے بڑے دیوتاؤں کے شان و شوکت کي بدولت
اُس ضعیف البنیاد قلعه (یعني سررشته تعلیم) کے کنگروں کو زیب و
زینت اور چمک دمک حاصل هوگئي جو بسبب کمزوري کے ڈگمگاتا
اور سر کے بل اوندها گرا چاهتا تها کیونکه ابتک یعني یونیورسٹیوں کے قائم
هونے سے پهلے تک اُسکا پشته بجز مکالي صاحب کے شه زور بازو اور روشن
عقل کے اور کچهه نه تها *

جیسا که ابهي ابتدائے گفتگو میں هم کهه چکے هیں وهي پهر کهتے
هیں که اس گفتگو سے هماري غرض یهه هرگز نهیں هی که جو امر ایکمرتبه
فیصل اور طی هوچکا اُسکي از سر نو چهان بین کیجاوے اور بالفرض

اگر ھو بھي تو یہہ ارادہ ھمارا محض بیفائدہ اور فضول ھی کیونکہ یہہ خیال کرنا ھی بیہودہ امر ھی کہ گورنمنٹ اپني کار و بار کي تاریخ اور ھندوستان کي عمر میں کے اس زمانہ میں جو موجود ھی اپني کالجوں اور مدرسوں کو جن میں انگریزي علم کي تعلیم کیجاتي ھی بند کرکے بجاے انگریزي کے مشرقي زبانوں کي تعلیم کراوے اور اگر یہہ امر ممکن بھي ھوتا تب بھي ھم اس کي خواھش نہ کرتے ھمکو اس بات کا دل سے یقین ھی کہ انگریزي علم کي تعلیم سے ملک کو بہت سا فائدہ حاصل ھوا ھی اور آیندہ ھوویگا چنانچہ اُسکے ذریعہ سے علم اخلاق اور علم طبیعات میں ترقي ھوتي جاتي ھی ھاں یہہ ھوتا ھی کہ وہ ترقي بتدریج اور تھوڑي تھوڑي ھوتي ھی ملک کو اس فائدہ کے حاصل ھونے سے ھمکو خوشي حاصل ھی ھم اُسکا معدوم ھونا اور انسداد ھرگز نہیں چاھتے ھمکو تو یہہ ثابت کرنا چاھیئے کہ یہي فائدہ کسطرح پر اور زیادہ ھوسکتا ھی اور اسي خیال و غرض سے جن کاموں کا عمل در آمد نہیں ھوتا اُنمیں سے بہت سے انجام پاسکتے ھیں اور کسطرح پر بہت سي خلقت کو جن تک انگریزي زبان کے ذریعہ سے تعلیم کي رسائي نہیں ھوتي تعلیم کا فائدہ پھونچ سکتا ھی وہ کونسي طرز اور کیا طریقہ ھی جس سے ایسي تدبیر کا عمل در آمد ھوسکتا ھی جسکي بدولت تمام ھندوستان میں اصل روشنضمیري اور تعلیم کا اثر جلد پھیلجاوے اور تمام قوم کي قوم شایستگي اور ترقي سے بہرہ‌یاب ھو ھمکو امید ھی کہ ایک مثال جو اسبات کي تائید میں ھم پیش کرتے ھیں اُسپر ھمارے جناب ویسراے یعني نایب‌السلطنت جناب ملکہ معظمہ والیہ ھند توجہہ فرمائینگي —

مثلاً سرجان لارنس کي ایک عمارت کو جو ھمیشہ فائدہ بخشتي رھي ھی اور بھي مفید ھی برقرار رکھا جاوے اور اُسکی متصل مانٹگمري کي عمارت تعمیر کي جاوے اور بعد چندے دونوں کو مخلوط اور شامل کردیا جاوے کیونکہ یہہ دونوں ایک دوسرے کي ضد اور بربادي کا باعث نہیں

هیں بلکہ باہم مخلوط اور متحد ہوکر قایم اور مستحکم رہ سکتے هیں علاوہ
اسکے مانٹگمري کے ایک ایسي عمارت جسکے جوڑ بند نہایت عمدہ اور
با قرینہ اور شکل و صورت بڑي عالیشان ہو اس غرض سے تعمیر ہوني
چاهیئے کہ اُس سے شاهي عمارت یعني گورنر جنرل کے محل میں رونق
اور عمدگي ہو اس سے کچھہ هرج نہیں کہ اُسکے تعمیر ہونے سے وہ سرجان
لارنس کي عمارت جو پہلے سے بني ہوئي هی بیقدر و بے رونق ہوجاوے
الحاصل اگرچہ سررشتہ تعلیم انگریزي بجاے خود اچھا هی مگر ایک
شہنشاهي اور بہت آباد ملک کے واسطے ایسا طریقہ ضرور هی جسکا تمام
لوگوں پر اثر ہو اور بہیئت مجموعي سبکو فائدہ پہونچے یہہ بات کہني
کہ یہہ طریقہ تعلیم جو اب موجود هی همیشہ کے واسطے کافي اور مناسب
هی یہہ کہنا هی کہ ایک ایسے ملک میں جسمیں اٹھارہ کرور آدمي
بستے هیں جو تمام دنیا کي آبادي کا پانچواں حصہ هیں جابجا لوگوں
کي زبان انگریزي ہوجاوے گي اور جب کہ زبان سبکي انگریزي ہوئي
تو فتحمند قوم یعني انگریزوں کي قوم کے چند آدمیوں کے ساتھہ کچھہ
تھوڑا سا میل جول ہونے سے چال چلن اور عادتیں اور اوقات بسري کا
ڈھنگ بھي سب انگریزي یعني انگریزوں کا سا ہوجاویگا لیکن حقیقت
یہہ هی کہ آبادي هندوستان کي جسقدر اب هی اگر اسکا صرف چھٹا
حصہ ہوتي اور جیسا کہ اهل هند کے دلوں میں اُنکے طور و طریقہ کا
اعتقاد نقش کالحجر هی اِس سے کچھہ کم ہوتا اور بجاے نصف هندوستان
کے تمام ملک سرکار انگریزي کے قبض و تصرف میں ہوتا تب بھي یہہ بات
جو اوپر کہي گئي بجز ایک امریکا والی کے اور کوئي زبان سے بھي نکال
نہیں سکتا کیونکہ یہہ سب جانتے هیں کہ ایک امریکا والا هي تمام کارخانہ
قدرت کي ترمیم کے درپے ہو سکتا هی یعني آسیکو قوانین قدرت کے برخلاف
عمل کرنیکي جرات هی غرض کہ کلام مذکورہ بالا گویا یہہ کہنا هی کہ
انگریزوں کي حکومت هندوستان میں همیشہ رهیگي حالانکہ اسکا دوام

بهي ایساهي غیر ممکن هی جیسا که اور مادي اشیا کا همیشه رهنا محال هی اسمیں اور اور مادي چیزوں میں صرف اِتنا هي تفاوت هی که وہ سب مادي هوتے هیں اور حکومت ایک امر طبعي هی بجز اسکے اور کوئي صورت انگریزي کے عام رواج اور انگریزوں کا سا چال چلن هو جانیکي نهیں هو سکتي هی که جبر و مقابله کے ایک قاعده کي رو سے هم انگریزي سلطنت کے زمانه کي تعداد بے انتها قایم کرلیں گو مثال اُسکي تاریخ میں موجود نهیں پس اسکے بعد البته اُن لوگوں کے خیال پلاؤ پک جانے ممکن هیں جنکو انگریزي زبان اور چال چلن کے عام هو جانے کا خبط هوگیا هی ملک اسپین پر مسلمانوں کا تسلط اس سے بهت زیاده عرصه تک رها جس عرصه تک هندوستان پر انگریزوں کا قبض و تصرف غالباً رهتا معلوم هوتا هی مسلمانوں نے اُس ملک میں اپني زبان کي تعلیم کے لیئے بڑے بڑے مدرسے اور بڑے بڑے کتب خانے قایم کیئے مگر جب اُنکا تسلط اُسپر نرها تو تهوڑي هي سي مدت گذرنے پر اُنکي زبان کا رهنا تو ایک طرف اُسکا نام و نشان تک وهاں باقي نهیں رها البته جس علم کي انهوں نے لوگوں کو تعلیم دي تهي اور سکهایا سمجهایا تها اُسکا نتیجه اور اثر تو باقي رها مگر زبان اُنکي نیست و نابود هوگئي هماري یهه خواهش نهیں هی که اس بڑے اور نازک مضمون پر گفتگو کرنے اور اُس تدبیر کے بیان کرنے میں جسکي لوگوں نے هم سے درخواست کي هی مشرقي زبان اور عادتوں اور طور طریقه کي کچهه رو رعایت کریں نه برعکس اس کے کچهه انگریزیت همارے دلمیں سمائي هوئي هی هاں البته ایسي طبیعت اور نیت سے هم اِس بڑے معامله میں گفتگو کرني نهیں چاهتے هیں که جو حالات ظاهر اور هویدا هیں اُنکي ظاهر صورت کو اوپر هي اوپر سے دیکهه لیں اور اُنکي اندروني کیفیت اور اصل حقیقت پر کچهه توجهه نکریں مشرقي زبانوں اور عادتوں اور طور طریقوں کا شوق اور اُنکي رعایت بطور خود عمده اور مفید هی شنسکرت اور عربي زبان کا تحصیل کرنا

هندوستان میں ایسا هي مفید هی جیسا که یوناني اور لیٹن زبانوں کا یورپ میں سیکھنا فائدہ سے خالي نہیں هی هماري بڑي خواهش اور اُمید یہہ هی که اِس شوق کي رعایت اُس کي قدر و منزلت کے لحاظ سے هوني چاهیئے مگر هم یہہ بهي نہیں چاهتے هیں که اُسکي حد سے زیادہ قدر و منزلت کیجاوے جیسا که اس صدي کے شروع شروع میں هوا تها اور نه همارا یہہ جي چاهتا هی که هم انگریزي زبان اور عادتوں اور طریقوں کے رواج کو اُسپر ایسا غالب دیکهیں جیسیکه وہ لارڈ ولیم بنٹنک صاحب کے عہد سے چلا آتا هی جس نامعقول حد تک مشرقي زبانوں اور عادتوں اور طریقوں کا رواج سابق میں پهونچ گیا تها اب اُس سے غایت درجه کي کامل گریز و نفرت انگریزي زبان اور عادتوں اور طریقوں کا حد سے زیادہ مرغوب اور مروج هونا هی هماري راے میں بے حد رواج مشرقي زبانوں کا جیسا معیوب اور برا تها ویسا هي کمال رواج اور رعایت انگریزي زبان وغیرہ کي بهي عیب اور برائي سے خالي نہیں اگلے وقتوں میں مشرقي زبانوں وغیرہ کے بے نہایت رواج کے باعث تهوڑے سے آدمي بهي کچهه مفید علم نہیں حاصل کرسکتے تهے اور اُس زمانه میں انگریزي زبان وغیرہ کے بیغایت رواج سے سواے چند آدمیوں کے تمام لوگوں کو مفید علم حاصل نہیں هوتا پس دونوں کے نتیجه یعني برائي بهلائي میں ذرا هي سا اختلاف هی اب بڑي فکر یہہ هی که یہہ مفید علم جو آج کل تهوڑے سے آدمیوں کو حاصل هوتا هی کل قوم کي رگ و پے میں کسطرح سے سما جاوے حق یہہ هی که حقیقت میں جو امر غور طلب هی وہ یہي هی سر چارلس تریولین صاحب کي یہہ بالائي گفتگو غور طلب نہیں هی که شنسکرت کي کہانیوں اور مسلمانوں کے قصوں کو زمانه حال کے علم سے جیسا که انگریزي زبان میں هی مقابله کرکے کسکو فوقیت دیني چاهیئے اگر مشرقي زبانوں کي تعلیم کا منشاء بجز سکهانے قصوں اور کہانیوں باطل کے اور کچهه نہیں تو اُن کي تعلیم کو ایسا هي بیہودہ اور بیکار سمجها جاوے جیسا کہ یہہ خیال لغو هی که مفید علم کا حاصل هونا صرف

بذریعہ انگریزي هي زبان کے ممکن هی اس امر تشخیص طلب کي بنیاد دو باتیں هیں ایک تو تمام قوم کي آسودگي اور شایستگي اور اقبال کي ترقي هو دوسرے عمدہ عمدہ هنر و فن اور نیک اخلاق وغیرہ اُس قوم کو حاصل هوں دوسرے یہہ امر بهي تصفیہ طلب نہیں هی کہ آیا انگریزي زبان کے ذریعہ سے مفید علم تهوڑے لوگوں کو سکهایا جاوے یا نہیں بلکہ جو بات غور اور تشخیص کے قابل هی وہ وهي هی جو مذکور هوئي یعنی کسطرح پر اور کون سي تدبیروں سے وہ تمام قوم کي تربیت اور شایستگي اور اقبال کا باعث هوسکتا هی اور کون سي تدبیروں سے هندوستان کے تمام بے شمار لوگوں تک اُسکا اثر اِس طرح پر پهونچایا جا سکتا هی کہ وہ اُن کے تمام کاموں اور خیالات وغیرہ میں دخل کرے غرضکہ اُسکا اُنپر ایسا اثر هووے کہ وہ یورپ کي قوموں کے برابر هو جاویں مگر اُنکي قومیت کي خاص خاص باتوں میں کچهہ فرق نہ آوے نہایت ضعیف قوم کي قومیت کے مٹانے پر بهي جو کوششیں کي گئیں هیں همکو معلوم هی کہ کبهي اور کہیں اُن میں کامیابي نہیں هوئي اور غالب یہہ هی کہ کوئي قوم کبهي ایسي بیجان درخت کي مانند نہو جاویگي کہ اُس کو تراش کر جیسي صورت کي چیز چاهیں بنالیں اُس کا حال اِنسان کے ذي روح جسم کا سا هی جسکي نشو و نما اُنهیں قاعدوں پر هوني ضرور هی جو حیات کے لیئے اُسمیں موجود هیں یہہ کوئي انتظام مملکت سے علاقہ رکهنے والي بات نہیں کہ هندوستان کي قومیت همیشہ اپنے هي اصلي ڈهنگ پر رهیگي بلکہ ذي روح مخلوقات کے علم کي ایک اصول هی یہہ بات همنے اِسلیئے بیان کي هی کہ کوئي شخص هماري مراد اور غرض کو کچهہ سے کچهہ نہ سمجهہ لیوے *

هم یہہ بهي خیال کرتے هیں کہ اب وہ وقت آپهونچا هی جسکا مقتضي یہہ هی کہ حالات کي اصل حقیقت پر بہ نسبت سابق کے زیادہ تر بلار و رعایت کے انصاف سے توجهہ کي جاوے تیس برس گذرے جبهي

یہہ بات تھي کہ یا تو انگریزي هي تعلیم و تربیت هو یا مشرقي هي علم و تربیت رهے جیسا کہ ایک قزاق مسافر کے سر هو جاتا هی کہ روپیہ دے یا جان دے اُسوقت میں کوئي متوسط عمدہ طریقہ جو دونوں کے بیچ بیچ میں هو کسي نے تجویز اور تلاش نہیں کیا یہي وجہہ هی کہ همنے سر چارلس ٹریولین صاحب کي تقریر میں سخت نکتہ چیني اور خوردہ گیري کي هی هم دعوی کرتے هیں کہ اسوقت میں اس معاملہ پر بلا تعصب توجہہ هوني ممکن هی اور اُسکي اصلي حقیقتوں کي بهي چهان بین هوسکتي هی کیونکہ متخالف فرقوں میں جو ایک دوسرے کي ضد پر سخن پروري اور اپني هي بات کے پیچ کرنے کي عادت اور سرگرمي هوتي هی اب اُسکي سرد بازاري هی اس سررشتہ تعلیم مجوزہ مُکالي صاحب میں جس کا آج کل رواج هی ایسے ایسے نقصان اور عیب لوگوں کے دلوں میں کهتکتے هیں جو مکالي صاحب کے ذهن میں نہیں گذرے تهے پس اِسمیں کسي نہ کسي نئي تبدیلي اور ترمیم کي حاجت اور ضرورت هی جسکي نسبت کوئي کچهہ اور کوئي کچهہ راے دیتا هی اسباب میں هماري جو کچهہ راے هی اُسکو هم اُن نقصانوں پر کسیقدر گفتگو کرنے کے بعد جو هر شخص کو نظر نہیں آتے هیں بیان کرینگے *

اول سب سے بڑا نقص یہہ هی کہ اس سررشتہ تعلیم کا اثر قوم کي ترقي اور شایستگي اور تربیت کے باب میں بہت هي کم هوتا هی آن آباد ضلعوں سے قطع نظر کرکے جنمیں کثرت سے دهقان آباد هیں اور انگریزي تعلیم کے آفتاب کي اُنپر ایک شعاع تک نہیں پہونچي هی هم اُن بڑے بڑے شهروں پر نظر ڈالتے هیں جنپر انگریزي تعلیم کا آفتاب نصف النهار پر چمک رها هی یعني جهاں بڑے بڑے انگریزي کالج هیں تو دریافت هوتا هی کہ آن شهروں میں کے هر ایسے محلہ میں سے جو نہایت آباد هیں اور کثرت سے لوگ گهچ پچ اُنمیں رهتے هیں مشکل سے دس بیس طالب علم کالج میں پڑهنے کو آتے هیں اور اُنمیں بهي کسي عالي خاندان میں

کا کوئي لڑکا نہیں ہوتا بلکہ متوسط درجہ کے بھي نہایت کم ہوتے ہیں اگر
اُنمیں ایک کسي بہتر درجہ کا ہوگا تو دو بنیوں یا ہزاروں کے ہونگے اور
دو اُنمیں ایسے ہونگے کہ ایک کسي ڈاک خانہ کے جمعدار کا اور دوسرا
نواب لفٹننٹ گورنر کے خانساماں کا ہوگا گورنمنٹ کالجوں میں اسقدر
تھوڑے طالب علم ہوتے ہیں کہ اگر بالفرض خدا نخواستہ کسي آفت
ناگہاني سے ایک کالج کے طالب علم معدوم ہو جاویں تو مطلق معلوم
نہوگا کہ آبادي میں سے کچھہ آدمي کم ہوگئے پس ایسے تھوڑے سے ذي
علموں سے تمام قوم پر کیا اثر ہوسکتا ہی ہمکو معلوم نہیں ہوتا کہ ان ذي
علموں کے سبب سے گذشتہ تیس برس کے اندر قوم کي حالت زندگي
میں کچھہ ذرا سا بھي فرق ہوا ہو باوجود اسکے کہ اُنکو بالکل یوروپي علوم
کي تعلیم کي جاتي ہی مگر ملک کي حالت جیسي کہ قدیم سے ہی
وهي چلي آتي ہی ان تھوڑے سے ذي علموں کي وهي مثال ہی کہ ریل
کي گاڑیوں کے ایک بہت بڑے سلسلہ پر بہت سا بھاري اسباب اور سامان
لادا جاوے اور اُسمیں نہایت عمدہ ایک جوڑي گھوڑوں کي اُسکے کھینچنے
کے لیئے جوتي جاوے ظاہر ہی کہ اُن گھوڑوں سے انگشت بھر بھي وہ
گاڑیاں کسیطرح نہ سرکینگي اب اُس جوڑي کے جوتنے والے نہایت پر تکلف
لباس پہنکر اور اچھي وضع بناکر اُن گھوڑوں کے ہانکنے میں کمال سعي اور
کوشش کریں اور اپنا ہر طرح کا ہنر و فن جتاویں مارپیٹ ہنٹر اور چابک
سے کام لینا چاہیں تو جو لوگ گاڑیوں کے اُس سلسلہ کے طوفان اور بیچارہ
دو گھوڑوں کي جان کا کچھہ خیال اور لحاظ نکرکے اُن چابک سواروں کے
کام کو دیکھینگے تو اُن کي اُستادي اور چابکي سے حیران و ششدر رهجاوینگے
پس اس سارے بکھیڑے کا علاوہ اسکے جو مذکور ہوا اور کچھہ نتیجہ ہرگز
نہوگا لیکن جو شخص ان گھوڑوں کے جوتنے والوں کے ہاتھہ پاؤں پیٹنے
کوڑے پھٹکارنے کي اصل حقیقت پر لحاظ کریگا تو وہ ہرگز دھوکا نکھاویگا
فوراً سمجھا جاویگا کہ یہہ نري دیکھاوٹ اور مفت کي ہاے پکار ہی

کار برآري سے یہاں کچھہ سروکار نہیں اب بہت سا زر خطیر جو اہل یورپ
کا ہندوستان میں لگ رہا ہی اور اہل یورپ کي بہت سي فیاض عالي
حوصلہ سوسئیٹیاں ہندوستان میں سرگرم کار ہیں اگر ان سب کا مقصود
ایساهي کچھہ ہی جسکي ہم مثال دیچکے تو بڑے افسوس اور حیرت
کي بات ہی کچھہ انگریزي کے سبب سے نہیں بلکہ انہیں سوسئیٹیوں وغیرہ
کے باعث سے کل قوم کو کسقدر نئي چیزوں کي تحقیقات کا شوق پیدا ہوا
ہی اگر یہہ سوسئیٹیاں بہت سے مقاموں میں نہ ہوئي ہوتیں اور بہت
سے فرقوں کو اُن تک رسائي نہ ہوتي اور گورنمنٹ نمایش اور اور ذریعوں سے
ہر شخص کے جیمیں جابجا یہہ شوق پیدا نکرتي تو تیس برس کي
انگریزي تعلیم کا نتیجہ بہت ہي خفیف اور نہایت افسوس و رنج کے
قابل معلوم ہوتا جہاں تک ممکن ہو ہم اس حقیقت کو لوگوں کے دلپر
نقش کرنا چاہتے ہیں کہ انگریزي کي تعلیم سے ایک فرقہ کرانیوں یا نئي
اُمت کے بنگالیوں کا تو پیدا ہوسکتا ہی لیکن وہ کل قوم کي ترقي اور
حالات پر ہرگز اثر نہیں کرسکتي ہی اب ہم اُسکے دوسرے نقصان پر جو
از روئے قیاس کے نقص اول سے پیدا ہوتا ہی متوجہہ ہوتے ہیں *

دوسرا عیب اُسمیں یہہ ہی کہ اُس سے تھوڑے سے آدمیوں کو فائدہ
پہونچتا ہی اسواسطے وہ ہندوستان کے حق میں انصاف کي بات نہیں
اُسکو صرف چند آدمي حاصل کرنے پاتے ہیں اور اُنہیں کو اُسکے فائدہ کا
بھروسہ ہوسکتا ہی جسقدر ترقي اُن شخصوں کي تعداد میں ہوتي جاتي
ہی جو یونیورسٹي میں داخل ہوتے ہیں وہ بمقابلہ اُس جماعت کثیر
کے جسپر کچھہ اثر نہیں پہونچتا ہی محض ناچیز اور بے حقیقت ہی
اور ایسے شخصوں کي تعداد کي ترقي کي وجہہ یونيورسٹي کا صرف
ایک نئي چیز ہونا ہی جسکو قیاس چاہتا تھا علاوہ اِسکے ایم اے اور
بي اے درجہ کے حاصل کرنے والوں کي اسقدر کثرت اور گرم بازاري ہی
کہ اُنکو روزگار بھي بمشکل بہم پہونچتا ہی پس ہمکو اِسبات کی توقع کرنا

چاهیئے که یهه ترقي بهي جواب هر سال اُنکي تعداد میں هوتي هی اپني انتہا کو جلد پہونچ جاویگي یهه انصاف نہیں هی که جبتک لوگ ایک مشکل زبان کا جیسي که انگریزي هی سیکهنا قبول نکریں تو کل قوم میں سے بہت سے آدمي علم و هنر کے فایدوں سے محروم رهویں یهه نہایت غیر مناسب هی که هندوستان کي شایستگي کي ترقي اِسوجهه سے روک دي جاوے که قریب تیس برس کے گذرے اُسکي تعلیم کي نسبت جو ایک راے قرار پاچکي اُسیکي سخت پیروي هوتي رهي اور یهه چوکنا غیر مناسب هی که جب ایک نقص کے رفع کرنے کے واسطے کوئي ذریعه بتایا جاوے تو اُس ذریعه کے حصول کي کوئي تدبیر نه کیجاوے اِس صورت میں یهه الزام ضرور صحیح ٹهریگا که جو سررشته تعلیم کا سرکار نے ایسے رنگ و ڈهنگ سے ملک میں جاري کر رکها هی اُس سے کل قوم کو فایده پهونچانا مقصود نہیں هی بلکه صاف یهه منظور هی که وظیفه دار محرر وغیره سرکاري اور اور دفتروں میں کام آنے کے واسطے طیار هو جاویں لیکن هم کو اچهي اچهي باتوں کي اُمید هی همکو یقین هی که گورنمنٹ نے تعلیم کے معامله کا بار نہایت صاف دلي اور بڑي عالي حوصلگي سے اپنے ذمه لیا هی اور وه خود حتی‌المقدور فایده پهونچانے میں کوشش کر رهي هی اور جو نیک کام وه کرتي هی اُسکي ترقي میں همیشه مصروف هی اِسبات کا کہنا که هندوستان کو جو آدهي روٹي میسر هی اُسکا هي شکر ادا کرنا چاهیئے کچهه جواب هماري تقریر کا نہیں هی کیونکه هم آدهي روٹي ملتے هوئے ساري کي نسبت بحث نہیں کرتے بلکه آدهي یا پوري ملنے کے بجاے صرف ایک ٹکڑا ملنے اور اچها کهانا هاتهه آنے کے بدلے خالي خوشبو هي نصیب هونیکي نسبت گفتگو کرتے هیں اس ملک کو ساري روٹي کي ضرورت هی اور یهه ضرورت اب روز بروز معلوم هوتي جاتي هی اور اُس کا یقین جڑ پکڑتا جاتا هی اور یهه باتیں که آگے کو قدم کیوں بڑهاتے هو تبدیلي اور توسیع کیوں کرتے هو جو صورت معاملات کي اب هی

اُسیطرح پر اُن کو کیوں نہیں رہنے دیتے ہو ہم تو حقیقت میں اچھی طرح پر کام کیئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی ترقی کر رہے ہیں وہ شخص پیش کرینگے جو کبھی حقیقتوں کو آنکھہ کھول کر بھی نہیں دیکھتے اور اِس بات پر قناعت رکھتے ہیں کہ جو کچھہ اب ہو رہا ہی اِسیطرح پر ہوتا رہے لیکن اب ملک کو ترقی کا جوش دلایایا گیا ہی جو صدھا مختلف ذریعوں یا کار خانوں سے پیدا ہوا ہی یعنے یہہ جوش غدر اور ریلوے اور دخانی کشتیوں اور تار برقی اور غیر ملکوں کے ساتھہ تجارت اور نمایش اور باھمی راہ و رسم اور مدرسے اور قوانین دیوانی و فوجداری اور چھاپہ خانے اور اور باتوں سے پیدا ہوا ہی اور لوگوں کو اب یہہ بات سوجھنے لگی ہی کہ آگے قدم بڑھانا لازم ہی ذات کی پچ اور تعصب رفتہ رفتہ کم زور ہوتے جاتے ہیں اور اسی باعث سے آدمیوں کو آزادی راے حاصل ہوتی جاتی ہی پس کچھہ شبہہ نہیں ہی کہ اب کسیطرح پر معاملات ایک ہی صورت پر قایم نہیں رہ سکتے ہیں یعنے اُن میں ترقی ہونی ضرور ہی اگرچہ قدیمی طریقے بہت اچھے ہی کیوں نہوں لیکن اب نئے طریقوں یا ایسے قدیمی طریقوں کی ضرورت ہی جن میں بہت سی درستی کی گئی ہو یا اُن کو وسعت دی گئی ہو اور ایسے طریقوں پر عمل در آمد ہونی چاہیئے جس سے سرکار کی فیاضی اور نیک ارادوں کی سچائی معلوم ہو ورنہ بہت نقصان ہوگا *

تیسری حجت یہہ ہی کہ جو تعلیم انگریزی کے ذریعہ سے حال میں ہوتی ہی اُسمیں آیندہ ترقی ہونا تو ایک طرف وہ ہمیشہ قایم ہی نہیں رہتی ہی مثلاً ہم اینٹرینس کلاس پر یعنے طالب علموں کی اُس جماعت پر جو یونیورسٹی کے درجہ اول کے اِمتحان کیواسطے طیار ہوتی ہی غور نکریں بلکہ ہم اُن لوگوں کے حال کی چھان بین کریں جنھوں نے درجہ بی اے اور ایم اے کا بھی جسکی لوگ نہایت خواہش رکھتے ہیں حاصل کرلیا ہی اس درجہ سے یہہ بات معلوم ہوتی ہی کہ درجہ یافتہ نے اسقدر

تحصیل کي هی لیکن اُس سے یہہ نہیں ثابت هوتا هی که وہ شخص اُن
سب چیزوں پر جو اُسنے تحصیل کي هیں بخوبي حاوي هی یا نہیں
پس یہي وجہہ هی که جو شخص اُن لوگوں کو مدرسوں اور کالجوں میں
نوکر رکھتے هیں وہ یہہ شکایت کرتے هیں که وہ اُن مضامین کے پڑھانے کے
بھي قابل نہیں معلوم هوتے جسکا امتحان دیکر اُنہوں نے درجه حاصل
کرلیا هی هم نے فرض کیا که جسوقت طالبِعلم کو درجه بی اے یا ایم اے
کا حاصل هوتا هی اُسوقت اُسکو خوب اِستعداد هوتي هی لیکن یہہ بات
هر کوئي جانتا هی که جب هندوستاني طالب علم وہ درجه حاصل کرچکتا
هی تو اُسکي آیندہ ترقي دفعتاً بند هو جاتي هی چنانچه چینسلر سے
لیکر اخباروں کے مہتمموں تک نے بھي متواتر اس امر کي تصدیق کي
هی طالب علم بھي خود اِسبات کا افسوس کرتے هیں همکو یقین هی که
تمام آدمي بلا تامل استعداد کے آیندہ نه بڑھنے کو اُسکے اصلي سبب سے
قطع نظر کرکے اور اور سببوں سے منسوب کرتے هیں یعنے لوگ یہہ خیال
کرتے هیں که لڑکپن میں شادي کرنے سے جو اس ملک میں کثرت سے
رایج هی اورگرم آب و هوا سے اور کم طاقتي سے اور اِسبات سے که بجز حاصل
کرنے عمدہ عہدوں کے لڑکے اور کسي غرض سے تحصیل علم نہیں کرتے هیں
اور اور ایسي هي باتوں سے استعداد آگے نہیں بڑھتي هم بالیقین کہتے هیں
که یہہ ایک غلطي هی غیر زبان کا سیکھنا شاید کچھہ بہت مشکل نہو
اور اُس زبان میں ایم اے کا درجه چند شخصوں کو حاصل هو جانا
ممکن هو لیکن همکو یقین کامل هی که بعد ختم هو جانے کالج کي تحصیل
کے اُسمیں ترقي کرنا غیر ممکن هی کالج چھوڑنے کے بعد بھي استعداد اور
علم کي ترقي انگریزي هي زبان پر کیوں موقوف هوتي هی اسکي صرف
یہي وجہہ هی که وهي ایسي زبان هی جسکے باعث سے وہ اس درجه
تک پہونچے هیں اور جو تعلق انگریزي دانوں کو اور هندوستانیوں کے
ساتھہ هوتا هی وہ اُن کي طبیعت کے برخلاف اور مصنوعي هوتا هی اور

اِن کا دل یہاں تک انگریزي کا عادي هو جاتا هی اور اُنکے دماغ میں انگریزي کي بو باس اسقدر سما جاتي هی کہ وہ جس بات کو انگریزي میں بآساني سمجھہ سکتے هیں اُسي بات کو اپني خاص زبان میں نہیں سمجھہ سکتے هیں مثلاً اگر ایک بچہ کو عرصہ دراز تک شکر کے ساتھہ دودہ دیا جاوے تو وہ اُس دودہ کو نہیں پیئیگا جسمیں نمک ملا هوا هوگا اگر ایک طالب علم سے جو علم الٰهیات یا منطق کے ایک مشکل سوال کا جواب جلدي سے دیدیتا هی یہہ کہا جاوے کہ وہ بلا سوچے سمجھے فوراً اُسي سوال کا اپني خاص زبان اُردو میں جواب دے تو اس قول کي صداقت کا حال ظاهر هوگا پس اسلیئے جس استعداد اور علمیت پر وہ نازاں هوتا هی وہ صرف طوطے کا سا پڑھنا هی اُسکي عقل و دماغ میں اب تک وہ بخوبي نہیں سمائي هوتي هی ایک بنگالي جو درجہ ایم اے کا امتحان دے چکا هو پھر بھي ایک هندوستاني هی وہ کسي امر غور طلب میں صرف اپنے هي خاص طریقہ پر غور اور خوض کرسکتا هی جس برائي کي هم شکایت کرتے هیں یعني هندوستانیوں میں استعداد بہت کم قایم رهتي هی اور اُسمیں ترقي کبھي نہیں هوتي هی اُسکي بنیاد یقیناً اسي بات پر هی اور هم یہہ چاهتے هیں کہ انگریزوں اور هندوستانیوں کے دلوں پر یہہ بات بخوبي نقش هو جاوے چونکہ انگریزي انگریزوں کي خاص زبان هی اِسواسطے اُن کي سمجھہ میں یہہ بات نہیں آسکتي هی کہ جو کچھہ تعلیم دي جاتي هی وہ کیونکر قایم نہیں رهتي هی اور اُس میں ترقي کیوں نہیں هوتي هی خصوصاً اُس صورت میں جبکہ وہ ایسے بڑے درجہ کي فضیلت جیسے کہ بي اے اور ایم اے درجہ هیں حاصل کرلیتے هیں پس اب جو ایک غیر زبان میں هي تعلیم هووے اور وہ تعلیم بھي ایسي کہ صرف تھوڑے هي سے آدمیوں کو حاصل هوسکے تو اُسکے قایم رهنے یا آیندہ ترقي پانے کي اُمید نہیں هوسکتي اِس سررشتہ تعلیم کو جو اب موجود هی کامل سمجھہ کر نظر ڈالنے سے جو بڑے بڑے چند عیب

معلوم ہوئے ہیں اُنکو ہمنے کسیقدر مفصل ظاہر کردیا یہہ بات ثابت ہو
چکی ہی کہ اُس سے تھوڑا فائدہ پہونچتا ہی اور کل ملک کی آبادی
میں سے تھوڑے سے حصہ پر اُسکا اثر ہوتا ہی اور وہ تمام قوم کے حق میں
ایک بڑی نا انصافی ہی جس حالت میں ضرورت پوری روٹی کی ہی
تو ایک ذراسا ٹکڑا دیا جاتا ہی گو وہ ٹکڑا کیسا ہی کچھہ چکنا چپڑا
کیوں نہو اس حال کی رواج پائی ہوئی تعلیم کے اثر صرف چند روزہ
ہیں اِس تعلیم کے بے اثر اور جبری اور مصنوعی ہونے سے متوسط درجہ
کی عقل و شعور کو آیندہ کچھہ ترقی نہیں ہوتی اور یہہ عیب سب عیبوں
سے بڑا ہی اگر صرف یہی سررشتہ تعلیم ہمارے واسطے ہمیشہ بلا تبدیل و
ترقی رہنے والا ہی تو کیا ہمکو اُسے بلا توقف برا اور نا واجب ٹھہرانا نہیں
چاہیئے اگر ہم اُسکو برا نسمجھیں تو یہہ الزام تو راست ہی ٹھہریگا کہ
تعلیم پر متوجہہ ہونے سے گورنمنٹ کا یہہ مقصد ہی کہ ایسے ایسے ملازم
ہاتھہ آویں جنکو تھوڑی تنخواہ دینی پڑے اور صرف نمود اور بھڑک ظاہر
ہو اب اگر یہہ سچ ہی تو آیندہ تعلیم میں زیادہ خرچ کرنے کی کچھہ
ضرورت نہیں ہی کیونکہ بازار اٹا ہوا پڑا ہی یعنے ایسے لوگ تعلیم یافتہ
جو سرکار کے کام آویں بہت ہوگئے ہیں اور بہت سے خاص خاص لوگونکے
جاری کئی ہوئی اور پادریوں کے مدرسہ اور کالج ایسے لوگوں کو طیار کرنیکے
واسطے موجود ہیں لیکن ہم اس اِلزام کو سچا نہیں سمجھینگے بلکہ ہم
خوب جانتے ہیں کہ سرکار کا دلی ارادہ یہہ ہی کہ جو بڑا کام اُسنے اپنے
ذمہ لیا ہی اُسکو نہایت صداقت اور جوانمردی سے انجام دیویگی تعلیم
کے معاملہ پر توجہہ کافی کرنے اور اُسکے بڑے رتبہ اور حیثیت کے لحاظ سے
اُسکا انتظام کرنے اور صرف ایسی گنجایش ہی اسمیں رکھنے سے نہیں کہ
ضرورت کیوقت اُسکو وسعت دی جاسکے بلکہ اُس کو ایک ایسی طاقت
دینے سے کہ کل قوم کے حالات روز مرہ پر اُسکا اثر پہونچے سر جان لارنس
صاحب بہادر یا اور کوئی منتظم سلطنت جو اس کام کو قبول فرماوے ایک

ایسا نام پیدا کریگا کہ ہندوستان کي ترقي کي تواریخ میں ہمیشہ اُسکي یادگاري رہیگي اور وہ ایسي شہرت ہوگي کہ جب ایسے ایسے بڑے لوگوں کي نام آوري جیسا بنتنک اور مکالي صاحب ہیں خفیف اور فراموش ہوجاویگي تو وہي روشن اور درخشاں رہیگي *

پس اب وہ کیا شي ہی جسکي ہمکو ضرورت ہی ہم ایک ایسا سررشتہ تعلیم چاہتے ہیں جس میں مذکورہ بالا عیب نہوں اور جس سے تھوڑے ہي سے نہیں بلکہ بہت سے فائدے اُٹھا سکیں اور آسکے باعث سے تھوڑے لوگ نہیں بلکہ کل قوم مغربي علم و ہنر کو بخوبي تمام حاصل کرسکے اور وہ ایسا ہو کہ اُسمیں اس زمانہ کے حالات موجودہ اور آیندہ کي ضروریات کا لحاظ رہے اور وہ غیر ملک کے طور پر نہیں بلکہ ہندوستاني طور پر ہو اور ایسا ہو کہ اُس میں قومیت سے بے پروائي نہو یعني قومیت کا بھي اُسمیں لحاظ ہو اور اُس کے اثر ہمیشہ قایم رہیں اور اُس میں ترقي ہوتي رہے اور وہ ایسا ہو کہ اگر انگریز اس ملک کو چھوڑ کر چلے بھي جاویں تو بھي وہ قایم رہے اور یہہ سب باتیں صرف دیسي زبانوں میں تعلیم ہونے سے جو لوگوں کي خاص زبانیں ہیں حاصل ہوسکتي ہیں یہہ ایک ایسي حقیقت ہی کہ ہماري راے میں اُس سے ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیئے اور ہم اُسکي خوبي کو لوگوں کے دل پر جیسا چاہیئے نقش نہیں کرسکتے ہیں ایک غیر زبان کا سیکھنا مثل انگریزي کے در حقیقت ایک مشکل کام ہی اور اُسمیں صرف بہت سا ایسا وقت جو اور طرحپر خرچ کیا جاوے تو بہت نفع اُس سے حاصل ہو صرف نہیں ہونا ہی بلکہ جب اُس زبان کي تحصیل ایک ہندوستاني پوري کرلیتا ہی تو تمام عالم انگریز بھي کہتے ہیں کہ وہ تحصیل صرف بیروني دیکھاوت ہی حقیقت میں کچھہ نہیں اور علاوہ اسکے اُسکي یہہ خاصیت نہایت مضر ہی کہ اُسکے باعث سے علم ایک مصنوعي حالت میں رہ جاتا ہی اور اُس سے طبیعت کو پورا پورا حظ حاصل نہیں ہوتا *

برخلاف اسکے اردو کي عمدہ تحصیل کے واسطے کسي خاص بڑي کوشش کي ضرورت نہیں هی اسقدر لیاقت حاصل کرنے میں که درستي کے ساتھہ اُس کے الفاظ کے ھجے کرلیں یا باقاعدہ اُسکو لکھیں تین یا چار برس صرف نہیں ہوتے ہیں جیسا که انگریزي میں ہونا هی وہ هندوستاني لڑکے کي طبیعت کے موافق اسطرح پر هی جیسے که انگریزي انگریز کے لڑکے واسطے هی وہ ایک ایسي قلعي نہیں هی که اُس میں غیر ملک کي آب و تاب هو بلکه مادہ اُسکا اُسکے اصلي ملک کي پیدایش هی اُس زبان میں حسب عادت کام کرنے اور سوچ بچار کرنے اور لکھنے اور پڑھنے سے اُس ڈھنگ اور طریق پر دل رهتا هی جسمیں بعد اختتام تحصیل مدرسه کے چلنا یا ترقي کرنا اُسکو ضرور ہونا هی اس امر کي نسبت بحث کرنا که کون سے ضلع کے واسطے کون سي دیسي زبان اور کونسے ضلع کے واسطے کونسي زبان قرار پاني چاهیئے ایک بیہودہ اور بیفائدہ بات هی کیونکه بنگالي یا اُردو یا گجراتي زبان کي حدود کي نسبت کوئي شبہه نہیں هوسکتا هی تمام آدمي جنہوں نے اس معامله پر غور کي هی اس بات کو بھي تسلیم کرتے هیں که صرف دیسي زبان کے ذریعه سے اور پھر هم یہي کہتے هیں که صرف دیسي هي زبان کے ذریعه سے هندوستان کے جمہور انام کو علم و تربیت حاصل هوگا گورنمنٹ بھي اسبات کو تسلیم کرتي هی کیونکه اُس نے بہت سے دیسي مدرسه جو هر ایک ضلع میں پھیلے ہوئے هیں اسي وجہه سے مقرر کیئے هیں لیکن کیا وجہه هی که صرف ان مدرسوں پر جو ادنی درجه کے مدرسه هیں قناعت کیجاوے اور آگے کو قدم نه بڑھایا جاوے *

پس اس تقریر سے معلوم هوگا که اگر ایک ایسے سررشته تعلیم کے قائم کرنے پر توجہه کیجاوے که اُسمیں تعلیم کا ذریعه دیسي زبان هووے تو جن قباحتوں کي شکایت هم انگریزي کے سررشته موجودہ میں کرتے هیں وہ سب رفع هوجاوینگي اور اس سررشته میں ایسا وصف ہونا چاهیئے

کہ ضرورت کے وقت اُسکو وسعت دی جاسکے تا کہ آیندہ کی ضروریات بھی رفع ہوسکیں لیکن کچھہ یہہ ضرور نہیں ہی کہ یہہ سررشتہ انگریزی سررشتہ کے مخالف ہووے کیونکہ اگر انگریزی سررشتہ حال اُسکی وجہہ سے کبھی آیندہ اُس کے مقابلہ میں خفیف پڑ جاوے تو اُس کا باعث خاص انگریزی سررشتہ کا اصل میں ناکامل ہونا ہوگا نہ یہہ سررشتہ غرض کہ جو کچھہ ہم چاہتے ہیں وہ یہہ ہی کہ مفید علم قوم کی حرکات و سکنات میں گھل مل جاوے اور لوگوں کے مزاج کے موافق ہوکر ہندوستان میں جڑ پکڑ جاوے ہم ابھی بیان کرچکے ہیں کہ ادنی درجہ کے دیسی مدرسہ اِس ملک میں موجود ہیں اور اِنتظام تعلیم کا ایک جز و سردست مرتب ہی پس ہم کو صرف بڑے درجہ کے مدرسہ اور دیسی کالج اور مقرر کرنے کا سامان موجودہ مدرسوں دستور التعلیم میں موجود ہی اور ایک کالج میں دو درجہ یعنے انگریزی اور دیسی ہوسکتے ہیں انگریزی اور دیسی دونوں زبانوں کے درجوں کو اس بات کی اجازت ہونی چاہیئے کہ یونیورسٹی کے درجے یعنے اعزاز حاصل کر سکیں مضامین امتحان دونوں میں ایک ہی ہونے چاہیئیں صرف یہہ ہی فرق ہوگا کہ ایک درجے کا جواب انگریزی میں اور دوسرے درجہ کا جواب دیسی زبان میں ہوگا اور کچھہ فرق نہوگا سب درجوں کی کتابیں تحریر یا جبر مقابلہ یا اعلی درجہ کی ریاضی یا تواریخ یا جغرافیہ یا علم طبیعیات یا منطق یا الہیات بآسانی دیسی زبان میں ترجمہ ہوسکتی ہیں اور اگرچہ یہہ ترجمے ٹھیک ٹھیک مناسب زبان میں اول اول نہونگی تا ہم اِن کی تحصیل کے واسطے اب بھی کچھہ نمونوں کی کمی نہیں ہی اور یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ ہم اِسی بات کے منتظر رہیں کہ ہندوستانیوں میں کوئی مصنف مثل ملٹن صاحب کے پیدا ہووے تب ہی کام چلے اور یہہ بھی کچھہ ضرور نہیں ہی کہ جس عرصہ میں کتابوں کے ترجمہ کا کام جاری رہے تو تعلیم کا کام ملتوی رہے کیونکہ جو کچھہ اس وقت میں پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں اور

انہوں نے ایک غیر زبان میں علم سیکھا ہی اُسکو وہ اپنی زبان میں سکھلاویں تو اُنکو بڑا فائدہ پہونچیگا انگریزی تعلیم بعض بعض عہدوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ رہے لیکن دیسی زبان کے ذریعہ سے جو تعلیم ہم چاہتے ہیں وہ تمام قوم کے تمام کاموں میں آمیز ہو جاویگی اور اُسکے ذریعہ سے شایستگی اور مفید علم کی بنیاد ہندوستان میں ہمیشہ کے واسطے قایم ہو جاویگی اور اگر تعلیم سے بھی ایک غرض ہی تو رفتہ رفتہ خود اُسکے ذریعہ سے ہندوستانیوں میں بھی ملٹن صاحب اور ایڈیسن صاحب اور لاپلیس صاحب خود پیدا ہوجاوینگے انگریزی کی تعلیم اپنی انتہا تک پہونچ گئی ہی لیکن اردو کی تعلیم ہنوز کامل نہیں ہوئی ہی ابھی صرف اُسکا آغاز ہی اور اگر وہ بھی اپنے کمال تک پہونچائی جاوے تو بعید از انصاف نہوگا صرف یہہ ہی بات ہی جسکی ہم خواہش کرتے ہیں اور صرف اسی کے باعث سے اور ذریعوں میں بھی جو اِس ملک کی خلقت کی شایستگی کے معاون ہیں جان پڑ جاویگی اور ملک کی ترقی اور شایستگی پوری اور کامل ہو جاویگی *

عرضداشت برٹش انڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب

بحضور جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل

هم برٹش انڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب کے ممبر جنکے دستخط اِس عرضداشت کے ذیل میں ثبت هیں بدل و جان گورنمنٹ کي اُن سخت کوششوں سے بخوبي واقف اور اُنکي قدر و منزلت کرنے والے هیں جو اُس نے هندوستانیوں کي عام تعلیم کے باب میں کي هیں اور اُن کي عوض میں هم سب پر گورنمنٹ کي نہایت بڑي احسان مندي واجب و لازم هی همکو اچھي طرح یقین هی که گورنمنٹ نے اِس تعلیم کے کام کو نہایت خالص نیت اور بالکل بے غرضي سے اختیار کیا هی تعلیم سے گورنمنٹ کا اصل مقصود بالکل لوگوں کي بہبودي اور فلاح هی وہ اپني رعایا کي حالت کو ترقي دینے کے باب میں همیشه ساعي رهتي هی *

اِس یقین کے مستقل اثر سے جو همارے دلوں پر اچھي طرح نقش پذیر هوگیا هی پیشگاه حضور میں ایسي چند تدبیریں پیش کرنے کے لیئے هماري ڈھارس بندھي هی جنکا عمل درآمد هوجانے پر همکو کامل بھروسه هی که اِس موجوده سرشته تعلیم سے لوگوں کو حد سے زیاده فائده حاصل هوگا اور همکو بہت بڑي توقع هی که گورنمنٹ کمال فیاضي سے اُن تدبیروں پر از بس سنجیده اور پسندیده توجهه فرمائے گي *

هم اقرار کرتے هیں که جو علوم و فنون اب ایشیا کے ملکوں میں جارے هیں جن کے موضوع اور تاریخي حالات همارے بہت سے مشہور مصنفوں کي کتابوں میں موجود هیں اور اپني اصل حالت میں بغیر کسي طرح کي تغیر و تبدیل اور ترقي کے هم تک پہنچے هیں اُن میں سے اکثر ایسے اصول پر مبني هیں جو زمانه حال میں علم کي ترقي هونے سے

بالکل غلط اور ناجایز ٹھیرے ہیں اور بعضے علم ایسے ہیں کہ اگرچہ بنیاد اُنکی صحیح اور مضبوط اصول پر ہی مگر زمانہ حال کی نئی نئی تحقیقاتوں اور تلاشوں کے سبب سے اُن کا رنگ ڈھنگ بالکل بدل گیا ہی اور بعضے علم ایسے ہیں کہ اب تحصیل اُنکی محض فضول اور غیر مروج ہوگئی ہی اور برخلاف اُس کے آج کل دنیا میں بہت سے ایسے ایسے علوم و فنوں کی گرم بازاری ہی جو زمانہ حال کے ایجاد ہیں اور اُنکا حال ہمارے بزرگوں کو بالکل معلوم نہ تھا پس یہہ ایک ایسی بات ہی جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا کہ ایشیا میں جو علم اور زبانیں اب جاری ہیں اُن کی تحصیل ہمارے علم کی ترقی اور روشن ضمیری کے واسطے محض غیر کافی ہی اور یہہ بات بھی ایسی ہی تحقیق اور مسلم ہی کہ مذکورہ فائدوں کے حاصل کرنے کے واسطے کوئی ذریعہ اِس سے بہتر نہیں ہی کہ ہم انگریزی زبان کو سیکھیں اور اب جو مالامال خزانے علم و ہنر کے زمانہ حال میں جمع اور قایم ہوئے ہیں اُن تک اُس زبان کے ذریعہ سے رسائی حاصل کریں اِنہیں وجوہات کے لحاظ سے ہم سب اِس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی جو تدبیر اِس ملک میں انگریزی زبان کے رواج دینے کی ہی وہ حقیقت میں نہایت عمدہ اور مناسب سوچی گئی ہی *

مگر یہہ بات ممکن ہی کہ جس حالت میں ہم ایک اچھے کام کے کرنے پر کوشش کرتے ہوں تو ہم اور ایسے کاموں سے جو زیادہ ضروری اور زیادہ مرتبہ کے ہیں غافل رہویں اور اسی طرح سے اُن کوششوں کی قدر و منزلت کو گھٹا دیویں جنکو اگر بطور مناسب اور بلا رو رعایت کے کیا جاوے تو ہمکو وہ نہایت اعلی درجہ کی کامیابی پر پہنچاویں ہم خیال کرتے ہیں کہ یہی غلطی تعلیم کے سرشتہ حال میں ہوئی ہی ہمارے بڑی آرزو یہہ ہی کہ یہہ سرشتہ ایسا بے عیب اور بے داغ ہوجاوے جیسا کہ حوصلہ توقع میں سما سکتا ہی اور ہم اِسبابات کا خیال کرنے سے

باز نہیں رہ سکتے کہ ہم ایک اچھے کام کے پورا کرنے پر کمر باندھے رہنے سے ایسے مطلبوں سے غفلت کررہے ہیں جو بہت بڑی قدر و منزلت رکھتے ہیں اور ضروری ہیں *

جو کوئی گورنمنٹ خصوصاً انگریزی گورنمنٹ اپنی رعایا کے بہت سے گروہوں کو عام تعلیم دینے کا کام اختیار کرے تو اُسکا فرض ایسے علم اور پند اور نصیحت کی تعلیم دینا ہی جو لوگوں کے روز مرہ کے کار و بار میں کام آوے اور فائدہ بخشے اور اُس سے اُنکی عادت اور اخلاق کی تہذیب اور اصلاح ہووے اور لوگوں کو قدرت اور علم کے حقایق اور حالات سے جہاں تک ممکن ہو آگاہی حاصل ہو اور اُن کے دلوں میں عمدہ عمدہ اصول اور بڑے اعلی درجہ کے خیال پیدا ہوویں مگر اِس بات کی احتیاط رہے کہ اُن اصولوں اور خیالوں کی اصل و بنیاد کسی مذہب کے مسائل یا کسی قومی یا مذہبی رسم و رواج پر نہووے بلکہ وہ قدرتی اخلاق کے قوانین اور علی‌العموم عقل کے تسلیم کرلینے پر مبنی ہو یہہ کام مشکل تو بے شک ہی مگر غیر ممکن نہیں اور اگر اُسکو کامیابی کے ساتھہ انجام دینے پر کوشش کی جاوے تو نتیجے اُس کے ملک کے حق میں نہایت عمدہ ہوں چنانچہ لوگوں کی عقل کے روشن ہونے سے اُنکے مال و دولت اور جسمانی فائدوں کو ترقی ہوگی جب کہ وہ اُن سب چیزوں کی ماہیت سے جو اُن کے چاروں طرف نظر آتی ہیں واقف ہوجاوینگے تو ایسے فاسد خیالوں اور بیہودہ خوف و اندیشوں کو آیندہ فوراً اور یک بیک قبول نکرلیا کرینگے جن سے لوگوں کی طبیعتوں کو پریشانی حاصل ہوتی اور سب میں ایک ہل چل پڑجاتی ہی اور عام امن و آسایش اور انتظام میں خلل واقع ہوتا ہی علاوہ اِس کے جو نفرت اور عداوت نسل اور مذہب کی غیریت سے پائی جاتی ہی وہ قدرت اور عقل کی روشنی کے آگے نیست و نابود ہوجاویگی اور بجاے اُن سب کے آپس میں لحاظ و پاس و اور بھروسہ قایم ہوجاویگا *

جو گورنمنٹ سواے اُن غرضوں کے اور کسی قسم کي اور شاید اِس کمتر خواهش کے سبب سے اپني رعایا کي تعلیم پر آمادہ هو کہ اُنکو صرف اسقدر تعلیم کیا جاوے کہ وہ اپني زندگي کے معمولي کار و بار کے انجام دینے کے لایق هو جاویں تو وہ گورنمنٹ رعایا کے ساتهہ اِس سے زیادہ کچهہ نہیں کریگي جو ایک آدمي اپنا بوجهہ کهنچوانے یا اور کوئي کام لینے کي غرض سے کسي جانور کے ساتهہ اُس کے سدهانے میں کرتا هی مگر همکو دل سے یقین هی کہ گورنمنٹ هند کي یہہ غرض اور ایسا ارادہ نہیں هی بلکہ اِس بات کو هم تحقیق جانتے هیں کہ اُس نے جو کام تعلیم کا اختیار کیا هی وہ بڑے بڑے اعلی درجہ کے مقصدوں اور ارادوں سے شروع کیا هی چنانچہ اِسکا مشہور عمدہ ثبوت وہ تین یونیورسٹیاں یعني مدرسہ هاے اعظم هیں جن میں علی‌العموم علم تک هر ادنے اور اعلی کي دسترس ممکن هی *

اِس لیئے هم اپني گورنمنٹ کو اِس بات کے تصفیہ پر متوجهہ کراتے هیں کہ جو سررشتہ تعلیم کا آج کل سرکار کا درست اور قایم کیا هوا موجود هی وہ اِس قابل هی یا نہیں کہ اُس سے تعلیم کے اصلي مقصد جنکا تذکرہ بالاجمال اوپر هوا حاصل هوویں هم نیازمندي سے عاجزانہ عرض کرتے هیں کہ هماري راے میں اِس سررشتہ سے وہ مقصد حاصل نہیں هونگے سررشتہ مذکور کے ذریعہ سے چودہ کروڑ آدمیوں میں جو گورنمنٹ هند کے محکوم اور مطیع هیں چند آدمیوں کو ایک عمدہ اور معقول تعلیم کے تمام حظ اور لطف اور فائدے حاصل هوئے هوں مگر جبکہ بہت سي خلقت کا اِن چند تعلیم یافتہ سے مقابلہ کیا جاوے تو اِن کي تعداد نہایت بےحقیقت اور خفیف تهہرتي هی کیونکہ خلقت کے اُس انبوہ کثیر کو روشن ضمیري حاصل هونا تو ایک طرف روشن ضمیري کا پرتو بهي اُس پر نہیں پڑا هی غرض کہ ملک باعتبار هئیت مجموعي اپني اصلي تاریکي کي حالت میں هی اور اُس نے علم اور شایستگي کے

کسي فائدہ کا مزا نہیں چکھا هم عرض کرچکے هیں که اِس عرضداشت کے پیش کرنے سے همارا یهه مقصد نهیں هی که ایشیا کے مردہ علوم و فنوں شایستگي اور خوبي کو تر و تازہ کیا جاوے بلکه اصل غرض یهه هی که پچھلے زمانوں میں اهل یورپ نے جو علم و هنر بهم پهونچایا هی اور وہ زیادہ عمدہ اور مفید هی اُسکا رواج ملک میں هووے سواے اِس کے هماري خواهش یهه هی که بجاے چند آدمیوں کے گروهوں کے گروهوں کو فائدہ پهونچے اخلاق پسندیدہ اور قوي دانائي کي نعمتیں تمام ملک میں پهیل جاویں *

بالفعل بڑے بڑے علموں سے صرف زبان انگریزي کے ذریعه سے واقفیت حاصل هوسکتي هی اور یهي بات ایسي هی جسکے سبب سے ملک میں مفید علموں کے عموماً جلد شائع هونے میں بڑے بڑے موانع اور هرج واقع هوتے هیں اور اِسي کے باعث سے لوگوں کي راے اور خیالات میں بهتر تبدیلي هونے میں توقف هونا هی اور عام تعلیم مضمحل اور پژمردہ هوگئي هی اور صرف چند لوگ ایسے ذریعه سے جس تک رسائي مشکل هی اُس علم کے ثمروں کو حاصل کرسکتے هیں' جس تک سب کي رسائي آسان اور سهل هوني چاهیئے *

یهه جو حال تعلیم کا هورها هی اِس کا باعث یهه نهیں هی که لوگ انگریزي کي تحصیل سے گریز یا نفرت کرتے هیں جن وقتوں میں لوگ انگریزي کي تحصیل سے گریز یا نفرت کرتے تھے همکو یقین هی که وہ زمانه ایسا گذر گیا که پهر کبهي نه آئیگا انگریزي کي ضرورت اور اُس کے فائدوں کو لوگوں نے اچھي طرح سمجھا اور دیکھا اور علانیه اقرار کیا هی اور اُن میں سے اکثر نے اپني رایوں کو اپنے هموطنوں کي بڑي بڑي شاندار مجلسوں میں اِس امر کي نسبت ظاهر کیا هی چنانچه هم خاص ایک شخص یعني سید احمدخاں صدرالصدور علیگدہ کے قول نقل کرتے هیں *

" خاص کر میں تمہاري توجہہ اُس بڑي ضرورت پر مائل کرنا چاہتا ہوں جو انگریزي کي تحصیل کرنے سے اہل ہند کو ہی اُسکي تحصیل اُن بڑے فائدے بخش نے والے عہدوں کے باعث سے ضروري نہیں جو اُس کے سبب سے حاصل ہوتے ہیں بلکہ اُن بے نہایت فائدوں کے سبب سے ضروري ہی جو زندگي کے روز مرہ کے ذرا ذرا سے کار وبار میں بھي ہوتے ہیں چنانچہ انگریزي کا پورا علم ہمکو اِس بات کے قابل کرنے کے لیئے ضروري ہی کہ ہم اپنے ملک کے قوانین کو بخوبي سمجھہ سکیں جو گورنمنٹ کے ایکٹوں اور روئدادوں معمولي میں ظاہر ہوتے ہیں اور تجارت کامیابي کے ساتھہ کرسکیں اور اہل یورپ کے ساتھہ ربط و ضبط بڑھاسکیں اور بہت سے علوم و فنون میں جنکي بحث بہت قابلیت سے انگریزي زبان میں ہی کامل ہوسکیں *

تعلیم جو اب ترقي کرنے سے تھکي ہوئي ہی اِسکي اِس حالت کے اَوْر بھي کئي باعث ہیں جن میں سے سب سے بڑا باعث یہہ ہی کہ صرف انگریزي کي تحصیل کے ذریعہ سے جیسے کہ اب مروج ہی علی‌العموم ہر ایک طالب علم باستثناے بعض طالب علموں کے علم کے اُسقدر درجہ یا اخلاق اور ترتیب کے اُسقدر مرتبہ کو نہیں پہونچتا یا اُسکي ذات سے ظاہر نہیں ہوتا جسکي لوگ تعظیم اور تکریم حرص و تقلید کریں یا جس سے اُن کے والدین کو یہہ معلوم ہووے کہ اُنھوں نے نہایت اعلی درجہ کي تعلیم پائي ہی البتہ سیکڑوں میں سے ایک کا اُس درجہ کي عظمت تک پہنچنا ممکن ہی جسکي بڑي خواہش کي جاتي ہی مگر ایسے طالب علموں کي تعداد بہت خفیف اور تھوڑي ہی اور ہزاروں جاہلوں پر جو اُنکے گرد و پیش موجود ہیں کچھہ اثر اُن کا نہیں ہوتا *

اِس نقصان کے علاج کي غرض سے ہم اپني تجویزیں پیش کرنیکے آرزومند ہیں ہماري خواہشیں یہہ ہیں کہ جو کوششیں انگریزي زبان کي اشاعت کے لیئے بالفعل کي جاتي ہیں وہ جاري رہیں بلکہ اُن کو وقتاً فوقتاً ترقي

هوتي رهے مگر ايک اور طريقه تعليم کا جو عام تعليم کي ترقي کے ليئے زيادہ موثر تصور کيا جاتا هی قايم اور جاري کيا جاوے اور اُس کے ذريعه سے انگريزي زبان کو بجاے بهت تهوڑے آدميوں کے بهت سے لوگوں کو فائدہ پهنچانے کا وسيله بنايا جاوے جو طريقه هم تجويز کرتے هيں وہ تعليم کے طريقه مروجه حال سے گو علحدہ اور غير هو مگر اُس سے مخالف نهيں هی نتيجه دونوں کا انجام کو ايک هي حاصل هوگا وہ طريقه يهه هی که بجاے اِس بات کے که صرف انگريزي هي زبان ميں تعليم کي جاوے ديسي زبان کو بهي تعليم کے اعلی درجه کے مضمون اور مطالب ميں لوگوں کي تعليم و تربيت کا ذريعه گردانا جاوے *

بادي‌النظر ميں يهه کها جاسکتا هی که اِس تجويز کا ايک مدت هوئي تصفيه هو چکا مگر هم اِس کے سخت مخالف هيں کيونکه هم جو کچهه تجويز کرتے هيں اُسپر کبهي مباحثه تک بهي نهيں هوا هی جس بات کا تصفيه هو چکا وہ يهه هی که انگريزي زبان کا رواج اِس ملک ميں هونا چاهيئے يا مشرقي زبانوں کا اور مشرقي زبانوں ميں جو فضول علم و هنر مندرج هيں اُنکي تحصيل کو ترقي اور رواج ديا جاوے يا نهيں جو تصفيه اِس امر کا هوا اُس سے همکو بخوبي اِتفاق هے وہ تصفيه هر طرح سے مقبول اور پسنديدہ هی مگر جس تجويز کو هم گورنمنٹ اور لوگوں کي غور و فکر اور تصفيه کرنے کے واسطے پيش کرتے هيں وہ يهه هی که جس حالت ميں هم انگريزي کي تعليم قايم رکهيں اور اُسکي ترقي ميں کوشش کريں تو کيا هم کسي ديسي زبان کو اِس قسم کا ذريعه اختيار اور تجويز نهيں کرسکتے جو ايک غير ملک کي زبان کي نسبت علم کے عموماً شايع هونے اور لوگوں کے خيالات اور طور و طريقے اور اخلاق کي ترميم کے واسطے زيادہ تر مناسب هو کيا اهل يورپ کي روشن‌ضميري اور شايستگي اور فضل و کمال کي تعليم ايسي زبان کے ذريعه سے جسکو لوگ بخوبي جانتے اور سمجهتے هيں به نسبت ايسي زبان کے ذريعه کے جس سے وہ

نا آشنا هیں اور وہ ایک غیر ملک کي ایسي زبان هی جسکي تحصیل
ممکن نہیں کہ هندوستان مقبوضہ سرکار کے چودہ کروڑ باشندے کرلیویں
پھتو اور علحدہ نہیں هوسکتي هی یہہ ممکن نہیں کہ ان کروڑوں آدمیوں
کو ایک هيْ زبان اور وہ بھي نئي سکھائي جاسکے یہہ کب هوسکتا هی
کہ هم خدا تعالی کي اُس قدرت کے برخلاف عمل کرسکیں جو بابل کے
منار پر اُس نے دکھائي پس اگر یہہ بات ممکن نہیں تو بجز اِسکے اور
کوئي علاج اور تدبیر نہیں کہ اهل یورپ کي روشنضمیري اور اُن کا علم
اور فضل لوگوں کے علی‌العموم سکھانے کے لیئے دیسي زبان کو ذریعہ
ٹھہرایا جاوے جو معقول رائیں کہ هاگسن صاحب نے هندوستان میں علم
پھیلنے کے لیئے ایک جلسہ کي بنیاد پڑنے پر ظاهر کیں اُنکا ذهن نشین کرنا
نہایت مناسب اور بہت اچھا هی چنانچہ اُنھوں نے فرمایا هی کہ
میرے نزدیک اگر هم کتابي تربیت کے ذریعہ سے هندوستان کو في‌الحقیقت
فائدہ پہنچانا چاهیں تو وہ همکو اُسیطرح پر پہنچانا چاهیئے جسطرح
کہ هم اُس کو اپني حکومت اور اپنے قوانین سے پہنچاتے هیں یعني
کتاب کے علم کو جھگڑوں اور دقتوں سے پاک صاف اور عام فہم کرکے اُنکي
خاص زبان سے اُس کو هم رشتہ اور هم پیوند کردیں تاکہ بہت لوگوں کي
رسائي اُس تک هونے لگے اور انھي مقصدوں کو اصلي اور مستحکم سمجھکر
اُن کي تہذیب اور تربیت کو اپنا بڑا منشاء قرار دیویں علم کي اِسطرحپر
تعلیم کي جاوے کہ وہ روز مرہ کے کام میں آوے اور فایدہ بخشے اور اُسکي
تحصیل میں هر قسم کي آساني کرني چاهیئے جب کہ یہہ سب میري
خواهشیں هیں تو میں علم کي تحصیل کے واسطے دل سے زبان کے ذریعہ
کو اِس لیئے از بس ترجیح دیتا هوں کہ اول تو طالب علم کو اُس میں
بہت سي آساني هوتي هی دوسرے اُس کي یہہ خاصیت هی کہ جو
علم اُس زبان کے ذریعہ سے سکھایا جاتا هی اُس کا اثر عمل میں بہت
قوي اور مفید هوتا هی علاوہ اِس کے اُس میں ایک بڑي خوبي یہہ هی
کہ اُس کے ذریعہ سے علم خوب شایع هوتا هی *

اگر علم کي تحصیل غیر ملک کي زبان کے ذریعہ سے کي جاوے تو اس میں دو چند وقت صرف هوتا هی اول تو خود زبان هي کے سیکھنے میں وقت خرچ هوتا هی اور اُس کي تحصیل میں هزاروں طالب علم اِس قدر وقت کھوتے هیں که پھر اُس زبان کے ذریعه سے جسکو اُنھوں نے حاصل کیا هی کسي مفید علم کي تحصیل کرنے کے واسطے وقت باقي نهیں رهتا هی بهت تھوڑے طالب علم ایسے هوتے هیں جو بخوبي علم تحصیل کرلیتے هیں دوسرے علم کي تحصیل خاص علم کے هي فائدوں کے لحاظ سے ضروري هوتي هی اور شاذ و نادر ایسے طالب علم پائے جاتے هیں جنکو زبان اور علم دونوں کي تحصیل میں کامیابي حاصل هو مگر جب که اُس کے دیس کي زبان میں علم کي تعلیم کي جاتي هی تو طالب علم کا کچھه بھي وقت ضایع نهیں هوتا اور یهه بات تحقیق هی که اُن مضمونوں سے اُس کو کچھه کچھه آگاهي هوگي جن پر اُس کي رسائي اُس حالت میں که وه زبان جسکے ذریعه سے اُس نے اُن مضمونوں کو حاصل کیا غیر ملکي هوتي اگر غیر ممکن نهوتي تو جیسا اکثر هوتا هی نهایت مشکل ضرور هوتي *

هم نهایت ادب کے ساتھه عرض کرتے هیں که اِن لفظوں سے که تعلیم دیسي زبان کے ذریعه سے هوني چاهیئے هماري یهه مراد نهیں هی که ایشیا کے علوم و فنون پھر تر و تازه کیئے جاویں اور اُن کي تعلیم هو بلکه هم صرف اِس بات کے خواستگار هیں که جو علوم و فنون بالفعل یورپ میں مروج هیں اُنهیں کو شایع کیا جاوے کیونکه بجز اِس کے هماري اور کچھه غرض نهیں هی که اهل یورپ کي روشنضمیري تمام هندوستان میں عموماً پھیل جاوے *

دو کالج اب ایسے موجود هیں جنکي سند هم اپني تجویز کے مفید هونے کي تائید میں پیش کرتے هیں ایک تو تامسن سول انجنیرنگ کالج روڑکي اور دوسرا میڈیکل کالج آگره کي شاخ اُردو روڑکي کالج کے انگریزي

اور اُردو فریقوں میں سے ہرایک کو ایک ہي قسم اور ایک ہي درجہ کے علم سکھائے جاتے ہیں یعني جن کتابوں کي تحصیل اُردو فریق کے طالب علم کرتے ہیں وہ کتابیں بالکل اُن کتابوں کا ترجمہ ہوتي ہیں جو انگریزي طالب علموں کے استعمال میں ہوتي ہیں امتحان کے سوالات دونوں فریق کے یکساں ہوتے ہیں ایک بند سوالوں کا انگریزي میں اور دوسرا اُردو میں دیئے ہیں جو انگریزي کا ٹھیک ترجمہ ہوتا ہے اِمتحان کے نتیجے بھي ایک ہي قسم کے ہوتے ہیں کبھي اُردو فریق کا طالب علم انگریزي فریق والے اپنے ہمسر سے بہتر نمبر حاصل کرتا ہے اور کبھي انگریزي طالب علم اپنے ہمسر اُردو کے طالب علم سے سبقت لیجاتا ہے دونوں فریق کے طالب علموں کو مساوي فائدے حاصل ہوتے ہیں صرف وہ ذریعہ مختلف ہوتا ہے جس سے وہ علم کي تحصیل کرتے ہیں علاوہ اِس کے میڈیکل کالج آگرہ میں بھي یہہ بات معلوم نہیں ہوتي ہے کہ اُردو کے طالب علم اپنے انگریزي کے ہمسر طالب علموں سے اُن مضمونوں کے بخوبي تحصیل کرنے میں پیچھے رہ جاتے ہوں جو دونوں کو ایکھي معین حد تک یکساں طریق پر سکھاتے ہیں *

پس اگر دیسي زبان کو تعلیم کا ذریعہ ٹھہرایا جاوے تو اُسي درجہ کا علم جس تک اب چند ایم اے کے سند یافتہ طالب علموں کو رسائي ہوتي ہے بے اِنتہا لوگوں کو حاصل ہونے لگیگا اب جو سررشتہ تعلیم کا غیر ملکي زبان کے ذریعہ سے جاري ہے اُس کي بدولت طالب علم جس علم کو ایک مرتبہ حاصل کرتا ہے اُس کو وہ یونیورسٹي کے چھوڑنے اور زندگي کے معمولي کام کاج میں مصروف ہونے کے بعد جلد بھول جاتا ہے اور جلد اُس کے ذہن سے وہ علم اوتر جاتا ہے مگر جو طریقہ ہمنے تجویز کیا ہے اُس کے ذریعہ سے جو علم ایک مرتبہ حاصل ہوجاویگا صرف وہي باقي اور برقرار نہیں رہیگا بلکہ علم کے تحصیل کا ذریعہ اُس معمولي زبان کے ہونے سے جس میں ہر وقت اُس کے خیالات ظاہر اور

پیدا ہوتے ہیں وہ علم طالب علم کی اِستعداد اور قابلیت کی مناسبت سے ہمیشہ ترقی اور شگفتگی پاتا رہیگا *

اِس بات کا خیال کرنا بیجا ہی کہ دیسی زبان کے ذریعہ سے اعلی درجہ کی تعلیم کرنا انگریزی زبان کے اشاعت کو مضر اور حارج ہوگا کیونکہ یہہ کہنا بھی تو اِسیطرح سے صحیح نہیں ہی کہ نہر اور سڑکوں دونوں کا ایسے مقاموں میں بنانا جہاں دونوں کی ضرورت ہی مضر اور ایک دوسرے کا مخالف اور مانع ہوگا حالانکہ یہہ دونوں کام ایسے جداگانہ ہیں کہ اپنی ذات سے ہرایک فیض بخش ہی اور ایک دوسرے کا حارج اور مزاحم نہیں اِنہیں وجوہات سے تعلیم کا انگریزی میں ہونا اور علی العموم تربیت کا دیسی زبان کے ذریعہ سے ہونا ایسے دو متفرق کام ہیں کہ دونوں ایک اچھے نتیجہ کے ممد و معاون ہیں حقیقت میں وہ دونوں دو جدا جدا آلہ ایک ہی قسم کے نتیجوں کے حاصل کرنے کے لیئے ہیں ہمکو کچھہ شبہہ نہیں بلکہ اچھی طرح یقین ہی کہ اگر اہل یورپ کے علموں اور اُن کے نتیجوں کی تعلیم دیسی زبان کے ذریعہ سے کیجاوے تو اُس سے انگریزی زبان کی تحصیل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی اور ہندوستانیوں میں انگریزی کے عموماً پھیلنے میں اُس سے بڑی مدد ہوگی بالفعل ہندوستانیوں میں اُن علموں اور اُس فضل کی تعظیم و تکریم بہت سی نہیں ہی جو اہل یورپ کو حاصل ہیں اور یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ یورپ کی تحصیل اور تحقیق اُس سے برتر نہیں ہی جو ایشیا والوں کو پہلے حاصل تھی اِسکی یہی وجہہ ہی کہ ہندوستانی اہل یورپ کے علم تربیت سے بالکل واقف نہیں ہیں اور یہہ اُن کی ناواقفیت ایسی ہی کہ جب تک اُن کو اُس کے دور کرنے کا ذریعہ حاصل نہوگا جیسا کہ اب تک حاصل نہیں ہی اُس وقت تک وہ ناواقفیت رہیگی فرض کیا جاے کہ ایک ہندوستانی کلکتہ بلکہ اِنگلستان کی کسی یونیورسٹی میں علم تحصیل کرکے گھر کو واپس آئے اور ایم اے یا ایل ایل

ڈي کي سند کے تمام اعزاز اُس کو حاصل ہوئے ہوں لیکن جب وہ اپنے دوستوں سے گفتگو کریگا تو جو علم اُس نے حاصل کیا ہی اُسکا کچھہ بھي حال اُنکو نہیں بتا سکیگا انگریزي اصطلاحیں اور الفاظ تو اُسکے دلمیں بھرتے ہونگے مگر مطلب اور منشاء اپني دیسي زبان میں مہارت نرکھنے کے سبب سے اپنے دوستوں کے روبرو بالکل نہیں بیان کرسکیگا ایسي وجھہ سے اُس کا علم اُس کے دوستوں اور واقف کاروں کو کچھہ فایدہ نہیں بخشیگا اور وہ اُس کے علم کو ذلیل اور حقیر سمجھینگے اب اگر تعلیم اُس کي دیسي زبان کے ذریعہ سے ہووے اور وہ تمام لوگوں پر جو اُس سے ملتے جلتے ہیں اپنے علم اور تجربہ کے نتیجوں کو فوراً ظاہر کر سکے تو اُن میں اُس کي کسي قدر زیادہ عزت اور بڑائي ہو اور ناواقفیت کي وجھہ سے نفرت کرنے کے بجاے لوگ اُس کي حرص اور تقلید کریں اور ایک برتر درجہ کي تربیت کے عمدہ نتیجوں کے اُن کي آنکھوں کے سامنے ظاہر ہونے سے اُن کو بھي اُس کي مانند علم حاصل کرنے کي ترغیب ہو اور اُس کا ایسا اثر ہو کہ زمانہ حال کے علموں کي تحصیل کا شوق لوگوں کے دلوں میں پھیل جاوے *

وجوہات مسطورہ بالا کي رو سے ہم مسکینی اور نہایت عاجزي سے گذارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ ہند اعلی درجہ کي تعلیم عام کا ایسا سررشتہ قایم کرے جسمیں بڑے بڑے علوم اور فنون کي تعلیم دیسي زبان کے ذریعہ سے ہوا کرے اور دیسي زبان میں اُنھیں مضمونوں کا امتحان سالانہ ہوا کرے جن میں کہ اب طالب علم کلکتہ کي یونیورسٹي میں انگریزي زبان میں امتحان دیتے ہیں اور جو سندیں اب انگریزي زبان کے طالب علموں کو علم کي مختلف شاخوں میں لیاقت حاصل کرنے کي عوض میں عطا ہوتي ہیں وھي سندیں اُن طالب علموں کو عطا ہوا کریں جو اُنھیں مضمونوں کا دیسي زبان میں امتحان دیکر کامیاب ہوں حاصل یہہ کہ خواہ تو ایک اُردو فریق کلکتہ کي یونیورسٹي

میں قایم کیا جاوے یا ممالک شمالي و مغربي میں ایک یونیورسٹي دیسي زبان کي علحدہ مقرر کي جاوے *

گورنمنٹ پنجاب نے مشرقي زبانوں کي ایک یونیورسٹي کي ضرورت کو تسلیم کرکے اُس کي بنیاد ڈالنے میں کوشش شروع کي هی اُس یونیورسٹي کا مقصود اور منشاء عمدہ هی مگر جس یونیورسٹي کے هم لوگ ان اضلاع کے واسطے خواستگار هیں اُس کے مقصد زیادہ عمدہ هیں کیونکہ پنجاب کي یونیورسٹي کا منشاء مشرقي زبانوں کا شگفتہ اور سرسبز کرنا هی اور یہہ یونیورسٹي ایک ایسا ذریعہ هوگي جسکي بدولت اهل یورپ کے علم اور شایستگي اور تربیت هندوستان میں پهیلیگي جس سے هندوستان کي حالت بالکل بدل جاویگي *

یہہ بات البتہ سچ هی کہ بالفعل ایسي کتابیں دیسي زبان میں موجود نہیں هیں جنکے ذریعہ سے طالب علم اُس درجہ تک علم کي تحصیل کرسکے جو اب یونیورسٹي میں امتحان دینے کے واسطے ضرور هوتا هی مگر ایسي کتابوں کا موجود هوجانا کوئي مشکل امر نہیں هی جو کتابیں یونیورسٹي کے امتحان کي فہرست میں مندرج هیں اُن کے ترجمہ دیسي زبان میں طیار هوسکتے هیں اور بعض مضمونوں کي اصل کتابیں تصنیف هوسکتي هیں چنانچہ بہت سے عالم فاضل اِس کام کے لایق موجود هیں اور علیگدہ کي سینٹیفک سوسئیٹي اِسي کام کو اِنجام دے رهي هی اُس نے حال هي میں ایلفنسٹن صاحب کي مشہور تاریخ هندوستان کا ترجمہ مشتہر کیا هی جو ایک کتاب یونیورسٹي کے امتحان کے مضمونوں میں سے هی اور آیندہ بهي وقتاً فوقتاً سوسئیٹي اِسي قسم کے ترجمے چهاپتي رهیگي *

خاتمہ پر هم اپنا یہہ قوي یقین ظاهر کرتے هیں کہ جس تجویز کي هم تائید کرتے هیں اگر اُس کو جاري کیا جاوے تو اِس ملک کي حالت کو از سر نو عمدہ اور بہتر کرنے اور اُس کے باشندوں کي طبیعتوں

میں سے غلطي اور جہالت کے دور کرنے اور سب حاکم محکوموں کو برابر بہت سا فائدہ پہنچانے کا یہہ تجویز ایک بڑا موثر وسیلہ اور ذریعہ ہوگي هم اِس لیئے نہایت ادب اور بھروسہ کے ساتھہ اُمید رکھتے ہیں کہ ہماري روشنضمیر گورنمنٹ ہند جس نے اپني ہندوستاني رعایا کي بہبودي اور ترقي کے لیئے همیشہ اپني آرزو اور فکر ظاہر کي هی اِس بڑے پایہ کي تجویز پر جو اب هم پیش کرتے هیں اپني نہایت سنجیدہ اور پسندیدہ توجہہ فیاضي سے کریگي الهي آفتاب دولت و اقبال همیشہ تابان اور درخشان رهے *

چٹھي

بنام راجہ جیکشن داس بہادر و دیگر ممبران برٹش انڈین ایسوسي ایشن ممالک مغربي و شمالي مقام شملہ مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۸۶۷ ع

اے صاحبو — آپ کي عرضداشت تعلیم کے باب میں مورخہ یکم ماہ حال مقام علیگڈہ سے بجنسہ میرے پاس پہونچي اور میں نے اُسکو حضور ویسراے کے روبرو پیش کیا عرضداشت مذکور حضور ویسراے کے ارشاد کے بموجب صیغہ هوم ڈپارٹمنٹ کو حضور محتشم الیہ باجلاس کونسل کے روبرو پیش هونے کے واسطے منتقل کر دي گئي هی جہاں اُسپر وہ دلي غور اور توجہہ کي جاویگي جو اُسکي عمدگي کے باعث سے اُسپر هوني چاهیئے *

میں آپ سے نہایت رضامندي کا اظہار کرتا هوں جو حضور محتشم الیہ کو آپ کي عرضداشت کے ملاحظہ سے حاصل هوئي هی جو دلي فکر عرضداشت مذکور سے آپ کے اپنے هموطنوں کے اصلي مطلبوں کے واسطے ثابت هوتي هی اور جو عمدہ تربیت یافتہ رائیں اُس سے ظاهر هوتي هیں اور جس ملایم اور صاف تقریر میں وہ مرتب کي گئي هی یہہ سب

باتیں آپ کو یکساں قدر و منزلت اور نیک نامي بخشتي هیں علاوہ اِسکے اِنهیں سب باتوں سے اِس انتظام تعلیم کے فائدے ثابت هوتے هیں جو آج کل رائج هی *

حضور ویسراے کو بهي اِسي قدر فکر هی جس قدر آپ کو هو سکتي هی که سررشته تعلیم کو جهاں کهیں اُس میں ترقي پسندیدہ اور ممکن معلوم هو وهاں وسعت دي جاوے اور اُسکي ترقي کي جاوے اور میں آپ سے درخواست کرتا هوں که آپ از راہ عنایت حضور ویسراے کي خدمت میں ایک اور عرضداشت اِس معامله میں تحریر کریں جسمیں عمل میں لائے جانے کے قابل ایسي تدبیر کي نسبت مفصل رائیں مندرج هوں جس سے رعایا کو تعلیم کے فائدے دیسي تعلیم کي صورت میں عموماً پهونچائے جانے ممکن هوں *

(دستخط) آپ کا نهایت صادق دوست
جي ڈي گارڈن پرایوٹ سکرٹري

نمبر ۳۲۱۷

از جانب اے سي بیلي صاحب بهادر سکرٹري گورنمنٹ هندوستان

بنام

پریسیڈنٹ و ممبران برٹش انڈین ایسوسي ایشن ممالک مغربي و شمالي

صیغه هوم ڈپارٹمنٹ

مقام شمله — ۵ ستمبر سنه ۱۸۶۷ ع

اي شریف صاحبو

حضور ویسراے کے پرائیوٹ سکرٹري کي معرفت آپ کو پهلے اِس سے اِس امر کي اطلاع هو چکي هی که آپ کي عرضداشت در باب تعلیم کے

مورخه یکم ماه گذشته حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کے حضور میں
اِس صیغه میں پیش کي جاویگي چنانچه اب مجهکو هدایت کي گئي
هی که آپ کي عرضي کو بغور تمام ملاحظه کرنے کے بعد جو راے حضور
محتشم الیه نے ثبت فرمائي هی اُس سے آپ کو اطلاع دوں *

٢ سنه ١٨٥۴ ع کے مراسله تعلیم میں * جسمیں وه بڑے بڑے قول
مندرج تهے جنکے بموجب اُس سال سے اِس
ملک کي تعلیم کا بندوبست کیا جاتا هی یهه
بات تسلیم کي گئي هی که لوگوں کي تعلیم کے
واسطے دیسي زبانوں کو بطور ذریعه کے قرار دینا نهایت ضرور هی اور
حضور گورنر جنرل اِس بات کے دیکهنے سے نهایت خوش هیں که جو
رائیں مراسله مذکور میں بیان کي گئي هیں اُنکے مطالب کي تصدیق
نهایت اچهي طرح پر اُس عرضي کے ذریعه سے هوتي هی جو آپ نے
گذراني هی *

* خلاصه دفعه ١١ سے لغایت ١۴ کا ملفوف هی

٣ مراسله مذکورالصدر میں محکمه ڈائیرکٹروں نے یهه بیان فرمایا
تها که اُنکا نه تو یهه اراده هی اور نه یهه خواهش هی که ملک کي
دیسي زبانوں کي بجاے انگریزي زبان قایم کریں اور صاف یهه راے تحریر
فرمائي تهي که یورپ کي ترقي یافته علم کي کسي قسم کي واقفیت جو
ایسے بهت سے لوگوں کو سکهلایا جاوے جو اپني حالتوں کے باعث سے
اعلیٰ درجه کي تعلیم نهیں حاصل کر سکتے هیں اور جنکي ذات سے یهه
بهروسه نهیں هو سکتا هی که وه ایک غیر ملک کي زبان کي مشکلوں پر
غالب آوینگے صرف اِن دیسي زبانوں میں سے کسي نه کسي زبان کے
ذریعه سے اُنکو حاصل هو سکتي هی علاوه اِسکے یهه بات بیان کي گئي تهي
که انگریزي کا سیکهنا جو علم یورپ کے واسطے بطور ایک کنجي کے هی
اُن هندوستانیوں کے واسطے ضرور هوگا جو ایک اعلیٰ درجه کي تعلیم کے
حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتے هیں *

۴ ` پس دیسي زبانوں اور انگریزي زبان کے درمیان میں ایک فرق عظیم قرار دیا گیا تھا یعني یہہ کہ ایک عام پسند تعلیم کے واسطے دیسي زبان هي صرف ایک ذریعہ لابدي هی اور اعلی درجہ کي تعلیم کے واسطے انگریزي زبان ایک ضروري لوازمہ هی *

لیکن ایک طرف تو عام پسند تعلیم اور دوسري طرف اعلی درجہ کي تعلیم کي اِن دو حدود کے درمیان میں علم کے بہت سے درجہ ایسے تھے جنکو دیسي یا انگریزي زبان کے ذریعہ سے سکھلانے کے واسطے کوئي خاص خاص قواعد مقرر نہو سکے اب تک جیسا کہ مراسلہ مندرجہ بالا میں مذکور هوا هی مشرق کي دیسي زبانوں میں یورپ کي کتابوں کے ترجموں کے نہ هونے یا دیسي هي اصل کتابوں کے نہونے سے اُن لوگوں کے واسطے جو عمدہ تعلیم کے خواهاں تھے یہہ ضرور تھا کہ اول اول انگریزي زبان سیکھیں لیکن یہہ ضرورت کچھہ ایسي نہیں سمجھي گئي تھي کہ وہ غالباً همیشہ جاري رهیگي کیونکہ مراسلہ مذکور میں یہہ بیان کیا گیا هی کہ جس قدر روز بروز لوگ دیسي زبانوں کي قدر و منزلت کو پہچانتے جاتے هیں اُسي قدر هندوستان کا دیسي عام بھي بذریعہ ترجمہ یورپ کي کتابوں یا اُن شخصوں کي اصلي تصنیفات کے جنکي طبیعتوں میں یورپ کي شایستگي کي بو سما گئي هی مالا مال هو جاویگا اور اِس طریق سے تمام فرقوں کي رسائي رفتہ رفتہ یورپ کے علم تک هو جاویگي *

۵ اِسمیں کچھہ شک نہیں هو سکتا هی کہ سنہ ۱۸۵۴ ع سے اِس ضروري مقصد کے باب میں کسي قدر ترقي خصوصاً یورپ کي کتابوں کے اِس ملک کي دیسي زبانوں میں ترجمہ هو جانے سے هوئي هی اور آیندہ جو اظہار خواهش اور لیاقت کا هندوستان کے باشندوں کي جانب سے اِس ترقي کي مدد دینے کے واسطے هوگا اُسکے ملاحظہ سے حضور نواب گورنر جنرل بہادر کو بڑي خوشي حاصل هوگي اِس بات کے دیکھنے سے نہایت خوشي حاصل هوتي هی کہ جو عرضداشت اِس وقت گورنمنٹ کے روبرو پیش هی اُسمیں صاف صاف دیسي زبان کے علم کو ترقي دینا

اِس نظر سے ضرور سمجھا گیا ہی کہ جمہور انام کو اعلی درجہ کي تعلیم
دینے کے واسطے وہ بطور ایک ذریعہ سے کار آمد ہو اور جناب نواب گورنر
جنرل بہادر باجلاس کونسل اُن تدبیروں کا ذکر دیکھکر جو علیگڈہ کي
سینٹیفک سوسئیٹي نے اِس باب میں اختیار کي ہیں اپني رضامندي
خاص ظاہر فرماتے ہیں *

۶ دیسي زبان کے علم کي ترقي کے واسطے ہر سال ملک کے خاص
خاص صوبوں کي لوکل گورنمنٹوں اور ریاستوں کو روپیہ بطور امداد کے
سپرد کر دیا جاتا ہی جو مختلف سررشتہ تعلیم کي اُردو کتابیں واسطے
فروخت اور تقسیم کے طبع یا خرید کرتے ہیں اُس سے بھي وہي مقصد
مطلوب ہی اِس قسم کے اور ایسے ہي اور ذریعوں سے جو وقتاً فوقتاً معلوم
ہونگے جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو اُمید ہوتي ہی
کہ ہندوستان کي دیسي زبانیں اعلی درجہ کي تعلیم دینے کے واسطے بطور
ذریعہ کے زیادہ تر کار آمد ہونگي اور حضور محتشم الیہ کا ہمیشہ یہہ ہي
مقصد ہوگا کہ افسران سررشتہ تعلیم کے روبرو اِس ضروري معاملہ کو بڑي
نمود کے ساتھہ پیش کرتے ہیں اور مقصد مطلوبہ کے حاصل کرنے کے باب
میں ہر ایک قسم کي مدد عطا کریں *

۷ بلحاظ اُن درخواستوں † کے جو عرضداشت کي دفعہ ۱۹ میں
کي گئي ہیں جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل خیال فرماتے ہیں

---

† اول یہہ کہ اعلی درجہ کي تعلیم عام کا ایک ایسا سررشتہ قایم کیا جاوے
جس میں بڑے علوم اور فنون کي تعلیم دیسي زبان کے ذریعہ سے ہوا کرے *

دوم یہہ کہ دیسي زبان میں اِنھیں مضمونوں کا امتحان سالانہ ہوا کرے جس
میں نہ اب طالب علم کلکتہ کي یونیورسٹي میں انگریزي زبان میں امتحان دیتے ہیں *

سوم یہہ کہ جو سندیں اب انگریزي زبان کے طالب علموں کو علم کي مختلف
شاخوں میں لیاقت حاصل کرنے کي عوض میں عطا ہوتي ہیں وہ ہي سندیں اُن
طالب علموں کو عطا ہوا کریں جو اِنھیں مضمونوں کا دیسي زبان میں امتحان دیکر
کامیاب ہوں *

چہارم یہہ کہ خواہ تو ایک اُردو فریق کلکتہ کي یونیورسٹي میں قایم کیا جاوے
یا ممالک شمالي و مغربي میں ایک یونیورسٹي دیسي زبان کي علحدہ قایم کي جاوے *

که یہہ بات تسلیم کرنی چاهیئے که اِس ملک کی دیسی زبانوں سے ابھی اُس اعلیٰ درجه کی تعلیم کے واسطے سامان و لوازمه حاصل نہیں هی جیسے که برٹش انڈین ایسوسی ایشن نے سوچی هی یقین هی که جو کتابیں امتحان یونیورسٹی کی فہرست میں مندرج هیں اُن میں سے بہت سی کتابوں کا اب تک دیسی زبانوں میں ترجمه نہیں هوا هی اور یہہ بات یاد رکھنی چاهیئے که صرف اُن کتابوں کا ترجمه بھی جو یونیورسٹی خاص کر واسطے درس کے مقرر کرتی هی اِسقدر کافی نہوگا جس سے تدبیرات مجوزه کے جاری کرنے کی همت پڑے کیونکه تعلیم یونیورسٹی کا مقصد صرف یا خاص کر یہہ هی نہیں هی که بعض خاص کتب سے هی واقفیت حاصل هو بلکه یہہ مقصد هی که یورپ کے علوم و فنون کے فراخ دائره میں علم کی پوری کے واسطے طبیعت کو مستعد و طیار کرے اور کچھه عرصه تک غالباً هندوستان کے باشندے صرف انگریزی زبان کے ذریعه سے اِس بات کو حاصل کر سکتے هیں *

۸ لیکن اِسی کے ساتھه جناب نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل اور نیز تمام لوکل گورنمنٹیں نہایت خوشی سے اُن تمام کوششوں کی قدردانی اور مدد کرینگی جو خواه تو ایسی سوسئیٹیاں جیسے که آپ کی هی یا خاص خاص آدمی اُس مقصد کی ترقی دینے کے واسطے کریں جو آپ کی سوسئیٹی اور گورنمنٹ کو برابر منظور نظر هی اور همیشه اُس معامله کی نسبت عملی رایوں کے معلوم کرنے اور اُنپر بخوبی تمام اور نہایت غور کے ساتھه توجهه کرنے سے نہایت خوش هونگے *

۹ لیکن یہہ بات یاد رکھنی چاهیئے جیسا که وزیر سلطنت نے بھی اپنے مراسله تعلیم مرقومه سنه ۱۸۶۱ ع میں بیان کیا هی که در صورت پسندیده هونے کے بھی گورنمنٹ کے واسطے یہہ غیر ممکن هی که ایسے گنجان آباد ملک کو جیسے که هندوستان هی ایک کامل تعلیم دینے کا کل خرچ اپنے ذمه لے گورنمنٹ کو دولت مند لوگوں سے اِس بات کی توقع

کرني چاهیئے که وه اپني رضا و رغبت سے اپنے وقت اور روپیه اور رعب داب سے ایسے کام میں مدد دیں جسکي تکمیل پر هندوستان کي بهبودي اور ترقي زیاده تر منحصر هی *

۱۰ سواے اِسکے یهه بهي واضح هو که صرف خاص خاص لوگوں یا اُنکے گروهوں کي مذکوره بالا کوششوں کي بدولت عموماً یورپ کے ملکوں میں تعلیم کثرت سے پهیل گئي هی اور در حقیقت یهه ایک ایسا کام هی که کوئي گورنمنٹ کامیابي کي کسي اُمید سے اُسکو بالکل اپنے ذمه نهیں لے سکتي هی *

آپ کا خادم
سکرتري گورنمنٹ هند

اِنتخاب مراسلهٔ کورٹ آف ڈائرکٹرز ایسٹ اِنڈیا کمپني

بنام

گورنر جنرل هندوستان مورخه ۱۹ جولائي سنه ۱۸۵۴ ع

نمبر ۴۹

۱۱ اب همکو یهه بات سوچني چاهیئے که همارے مقصد کي تکمیل کس طرح پر هو سکتي هی اور اِس سے همکو اُس ذریعه کے بحث پر توجهه هوتي هی جس سے هندوستان کے لوگوں کو علم کي تعلیم کي جاوے اب تک هندوستان کي دیسي زبانوں میں یورپ کي کتابوں کا ترجمه نهونے سے یا دیسي هي اصل کتابوں کے نهونے سے اور مشرقي اعلی درجه کي زبانوں میں یورپ کے علم کي نهایت ناقص کتابوں کے هونے سے اُن لوگوں کے واسطے جو عمده تعلیم حاصل کرنے کي خواهش رکهتے هیں ابهي تک اِس بات کي ضرورت هی که انگریزي زبان کو یورپ کے علم کي

کنجي سمجھکر اول اول آسي کي تحصيل سے شروع کریں اور انگریزي کا علم همیشه هندوستان کے اُن باشندوں کے واسطے جو اعلی درجه کي تعلیم کے حاصل کرنے کي تمنا رکھتے هیں ضرور هوگا *

۱۲ هندوستان کے بعض حصوں میں خصوصا صدر مقاموں کے قرب و جوار میں جہاں که انگریزي کا علم رکھنے والوں کو بہت سي سرکاري اور غیر سرکاري نوکریوں کے لیئے اور لوگوں پر ترجیح دي جاتي هی وہ لوگ جو مدرسوں میں پڑھتے هیں انگریزي کے اوسط درجه کي استعداد کو اپنے عام علم کي ترقي کا ضروري سلسله نهیں بلکه اپني تعلیم کا مقصد اور مالکار سمجھتے هیں هم بہت سي باتوں میں صرف انگریزي بولنے اور لکھنے کي لیاقت کے فائدہ سے منکر نهیں هیں لیکن همکو خوف هی که اِن اضلاع میں کچھه ایسا ڈھنگ پڑ گیا هی که دیسي زبانوں کي تعلیم کي جانب سے بیجا غفلت کي جاتي هی *

۱۳ همارا یهه ارادہ یا خواهش نهیں که ملک کي دیسي زبانوں کے بجاے انگریزي زبان کو قایم کریں هم همیشه سے یهه بات جانتے هیں که جن زبانوں کو صرف جمهور انام کے بہت سے فرقے سمجھه سکتے هیں اُنهیں کا رواج نهایت ضرور اور مفید هی همنے یهه هي زبانیں نه انگریزي زبان بجاے فارسي کے داد رساني کے محکموں اور گورنمنٹ کے افسروں اور لوگوں کے درمیان میں معاملات کے واسطے قائم کي هی پس یهه ضرور هی که تعلیم کے کسي عام انتظام میں اُنکي تحصیل پر بڑي توجهه کي جاوے اور یورپ کے ترقي یافته علم کي کوئي واقفیت جو جمهورانام کے اُن بہت سے فرقوں کو سکھلایا جاوے جو اپني حالتوں کے باعث سے ایک اعلی درجه کي تعلیم حاصل کرنے سے معذور هیں اور جنکي ذات سے یهه توقع نهیں هو سکتي هی که وہ ایک غیر زبان کي مشکلوں پر غالب آوینگے اُنہي دیسي زبانوں میں سے کسي نه کسي زبان کے ذریعه سے اُنکو حاصل هو سکتي هی *

۱۴ تعلیم کے کسي عام سررشتہ میں انگریزي زبان اُن مقاموں میں سکھلاني چاهیئے جہاں آسکي خواهش هو لیکن انگریزي زبان کي تعلیم کے ساتھہ همیشہ ضلع کي دیسي زبان کي تحصیل پر بڑي توجہہ اور ایسي عام تعلیم و تلقین هوني چاهیئے جو اُس زبان کے ذریعہ سے هو سکتي هی اور جس صورت میں کہ انگریزي زبان کا استعمال بطور ایک نہایت کامل ذریعہ کے واسطے تعلیم اُن شخصوں کے جاري رهے جنکو اُس سے اِس قدر واقفیت حاصل هوگئي هی کہ وہ اُسکے ذریعہ سے عام تعلیم و تلقین حاصل کر سکتے هیں تو اُن بہت سے فرقوں کے سکھلانے کے واسطے جو انگریزي زبان سے بالکل ناواقف هیں یا کم واقف هیں دیسي زبانوں کو استعمال کرنا چاهیئے آسکا انجام ایسے ماسٹروں اور پروفیسروں کي معرفت بخوبي تمام هو سکتا هي جو خود انگریزي داں اور جو ترقیاں حال میں هر ایک قسم کے علم میں هوئي هیں اُنسے بخوبي واقف هوکر اپنے هموطنوں کو اپنے وطن کي زبان کے ذریعہ سے وہ علم سکھلا سکتے هیں جو اُنہوں نے بذریعہ انگریزي کے حاصل کیا هی اُسي کے ساتھہ میں اور جس قدر کہ روز بروز دیسي زبان کي قدر کو لوگ پہچانتے جاویں هندوستان کي دیسي زبان کا علم انگریزي کتابوں کے ترجمہ یا اُن شخصوں کي اصلي تصنیفات کے ذریعہ سے جنکے دل میں یورپ کي شایستگي کي بو سما گئي هو رفتہ رفتہ مالا مال هو جاویگا اور اِس طرح پر تمام فرقے رفتہ رفتہ یورپ کے علم کو حاصل کر سکینگے پس هم انگریزي زبان اور نیز هندوستان کي دیسي زبانوں کو ذریعہ اشاعت علم یورپ کا سمجھتے هیں اور هماري یہہ خواهش هی کہ جو مدرسے ایسے اعلی درجہ کے هندوستان میں هوں جنمیں ایک ایسا مدرس رہ سکتا هو جسمیں تمام ضروري لیاقتیں موجود هوں اُن سب میں انگریزي اور دیسي غرضکہ دونوں زبانوں کي تحصیلِ

چتهي

از طرف

راجه جيكشن داس بهادر

سكرٿري برٿش انڈين ايسوسي ايشن اضلاع شمال و مغرب

بنام

اے سي ليلي صاحب بهادر

سكرٿري گورنمنٹ انڈيا هوم ڈپارٹمنٹ

مقام عليگڈھ — مورخه ۱۲ اكتوبر سنه ۱۸۶۷ ع

۱ مسٹر جے ڈي گارڈن صاحب پرائيوٹ سكرٿري حضور ويسرائے اور نواب گورنر جنرل بهادر كشور هند كي چتهي مورخه ۱۲ اگست سنه ۱۸۶۷ ع اور آپ كي چتهي صيغه هوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۲۱۷ مورخه ۵ ستمبر سنه ۱۸۶۷ ع اِس ايسوسي ايشن كے ممبروں كے سامنے پيش هوئي اور اُسكے ممبروں نے خود اور نيز بشركت ممبران ميں ٹيفك سوسئيٹي كے نهايت غور و فكر سے اُسپر لحاظ كيا *

۲ جس قدر غور اور توجهه واجب حضور ويسرائے اور نواب گورنر جنرل بهادر كشور هند نے باجلاس كونسل ايسوسي ايشن كي عرضداشت پر جو درباب ترقي تعليم اهل هند تهي فرمائي هي اُس كي بابت دونوں سوسئيٹيوں كے ممبر نهايت عاجزي اور ادب سے اپنے دلي شكر اور دلي احسان مندي پيش كرتے هيں اور نهايت ادب اور عاجزي سے باتباع اُس تجويز كے جو آپ كي چتهي كي دفعه هشتم ميں مندرج هي اُن عملي تدبيروں كے پيش كرنے كي اجازت ليتے هيں جو دونوں سوسئيٹيوں كے ممبروں كي رائے ميں اُس امر اهم كے انجام پانے كے ليئے سردست هوني ضروري هيں اور وه اُميد ركهتے هيں كه وه تدبيريں حضور ويسرائے اور نواب گورنر جنرل بهادر كشور هند باجلاس كونسل كي غور اور توجهه كے قابل هونگي *

۳ جس وقت که برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے ممبروں نے اِس درخواست کا پیش کرنا گورنمنٹ میں تجویز کیا تھا اُس وقت وہ مشکلات جو اُس تدبیر کے انجام میں تھیں آنکے پیش نظر تھیں اور وہ اُن سے بخوبی واقف تھے جنکا ذکر حاشیہ پر † مندرج ہی مگر اُنکو اِس بات میں شبہہ تھا که ایا وہ اُصول عام تعلیم کا بذریعه ورنیکلر زبان کے جسکی ایسوسی ایشن تائید کرتی ہی گورنمنٹ کو تسلیم اور منظور ہی یا نہیں اور اِسی سبب سے اُس عرضداشت میں صرف اُن اصولوں کے ہی صحیح اور مستحکم ہونے پر گفتگو کی گئی تھی اور اُس کی عملی تدبیر کا بیان کرنا آیندہ موقع پر منحصر رکھا تھا اب که ایسوسی ایشن کو یہه بات حسب اِطمینان دریافت ہوئی ہی که گورنمنٹ کی تدبیریں درباب ترقی عام تعلیم کے اُس کی تدبیروں سے متفق ہیں تو اُس نے عام رعایا کی ترقی تربیت کی طرف گورنمنٹ کی فیاضی سے متوجهه ہونے پر بهروسه کرکر اُس کی عملی تدبیر کو پیش کرنا ضرور سمجھا ہی *

---

† (اول) نہونا یورپ کی نہایت مفید علوم و فنون کی کتابوں کا ورنیکلر میں *

(دوم) صرف اُنہیں کتابوں کا ورنیکلر میں ترجمه کافی نه ہونا جو یونیورسٹی میں امتحان کے لیئے مقرر کی جاتی ہیں بلکه بالضرور ایک اور سلسله بڑے درجه کی اصل کتابوں کا ورنیکلر میں موجود ہونا *

(سوم) اِن تمام کتابوں کے ورنیکلر میں موجود اور شایع کرنے کی تدبیر اور اُس کے اخراجات کیونکه ایسوسی ایشن بالیقین جانتی ہی که یہه غیر ممکن ہی اور اصول گورنمنٹ کے بھی خلاف ہی که اِن اخراجات کا بالکلیه بوجهه گورنمنٹ اپنے ذمه لیوے *

(چہارم) تدبیر اور طریقه اِن کتابوں کے رواج کا اِس طرح پر که سرکاری مدرسوں اور اِسکولوں اور نیز پرائیوٹ مکتبوں کے دور میں لائی جاویں *

(پنجم) بہم پہنچانا ایسے ٹیچروں اور پروفسروں کا جو اُن کتابوں کی تعلیم کی لیاقت رکھتے ہوں *

۴ یہہ بات مسلم هی که ایک ناقص تربیت جس قدر که ایک قوم کي اصلي غرضوں اور فایدوں کي غالباً هارج اور مانع هوتي هی اُسي قدر کامل تربیت بلاشبہہ اُسکے حق میں مفید هوتي هی اب که گورنمنٹ کي پیشگاہ سے یہہ بات منظور اور پسند هو چکي که دیسی زبان کے ذریعہ سے تمام فرقوں کو عام تعلیم کرنا نہایت کار آمد اور موثر طریقه هی اور اُس طریقه کے فائدے گورنمنٹ بخوبي تسلیم کر چکي هی تو یہہ عرض کرنا ضرور هوا که وہ طریقه کس طرح پر جاري هو سکتا هی *

۵ سنه ۱۸۵۴ع کے مراسله کورٹ آف ڈایرکٹرز کے دیکھنے سے جیسي ایسوسي ایشن کو خوشي هوئي هی ویساهي اُسکو رنج هوا هی اور اُسکو افسوس هی که اگر هندوستان کے شریف اور متمول لوگ متعدد اِرادوں مندرجه مراسله مذکور کي مدد پر متوجهه هوتے تو آج تک کیا کچھہ ترقي تربیت اور روشنضمیري اهل هند کي ورنیکلر کے ذریعه سے هوجاتي مگر اب ایسوسي ایشن گورنمنٹ کو اِسبات کا یقین دلانے کو واجب سمجھتي هی که زمانه گذشته کي کاهلي اور سستي دور هوتي جاتي هی اب اکثر اهل هند ورنیکلر کے ترقي دینے پر بہت شوق سے مستعد هیں اور ایسے آدمي بهي کچھہ کم نہیں هیں جن کے نزدیک تمام ترقي تربیت اهل هند کي صرف ورنیکلر پر منحصر هی اور اهل هند میں عام ترقي تربیت و شایستگي اور یورپ کي روشنضمیري بذریعه ورنیکلر کے پهیلانے کي ضرورت کا اُن کے دل پر ایسا نقش هوگیا هی که وہ اپنے اِرادوں کے پورا کرنے کے لیئے اپنے وقت اور محنت اور روپیه کے بڑے بڑے نقصانوں کے گوارا کرنے پر مستعد اور آمادہ هیں *

۶ ایسوسي ایشن کا کبهي یہہ اِرادہ نہیں هی که کوئي تدبیر یا درخواست پیش کرنے میں گورنمنٹ کے حالات اور اُن عظیم‌الشان امورات کے ضروري اخراجات پر جنکا بجا لانا گورنمنٹ کو تمام هندوستان کي امن و آسایش کے لیئے ضرور هوتا هی خیال نکر کر خود غرضانه کوئي درخواست یا تدبیر پیش کرے پس ایسوسي ایشن نہایت سچے دل سے

اِس بات کا اقرار کرتي هي که جو کچهه سکرٿري آف اسٽيٹ نے اپنے مراسله سنه ۱۸۹۱ ع ميں لکها هے وه صرف منصفانه اور بالکل سچ هے اور بلاشبهه کوئي گورنمنٹ عمده تعليم دينے کا کل خرچ اپنے ذمه نهيں لے سکتي بلاشبهه اگر ملک کے دولتمند اور ذي علم لوگ اپنا روپيه اور اپنا وقت اور اپنا رعب داب تعليم کے معامله ميں کام ميں نه لاويں تو کوئي گورنمنٹ کاميابي کي توقع کر کر تعليم کا بوجهه بالکل اپنے ذمه نهيں لے سکتي اِس ليئے ايسوسي ايشن کي طرف سے گورنمنٹ کو اِس بات کا يقين دلانا چاهئيے که اُسکا يهه مقصد نهيں هے که عام تعليم کے ليئے کوئي خرچ زايد بجز اُسکے جو خود گورنمنٹ بلحاظ اپنے مالي حالات کے مناسب سمجهے گورنمنٹ پر ڈالنا چاهئيے *

۷ جو مشکلتيں اِس تدبير کے عمل در آمد هونے ميں هيں اور جن کا بيان اوپر هوا اُن ميں سے چوتهي اور پانچويں مشکل کچهه زياده فکر اور تردد کرنے کے لائق نهيں هے البته پهلي تين باتيں زياده فکر و انديشه کے لائق اور عملي هيں مگر ايسوسي ايشن اور سينٹيفک سوسئيٹي کے ممبر بالاتفاق اُن کے رفع کرنے کا بار اپنے ذمه لينے کو مستعد هيں اور اِس بات کو وه اپنے قابو سے باهر نهيں سمجهتے بشرطيکه گورنمنٹ اُنکي دل دهي اور تشفي کرے اور همت بڑهاوے *

۸ ليکن يهه بات ضرور هے که ايسوسي ايشن اور سينٹيفک سوسيٹي کے روبرو ايک معين مقصد جس کي حد معلوم هو هونا چاهيئے کيونکه جب تک ايک صريح اور معين نتيجه کي اميد نهيں هوتي هے تو جو محنت اُسکے ليئے کي جاتي هے اُسکے رائيگاں جانے کا انديشه هوتا هے اور جو لوگ اُسپر سرگرمي سے کوشش کرتے هيں اُنکي همت ٹوٹ جاتي هے اِسي وجهه سے ايسوسي ايشن کے ممبر گورنمنٹ کي طرف رجوع کرتے هيں اور گورنمنٹ سے بجز اِسکے اور کچهه نهيں چاهتے که اپني واجبي عملي تدبيروں سے همارے سچي اور نيک کوششوں کي تقويت کرتي رهے اور هماري کوششوں کي پشت پناه هو *

۹ ایسوسی ایشن سچے دل سے اِس بات کی تصدیق کرتی ہی کہ صرف اُن کتابوں کا ترجمہ جو یونیورسٹی خاص کر ہندوستانی طالب علموں کے لیئے مقرر کرتی ہی اِسقدر کافی نہوگا جس سے تدبیرات مجوزہ کے جاری کرنے کی ہمت پڑے کیونکہ اُس سے صرف طبیعت کو مستعد اور طیار کرنا مقصود ہوتا ہی اور یورپ کے علوم و فنون کے فراخ دائرہ میں قدم رکھنے کو اور بہت سے عام مضمونوں کی کتابوں کا ترجمہ ہونا ضرور و لابد ہی مگر ایسوسی ایشن سمجھتی ہی کہ ان دونوں سلسلوں کی کتابیں گو وہ کیسی ہی نامحدود ہوں از روے عمل کے اُن کی تعداد ایک حد پر محدود ہونی ضرور ہی *

۱۰ اِس لیئے ایسوسی ایشن اِس بات کی درخواست کرتی ہی کہ گورنمنٹ حکام مناسب کے ذریعہ سے یونیورسٹی کے ہر ایک درجہ اِمتحان کے لیئے دو سلسلے کتابوں کے قایم کردے ایک وہ سلسلہ جو خاص کر یونیورسٹی کے متعدد درجوں کے درس کے واسطے ہو اور دوسرا وہ سلسلہ جو یونیورسٹی کی خواندگی پوری کرنے کے بعد علم کے دائرہ کے فراخ کرنے کے واسطے ضروری ہو سینٹیفک سوسئیٹی کے ممبر اِس بات پر آمادہ ہیں کہ اب جسقدر خرچ گورنمنٹ عام تعلیم کے معاملہ میں بہم پہونچاتی ہی اُسپر اُن دونوں سلسلوں کی کتابوں کو ورنیکلر میں ترجمہ کرکر اور چھاپ کر طیار و موجود کردینگے اور یہہ بات بالکل گورنمنٹ کی مرضی پر منحصر رہیگی کہ جسقدر روپیہ گورنمنٹ ہر سال ورنیکلر تعلیم کی ترقی کے لیئے منظور کرتی ہی اسمیں سے جسقدر چاہے اِس کام کی مددگاری میں خواہ بذریعہ خرید کتب خواہ اَور کسی طرح پر مرحمت کرے چاہی نکرے اِس بات کا جتنا کچھہ ضرور نہیں ہی کہ گورنمنٹ کی تحریک سے اور گورنمنٹ کی طرف سے عمدہ تجویزوں کے جاری ہونے سے ایسی مصنفوں کا نمرہ کسقدر زیادہ ہوجاویگا *

۱۱ گورنمنٹ کي عملي تدبيروں سے جو ايسوسي ايشن کے ممبر اپني تقويت بڑھانے کي درخواست کرتے هيں اُس سے اُنکا مقصد يهه هي که بعد اُسکے که يونيورسٹي کے هر ايک درجه امتحان کے دونوں سلسلوں مذکورہ بالا کي کتابيں معين هو جاويں اور طيار هو جاويں تو گورنمنٹ اُنکو اپنے مدرسوں اور کالجوں ميں ترتيبوار خواندگي کے طور پر جاري کرنا منظور کرے اور اِس طرح سے ديسي زبان کے ذريعه سے تمام فرقوں پر يونيورسٹي کے امتحان کا ذريعه کھول ديوے اور علاوہ اِسکے جس قدر کتابيں ترجمه هوتي جاويں اُنسے اُس خواندگي کے سلسلۂ کو وسعت ديتي رهے ايسي عملي تحريک سے اُن سخت محنتوں ميں ايک لذت اور تقويت حاصل هوگي جو سوسئيٹي اپنے ذمه پر گوارا کرنے پر آماده هي *

۱۲ اگر گورنمنٹ ايسوسي ايشن کي اِس درخواست کو منظور کرے تو ايسوسي ايشن اِس بات پر آماده هي که اُن دونوں سلسلوں کي کتابوں کي فهرستيں جو بذريعه ديسي زبان کے يونيورسٹي کے امتحان کے ليئے تجويز کي جاويں گورنمنٹ ميں منظوري کے ليئے پيش کرے اور جو کتابيں ورنيکلر کي گريمر اور عروض اور لاجک وغيره کي بهي جو انگريزي کتابوں کے ترجمه سے پيدا نهيں هو سکتيں هندوستاني اهل علم کي تصنيف کي هوئي گورنمنٹ کي منظوري کے ليئے پيش کرے جب که يهه کتابيں پسند اور منظور هو جاوينگي تو اُنکو يونيورسٹي کي خواندگي ميں داخل کيا جاويگا جس سے ديسي زبان کے طالب علم يونيورسٹي کے اعزاز حاصل کرنے ميں غبطه کرينگے *

۱۳ علاوه اِس کے شايد تهوڑي سي عملي تائيد گورنمنٹ سے اور درکار هوگي جو علاقه رکهتي هي تشريح مطالب ايکٹ ۲۰ سنه ۱۸۴۷ ع سے اگر درحقيقت اُس کي تشريح يا ترميم کي ضرورت هو چنانچه اِس باب ميں ايسوسي ايشن نے جداگانه اپني عرضداشت گورنمنٹ کي خدمت ميں روانه کي هي *

۱۴ انجام کو ایسوسي ایشن کي درخواست یهه هی که آپ اِس چٹهي کو حضور ویسراے و نواب گورنر جنرل بهادر کشور هند باجلاس کونسل کے حضور میں مهربانی سے پیش کرکر جو احکام که اِس پر نافذ هونگے اُس سے اِطلاع بخشیئگے *

درخواست متعلقه ایکٹ ۲۰ سنه ۱۸۴۷ ع

بحضور هزایکسلنسي ویسراے اور گورنر جنرل

کشور هند

باجلاس کونسل

عرضي

برٹش اِنڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب

معروض آنکه

حضور کے عرضي گذراننے والے اِس بات کا یقین رکهتے هیں که گورنمنٹ هند یورپ کے علوم و فنون کے ورنیکلر زبان کے ذریعه سے اهل هند میں پهیلنے کي اشد ضرورت سے بخوبي واقف هی اِس لیئے همنے اپنا فرض اپنے ملک کي نسبت سمجها هی که گورنمنٹ کے اِس نیک اور فیاض اِراده کے پورا هونے میں جو چیز مخل هو یا اُس کے مخل هونے کا شبهه هو اُس کے مرتفع هونے کي درخواست مصلحت سمجهه کر گورنمنٹ کے حضور میں پیش کریں *

(۲) ایکٹ ۲۰ سنه ۱۸۴۷ ع کے جاري کرنے سے بظاهر گورنمنٹ کا یهه منشا تها که اِس ملک میں علم کي ترقي زیاده هو مگر عرضي گذراننے والے یهه بات گورنمنٹ کے غور فرمانے کے واسطے ادب سے پیش کرتے هیں که همارے هموطنوں میں علم کے شایع هونے کي نسبت ایکٹ

مذکور بلحاظ کاپی رئٹ یعنی حق مصنفی کی اُس مراد کے بموجب جو اُس لفظ سے سمجھی جاوے دافع خواہ مضر قرار پاویگا *

(۳) انگلش سیکلو پیڈیا متضمن فنون و علوم کی جلد ۳ میں لکھا ہی کہ کاپی رئٹ کی تعریف لارڈ مینس فیلڈ نے اِس طرح پر کی ہی کہ " اُس سے وہ غیر جسمانی استحقاق مراد ہی جو کسی ذہنی شی کے چھاپنے اور مشتہر کرنے سے متعلق ہو اور جسکا اعلان بذریعہ حروف کے کیا جاوے پس گو دوسروں کی تصنیفات کا مکرر چھاپنا کاپی رئٹ سے متعلق نہیں ہی تو بھی وہ صرف اُنھیں کتابوں پر محدود نہیں جنمیں نئے یا اصلی خیالات شامل ہیں مثلاً قدیم یا حال کی زبانوں کے ترجمے اور کتب موجودہ کی شرحیں اور تفسیریں بلکہ تالیفات اور اختصارات کی بھی ویسی ہی حفاظت کی جاتی ہی " *

(۴) اِس تشریح سے جو سیکلوپیڈیا میں کی گئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تصنیف یا تالیف کتاب کی کسی زبان میں ایک جدا کاپی رئٹ ہی اور ترجمہ اُسکا دوسری زبان میں ایک جدا کاپی رئٹ ہی اور پہلے حق میں دوسرا حق داخل نہیں ہی اور اِس سے عرضی گذراننے والے یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر کوئی کتاب انگریزی زبان میں تصنیف یا تالیف ہوئی ہو اور اُسکی رجسٹری بھی بموجب ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۴۷ع کے عمل میں آئی ہو تو بھی کوئی شخص اُسکو اُردو یا دوسری زبان میں ترجمہ کر کر چھاپنے سے ممنوع نہوگا اور اگر وہ ترجمہ بھی اُس ایکٹ کے بموجب رجسٹری ہوا ہو تو بھی کوئی شخص اُسی کتاب کا ایک دوسرا نیا ترجمہ کرنے سے ممنوع نہوگا *

(۵) اگرچہ عرضی گذراننے والوں کی راے میں مطلب اُس ایکٹ کا یہی ہی مگر بہت لوگوں کو اُس میں شبہہ پڑتا ہی اور وہ یہہ سمجھتے ہیں کہ اصل کتاب کا کاپی رئٹ محفوظ ہونے سے کسی شخص کو دوسری زبان میں اُس کتاب کے ترجمہ کا اختیار باقی نہیں

رهتا اور بغیر اُس کے مصنف کي إجازت کے اُسکا ترجمہ نہیں هوسکتا
اِس لیئے هم لوگوں نے صرف بنظر ترقي تعلیم اهل هند اِس امر کي
إطلاع کرني گورنمنت کو مناسب سمجهي هی اور ادب سے خواستگار هیں
کہ اُسکی تشریح عمل میں آوے اور اگر اُس ایکت کے وہ معنی جو عرضي
گذراننے والوں نے لیئے هیں درحقیقت غلط هوں تو گورنمنت سے هماري
درخواست عاجزي سے یہہ هی کہ اُس ایکت کی ترمیم مناسب هی
کیونکہ ایسي حالت میں وہ ایکت عام ترقي تربیت و تعلیم اهل هند کا
جسکي هر طرح پر تائید کرني علانیہ گورنمنت کو منظور هی بہت بڑا
هارج اور مانع قوي متصور هوگا *

نمبر ۷۸۳

از جانب اي سي بیلي صاحب بہادر سکرتري گورنمنت هند

بنام

راجہ جیکشن داس بہادر سکرتري برتش انڈین ایسوسي ایشن
ممالک مغربي و شمالي مقام فورت ولیم
مورخہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۸۶۷ع

هوم دیپارتمنت صیغہ تعلیم

صاحب من

حسب هدایت حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کے میں
آپ کو إطلاع دیتا هوں کہ آپ کي چٹهي مورخہ ۱۲ ماہ گذشتہ معہ ایک
قطعہ عرضي مورخہ تاریخ مذکورہ جسکا ذکر چٹهي مذکور میں کیا گیا تها
وصول هوئي آپ نے چٹهي مذکور میں اِس محکمہ کي چٹهي کے
حوالہ سے جو حاشیہ میں مندرج هی † چند رائیں اِس باب میں
ارسال کي تهیں کہ اِس ملک کے باشندوں کو بہ نسبت اُس تعلیم کے

---

† چٹهي نمبر ۳۲۱۷ مورخہ ۵ ستمبر سنہ حال *

جو آج کل اُن کو دي جاتي هی اعلی درجه کي تعليم دينے کے واسطے هندوستان کي ديسي زبانيں کس صورت سے ذريعوں کے طور پر بهت وسعت کے ساتهہ استعمال میں آسکتي هیں جیسا که بالفعل زیر تجویز هے اور اعلی درجه کی تعلیم کو ترقي دینے کي نظر سے اُس قانون میں جو حق تصنیف کے باب میں مقرر هی (ایکٹ ۲ سنه ۱۸۶۷ع) ایسي تبدیلي اور ترمیم کي راے دي تهي جس کے سبب سے وہ مزاحمت جو بالفعل کتابوں کي دیسي زبان میں ترجمه هونے کے لیئے مانع سمجهي جاتي هی رفع هوجاوے *

دفعه ۲ پانچویں ستمبر کي چٹهي میں گورنمنٹ هندوستان نے اِس امر کي نسبت اپني رضامندي ظاهر کي تهي که دیسي زبان کو هندوستانیوں کے اعلی درجه کي تعلیم کا ذریعه قرار دینے کے لحاظ سے جو عملي تدبیریں پیش کي جاوینگي اُن پر توجهہ مناسب کي جاویگي چنانچه اب آپ نے یهه درخواست بهیجي هی که یونیورسٹي کے مدارج کے امتحان کے لیئے کتابوں کے دو سلسلہ قایم کیئے جاویں اول ایسي کتابوں کا سلسله جو یونیورسٹي کے مختلف درجوں میں تعلیم کے واسطے درکار هو اور دوسرا ایسي کتابوں کا سلسله جو یونیورسٹي کي معمولي تعلیم کے بعد آیندہ تحصیل کے واسطے بهت سے لوازمات کے بهم پهنچانے میں ضروري سمجها جاوے اور یهه کتابیں جنکي فهرستوں کو وقتاً فوقتاً ترقي دیجاویگي علیگڈہ کي سین ٹیفک سوسئیٹي کے ممبروں کے ذریعه سے دیسي زبانمیں ترجمه کرائي جاویں اور جسقدر سرکار اب خرچ کرتي هی اُس سے زیادہ تعلیم کے مقاصد میں سرکار کو خرچ کرنا نه پڑیگا *

دفعه ۳ آپ نے اپني چٹهي مذکورہ بالا میں اِس امر کي بهي تشریح کي تهي که درخواست مذکورالصدر سے جو مقصود هی وہ یهه هی که جو ترجمے دیسي زبان میں بطریق مذکورہ بالا هوویں وہ سرکاري مدرسوں میں تعلیم کي غرض سے بطور ایک ترتیب وار سلسله کے جاري

کیئے جاویں تاکہ سب فرقوں کے آدمی اپنی زبان میں یونیورسٹی کا امتحان دے سکیں *

دفعہ ۴ اِس کے جواب میں مجھکو جناب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل سے اِس راے کے ظاہر کرنے کی ہدایت ہوئی ہے کہ تیسری دفعہ میں جو اخیر امر ہے اُس کی نسبت بحث کرنا جیسا کہ چٹھی مورخہ ۵ ستمبر میں ایسوسی ایشن کو لکھا گیا تھا اِس وقت بے موقع ہے یعنی ابھی اُس پر غور کرنے کا وقت اب تک نہیں آیا بلکہ ایک مدت کے بعد آویگا مگر اِس میں کچھہ شک و شبہہ نہیں کہ دیسی زبان میں کتابوں کے ایک سلسلہ کا قایم ہوجانا نہایت مفید ہوگا اور سوسئیتی اپنی محنتوں کو اور زیادہ تر وسعت دے سکتی ہے یہانتک کہ دیسی زبان میں ایک معقول اور مستحکم علم کے اصل تصنیفوں یا ترجموں کے ذریعہ سے ممالک مغربی و شمالی کے درمیان قایم کرنے میں اُس سے مدد پہنچ سکتی ہے اور مخفی نرہے کہ گورنمنٹ اپنے سررشتہ تعلیم کے افسروں کی امداد سے صرف اُن کتابوں کی فہرست ہی مرتب کرنے میں خوشی سے مدد نہ دیگی جن کا ترجمہ بمنزلہ کتب درسیہ یا نصیحت آمیز کتابوں کے مفید سمجھا جاوے بلکہ اُن کے ترجمہ کرنے اور چھاپنے کے واسطے بھی ہر ایک تدبیر میں جو اِطمینان کے قابل ہووے مدد دیگی *

دفعہ ۵ پس اِس باب میں اول تدبیر کے طور پر مجھکو اِس بات کے بیان کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ گورنمنٹ ہند اُن حاکموں سے جنکا نام حاشیہ † میں مندرج ہے ایسی کتابوں کی فہرستیں

---

† گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی *
ایضاً پنجاب *
چیف کمشنر اودہ *
ایضاً ممالک متوسطہ *
یونیورسٹی کلکتہ *

طلب کرینگی جن کا ترجمہ ہونا آپ کی راے میں مقاصد مذکورہ کی ترقی کے واسطے خواہ اپنے خاص افسروں خواہ برتش انڈین ایسوسی ایشن یا علیگڈھ کی علمی سوسئیٹی یا اِسی قسم کے اور کسی ذریعہ سے مناسب معلوم ہو *

قانون حق تصنیف میں جو آپ نے ترمیم کی راے دی ہی اُسکی نسبت مجھکو اِس بات کے ظاہر کرنے کی ہدایت کی گئی ہی کہ قانون مذکور کی اُس حالت کی نسبت جو بالفعل ہی بڑا شک ہی یعنی اُس کی حقیقت کا حال اچھی طرح پر متحقق نہیں ہی یہہ معاملہ پہلے ہی سے صیغہ لیجس لیٹیو میں پیش ہی اور اِس میں آپکی عرضی کی نقل بھی بھیج دی گئی ہی *

آپ کا خادم

ای سی بیلی سکرتری گورنمنت ہندوستان

چتّهي
از طرف دبير كبير هند
بنام
ويسراے و گورنر جنرل هند
مقام لندن دفتر هند ۳۱ جنوري سنه ۱۸۶۸ع
نمبري ۵

صاحب من
آپ کا مراسله باجلاس كونسل نمبري ۱۳ مورخه ۶ دسمبر سنه ۱۸۶۷ع معه اور مراسلات کے بابت مضمون پهونچا كه هندوستانيوں كي اعلى درجه كي تعليم كے واسطے ديسي زبانيں ذريعه گرداني جاويں اسپر ميں نے معه ارباب كونسل کے بخوبي غور كيا *

مراسلات مذكوره كو ميں نے ايسے شوق و ذوق سے پڑها جيسيكه اُن كے عالي مضامين مستدعي تهے جو رائيں باجلاس كونسل آپ نے برتش انڈين ايسوسي ايشن كے باب ميں ظاهر كي هيں اُن كو پسند كرتا هوں معلوم ايسا هوتا هى كه آپ كي گورنمنٹ اور برتش انڈين ايسوسي ايشن ديسي زبان کا ايسا علم قايم كرنے كے واسطے جو هندوستانيوں كي اعلى درجه كي تعليم پر حاوي هو صرف عمده عمده انگريزي كتابوں كے ترجمه كو ذريعه ٹهرايا چاهتي هى بس آغاز حال ميں يهه تدبير معقول هى مگر ميں ايک يهه راے ظاهر كرتا هوں جس پر آپ بهي باجلاس كونسل غور كريں كه ديسي زبان ميں انگريزي اخلاق كي كتابوں ميں سے كسي خاص مضمون پر كتابوں كي تاليف كرنے كي رغبت اور جرات دلاني چاهيئے يهه تدبير جيسيكه طلباء كے حق ميں مفيد هى ويسے هي معلموں كو فائده بخش هى اور جب اِسكي ترقي هوگي تو مولفوں كو ايک بڑي بات يهه حاصل هوجاويگي كه ايک مصنف كے بيان كو دوسرے مصنف كے بيان سے مطابق كرنے اور ايک كو دوسرے پر ترجيح ديني اور پسند كرنے كي جهت سے اُن كي طبيعتيں اِس امر كي عادي هوجاوينگي كه هر قسم كے خيالات بغير وسيله اور امداد كے پيدا كرسكيں اِس تدبير سے يهه اُميد هى كه ترجمه اور تاليف كي مشق سے دانا اور تعليم يافته هندوستاني اپنے هموطنوں كے ليئے انجام كار كتابيں تصنيف كرينگے *

آپ کا خادم
اسٹيفورڈ نارتهه كوٹ

From the Secretary of State for India, to His Excellency the Right Honorable the Governor General of India in Council., India Office London, 31st January 1868, Educational, No. 5.

Sir,

The Despatch of your Excellency in Council dated the 6th of December. No. 14 of 1867, transmitting further correspondence on the subject of the employment of the vernacular languages as a medium of conveying to the Natives of India a higher order of education, has been considered by me in Council.

2. I have read this correspondence with the interest which its important subject naturally induces, and I approve of the views expressed by your Excellency in Council in your reply to the memorial of the British Indian Association. In the creation of a vernacular literature, which shall exercise an influence over the higher education of the Natives of India, your Government and the British Indian Association seem at present only to contemplate the agency of translations of approved English works. As a first step, this course is judicious; but I would also suggest for the consideration of your Excellency in Council, the propriety of offering some encouragement to "compilations" in the vernacular languages from moral English works on a single subject. This process is as beneficial to the class of teachers as to that of pupils, and as progress is made compilers will have to exercise original and independent thought in the reconcilation of the details of one authority with those of another, or in choosing the statement of one rather than that of another. It may thus be hoped that, through the discipline of translation and compilation, the composition of original works by intelligent and educated Natives for the benefit of their country-men will be eventually attained.

I have &c.,
STAFFORD H. NORTHCOTE.

5. As a first step, therefore, in this direction, I am directed to state that the Government of India will call upon the authorities noted in the margin to submit lists of such works as they may consider desirable to have translated, in furtherance of these objects, either through its own Officers, through the agency of the British Indian Associtiou, of the Allygurh Literary Society, or of any similar agency.

Government of the N. W. P.
„ „ Punjab.
The Chief Commissioner of Oude.
„ „ of the Central Provinces.
The Calcutta University.

6. With regard to the suggested amendment of the Copyright Act, I am directed to state that there seems to be considerable uncertainty as to the existing state of the Law on the subject. The subject is already under consideration in the Legislative Branch, to which a copy of the petition under acknowledgment has been referred.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

of education than is now imparted to them, and suggesting, in order to the encouragement of education of a high order, such a modification of the Copy-right Law (Act XX of 1847) as will remove the obstacle that is now believed to exist as regards the *translation* of Works into the Vernaculars.

2. In the letter of the 5th September, the Government of India expressed its willingness to receive "practical suggestions" on the subject, and you now request that two series of works may be suggested for every class of University Examination,—1st, a series of such books as would be requisite for the University curriculum in its several grades; and, 2nd, a series of such as may be considered necessary "for an enlarged sphere of study subsequent to the completion of the ordinary University Course;" and it is proposed that these Works, the lists being extended from time to time, shall be translated into the Vernacular by the Members of the Allygurh Scientific Society, without involving the Government in any larger expenditure for the purposes of Public Education than what it can already afford.

3. It is further explained that the object sought is the adoption of the Vernacular versions thus produced "as a regular Educational Course in the Government Schools and Colleges," in order to enable all classes to undergo University Examinations in their own language.

4. In reply, I am directed to express the opinion of the Governor General in Council that it would be premature to discuss this latter question as was explained to the Association in the letter of the 5th of September. There can be no question that the preparation of a series of books may be of the highest utility, and the Society may doubtless extend its labors still further, and promote the creation of a substantial Vernacular literature, whether original or translated, in the North-Western Provinces; and the Government, I am to add, will, with the assistance of its Educational Officers, gladly aid, not only in preparing a list of books, the translation of which may be deemed useful either as School books, or as affording instructive reading, but will help in any satisfactory scheme for translating and publishing them.

further that the registration of such a translation should not prevent the publication of a retranslation of the same work.

Such is the construction which your petitioners put upon the meaning of the Act, which is however susceptible of a different interpretation, viz., that the reservation of the copy-right of an original work by the author extends in all cases to its translation, which can not therefore be made without his sanction.

Your petitioners have taken upon themselves to bring this question to the notice of Government from a desire of promoting the advancement of learning and civilization among their countrymen and respectfully solicit a clear explanation of the point at issue; and should their interpretation of the meaning of the Act be held incorrect, they humbly submit to the consideration of Government the advisability of its amendment, as it must in this case at present prove an insurmountable obstacle to the progress of the instruction of natives and to the improvement of their intellectual condition generally, an object which it is professedly the desire of Government to promote by all means in its power.

And your Petitioners will ever pray.

From E. C. Bayley, Esquire, Secretary to the Government of India, to Rajah Jykishen Dass, Bahadoor, Secretary to the British Indian Association, North-Western Provinces, Allygurh, dated Fort William, the 29th November 1867, No. 784.

Home Department, Education.

No. 4217, dated the 5th of September.

SIR,—I am directed to acknowledge the receipt of your letter dated the 12th ultimo, and of the petition of the same date mentioned therein, submitting, with reference to letter from this Department noted in the margin, certain suggestions connected with the proposed more extensive employment of the Vernacular languages of India as the medium for conveying to the Natives of the country a higher order

To His Excellency the Viceroy and Governor General of India in Council, the Humble Petition of the British Indian Association, North Western Provinces.

MAY IT PLEASE YOUR EXCELLENCY,

Your Petitioners believe that the Government is thoroughly alive to the necessity of the diffusion of European Arts and Sciences among the Natives of India through the medium of their own mother tongues; they therefore consider it a duty to their country to suggest the advisability of removing any obstacle to such liberal views on the part of Government, or of any thing likely to prove so.

2.—The apparent intention of the governing body in passing Act 20 of 1847 was to promote the advancement of learning in this country; your petitioners however respectfully submit to the consideration of Government that this Act must necessarily prove beneficial or detrimental to the spread of knowledge among their countrymen according to the sense in which the word *copy-right* is used.

3.—"Copy-right has been thus defined by Lord Mans- "field, 'an incorporeal right to the sole printing and publishing "of somewhat intellectual, communicated by letters.'* * * * "Yet although mere republications of the compositions of others "are no subject for copy-right, it is by no means limited to such "productions as contain new or original ideas. Thus transla- "tions from ancient and modern languages, notes and addi- "tions to existing works, even compilations and abridgements, "are similarly protected." English Cyclop. Arts and Sciences, Vol. III.

It will thus be seen that the composition or compilation of a work in one language and its translation into another form the subjects of two separate and distinct copy-rights, and that the one right does not create or include the other. Hence your petitioners infer that the registration of a work composed or compiled and published in English ought not to preclude the right of publishing a translation of it in another language, and

vernment to assist the Society in the production of these translations with any grants from the funds usually appropriated every year to the progress of vernacular education, on condition of receiving in return a number of copies of the Society's publications or on other terms agreed upon. It is needless to point out how much the fruits of such labors will be increased by the encouragement of and by the adoption of liberal measures on the part of, the governing power.

11.—The meaning of the Association in urging the Government to encourage their exertions by practical measures is to obtain its sanction for the adoption of these series of translations, when decided on and completed, as a regular educational course in the Government schools and colleges and thus throw open to all classes a means of University examination through the medium of their own language, and further to obtain the gradual extension of this course, in proportion as the work of translation progresses. Such practical encouragement would give zest and vigor to the arduous labors the Society are willing to take upon themselves.—

12.—Should Government coincide with the views of the Association, they are prepared to submit for its approval lists of the series of books proposed for University Examinations in the vernacular,—furthermore, original works by native scholars on Grammar, Poetry and Logic of such a nature as would not be secured by mere translations from English. These works when approved of would then be introduced into the University course, so as to throw competition open to Vernacular students.

13.—It will be necessary for the Association to obtain some further practical aid from the Government in reference to an amendment of Act 20 of 1847, if its amendment be actually desirable. The Association have accordingly transmitted to the Government a separate application on that subject.

14.—Lastly the Association beg to request you will be kind enough to lay this letter before His Excellency the Viceroy and Governor General in Council and communicate to me any orders the Government be pleased to pass respecting it.

7.—Of the obstacles and difficulties above enumerated the fourth and fifth do not require much consideration. The first three are more important and require serious reflection. But they are practical difficulties the removal of which the members of the Association and Scientific Society are jointly prepared to take upon themselves, as they consider them within the compass of their powers, provided that Government will add its encouragement to their efforts.

8.—But there should be a definite object and a known limit before the minds of the Members of the Association and Society. Unless there be some hope of a clearly defined result, the labor expended is in danger of appearing fruitless and those who actively exert themselves in the cause may lose courage—Hence the appeal to Government—the Association ask nothing more than that Government by all fairly practicable means should aid their honest exertions.

9.—The Association are willing to confess that the translation of only those books which the University specially prescribe for examination of Native students, would be inadequate for the purpose of carrying out their scheme—such books being in their nature merely preparatory—while for entering into the expansive sphere of European knowledge the translation and publication of a number of books for general subjects is necessary. But the Association consider that however extensive these two series of books may be, yet practically there must be a limit to their number.

10.—The Association therefore request that the Government will be pleased, through the appropriate authorities, to suggest two series of books for every class of University examination—1st, that series which would be requisite for the University curriculum in its several grades, and 2ndly, that necessary for an enlarged sphere of study subsequent to the completion of the ordinary University course. The Members of the Scientific Society will produce and publish translations of these two series of books, when prescribed, by contributions pecuniary and literary, from their own countrymen, and without involving the Government in any larger expenditure for the purposes of public education than what it can already afford—it will of course be optional with Go-

all classes of Natives, and the benefits of this plan admitted it is necessary to show how the way may be opened.

5.—The perusal of the Court of Directors' Despatch has given the Association as much mortification as satisfaction; mortification when they reflect that had the nobility and gentry of India aided in promoting the several designs advocated in the Despatch, a system of vernacular education would have been already the means of spreading enlightenment and civilization among the people at large. They now however believe themselves justified in assuring Government, that the apathy of former times seems to be departing, and that very many natives are now to be found who are anxiously disposed to promote education, among their countrymen, and there are not a few who are so impressed with the necessity of disseminating European knowledge and enlightenment, and so convinced that the only means of doing this lies through the medium of the vernacular that they are prepared to make considerable sacrifices of time, labor and money to secure the accomplishment of their designs.

6.—While submitting any schemes or propositions the Association wish to disown all selfish views—they cannot overlook the circumstances of Government, nor forget those necessary expenses which attend the administration of the important affairs which are the primary duty of the Government in its position as the preserver of public tranquillity and security. The Association would therefore sincerely acknowledge the truth and justice of the remarks of the Secretary of State for India in his Despatch of 1861—no Government could take upon itself the whole expense of providing a high class of education—No Government could undertake the burdensome duty of such education with any prospect of success, unless aided by the money, influence and labor of the rich and learned of the country. The Association therefore are anxious to assure Government that they have no wish to involve the Government in any increased expenditure on account of public education, over and above that which the Government considers proper to incur in proportion to its financial circumstances.

3.—Previous to the submission of their petition on public education to the Government, the Association had been fully aware of certain difficulties and obstacles in the way of their proposed scheme.—These will be found noted in the margin.* But there was then a doubt whether the Government was prepared to admit the principle advocated by the Association of carrying on public education through the medium of the Vernacular. They therefore at that time confined themselves to the assertion and elucidation of those principles, reserving the discussion of a practical scheme for carrying them out to a future period. Now that the Association have satisfactorily ascertained that the views of the Government on this point are not in opposition to their own, and feeling assured of the liberal designs of the ruling power in reference to the promotion of civilization among the great masses of its subjects, they deem it incumbent on them to make some practical suggestions for the furtherance of the desired end.

4.—It is a well established fact that the imperfect education of a people is likely to prove as detrimental to its real interests as a perfect education will certainly be beneficial. Government has approved the view that the medium of the Vernacular will be the most effective way of promoting general cultivation among

---

* 1. The non-existence of Vernacular works on the useful sciences and arts of Europe.

2. The necessity of the composition not only of Vernacular Translations of the books prescribed by the University for examination, but also of a progressive series of important original vernacular works.

3. The means of producing and disseminating the aforesaid works in the Vernacular, and the expense of labor and money to be incurred therein. The Association consider it impossible for the Government to bear all the burden of their cost.

4. The methods of introducing their study among the Natives, so as to be read in the Government and Private schools.

5. The securing of teachers and professors competent to instruct in those works and generally.

At the same time, and as the importance of the vernacular languages becomes more appreciated, the vernacular literatures of India will be gradually enriched by translations of European books, or by the original compositions of men whose minds have been imbued with the spirit of European advancement, so that European knowledge may gradually be placed in this manner within the reach of all classes of the people. We look, therefore, to the English language and to the vernacular languages of India together, as the *media* for the diffusion of European knowledge, and it is our desire to see them cultivated together in all schools in India of a sufficiently high class to maintain a schoolmaster possessing the requisite qualifications.

From Raja Jykishen Dass Bahadoor, Secretary British Indian Association, N. W. Provinces, Allygurh, to E. C. Bayley, Esquire, Secretary to the Government of India in the Home Department Simla, dated Allygurh the 12th October, 1867.

SIR,—I have the honor to inform you that the letter of J. D. Gordon, Esquire, Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor General of India, dated 12th August last and your letter from the Home Department, No. 4,217, dated 5th September last, have been laid before and received the attentive consideration of the Members of the British Indian Association, in conjunction with those of the Allygurh Scientific Society.

2.—The Members of both Societies beg to express their most sincere thanks for the attention His Excellency the Governor General in Council has been pleased to bestow on the Association's petition on public education. In compliance with the requisition contained in para. 8. of your letter they now submit a few practical suggestions which they consider essential to the accomplishment of their proposed end, and which they trust will be found worthy of the favorable consideration of His Excellency the Viceroy and Governor General in Council.

the English language is often looked upon by those who attend school instruction, as the end and object of their education, rather than as a necessary step to the improvement of their general knowledge. We do not deny the value in many respects of the mere faculty of speaking and writing English, but we fear that a tendency has been created in these districts, unduly to neglect the study of the vernacular languages.

13. It is neither our aim nor desire to substitute the English language for the vernacular dialects of the country. We have always been most sensible of the importance of the use of the languages which alone are understood by the great mass of the population. These languages, and not English, have been put by us in the place of Persian in the administration of justice, and in the intercourse between the officers of Government and the people. It is indispensable, therefore, that in any general system of education the study of them should be assiduously attended to. And any acquaintance with improved European knowledge which is to be communicated to the great mass of the people—whose circumstances prevent them from acquiring a high order of education, and who cannot be expected to overcome the difficulties of a foreign language—can only be conveyed to them through one or other of these vernacular languages.

14. In any general system of education, the English language should be taught where there is a demand for it; but such instruction should always be combined with a careful attention to the study of the vernacular language of the district, and with such general instruction as can be conveyed through that language. And while the English language continues to be made use of, as by far the most perfect *medium* for the education of those persons who have acquired a sufficient knowledge of it to receive general instruction *through* it, the vernacular languages must be employed to teach the far larger classes who are ignorant of, or imperfectly acquainted with, English. This can only be done effectually through the instrumentality of masters and professors, who may, by themselves knowing English, and thus having full access to the latest improvements in knowledge of every kind, impart to their fellow-countrymen, through the medium of their mother tongue, the information which they have thus obtained.

ment have equally in view; and will at all times be happy to receive practical suggestions on the subject, and give them the fullest and most careful consideration.

9. It must, however, be borne in mind, as remarked by the Secretary of State in his Education Despatch of 1861, that it is practically impossible, even if it were desirable, for Government to undertake the whole expense of imparting a sound education to a country so densely populated as India. The Government must look to the wealthier classes to contribute freely their time, their money, and their influence, towards an object on the successful accomplishment of which the prosperity and advancement of India so greatly depend.

10. It has been only by such efforts on the part of individuals, or sections of the people, that education has been widely spread in European countries generally, and the task is, in fact, one which no Government can wholly assume with any prospect of success.

Extract from a Despatch from the Court of Directors of the East India Company, to the Governor General of India in Council, dated 19th July 1854, No. 49.

11. We have next to consider the manner in which our object is to be effected; and this leads us to the question of the *medium* through which knowledge is to be conveyed to the people of India. It has hitherto been necessary, owing to the want of translations or adaptations of European works in the vernacular languages of India, and to the very imperfect shape in which European knowledge is to be found in any works in the learned languages of the East, for those who desired to obtain a liberal education, to begin by the mastery of the English language as a key to the literature of Europe; and a knowledge of English will always be essential to those natives of India who aspire to a high order of education.

12. In some parts of India, more especially in the immediate vicinity of the Presidency towns, where persons who possess a knowledge of English are preferred to others in many employments, public as well as private, a very moderate proficiency in

7. As regards the requests* made in the 19th paragraph of the memorial, the Governor General in Council thinks it must be admitted that the Vernaculars of the country do not as yet afford the materials for conveying instruction of the comparatively high order contemplated by the British Indian Association. A large proportion of the books contained in the University Examination Catalogue remain as yet, it is believed, untranslated in the Vernaculars: and it must be borne in mind that even the translation of only such books as are specially prescribed for study by the University, would hardly of itself be sufficient to warrant the introduction of the proposed measures; for the object of University education is not merely or principally to secure a knowledge of certain specified books, but to prepare and fit the mind for the pursuit of knowledge in the wide sphere of European science and literature, and for some time to come this can probably be carried on by Natives of India only through the medium of the English language.

8. At the same time the Governor General in Council will be glad, as will also the Local Governments, to recognise and assist all efforts made either by Societies like yours, or by individuals, to further the object which both your Society and Govern-

---

* 1.—That a system of public education of the highest class be established, in which the arts, sciences, and other branches of literature may be taught through the instrumentality of the Vernacular.

2.—That an examination in the Vernacular be annually held in those very subjects in which the student is now examined in English in the Calcutta University.

3.—That degrees now conferred on English students for proficiency in various departments of knowledge, be likewise conferred on the students who successfully pass in the same subjects in the Vernacular.

4.—That either a Vernacular Department be attached to the Calcutta University, or an independent Vernacular University be created for the North Western Provinces.

" ages becomes more appreciated, the Vernacular literature of
" India will be gradually enriched by translations of European
" books, or by the original compositions of men whose
" minds have been imbued with the spirit of European
" advancement, so that European knowledge may gradually
" be placed in this manner within the reach of all classes of the
" people."

5. There can be no doubt that since 1854 some progress has been made towards this very important end, principally by the translation of European works into the Vernacular dialects of the country; and the Governor General in Council will contemplate, with the greatest satisfaction, further indications of a desire and ability on the part of the Natives of India to add to this progress. It is gratifying to find in the memorial now before Government, so clear a recognition of the necessity of adding to the Vernacular literature with the view of making it available as a medium for imparting a higher class of instruction to the great masses of the people; and His Excellency in Council notices with particular satisfaction the mention made of the steps, in this direction, now being taken by the Allygurh Scientific Society.

6. Grants for the encouragement of Vernacular literature are yearly placed at the disposal of Local Governments and Administrations in the chief provinces of the country, and the same object is further aimed at by the publication, or purchase by the various Education Departments, of Vernacular books for sale and distribution. By these and such other means as may from time to time suggest themselves, the Governor General in Council hopes that the Vernacular languages of India may be made more and more available as media for conveying instruction of a higher order, and it will always be an object with His Excellency in Council to keep this important subject prominently before the Education Authorities, and to give every help towards the attainment of the end in view.

2. The importance of the Vernacular languages as a medium for conveying instruction to the people, was prominently recognized in the Education Despatch* of 1854, containing the leading principles by which the system of education in this country has since been governed; and His Excellency in Council is glad to find that the soundness of the views therein expressed, is so fully corroborated by the representation which you have now submitted.

* Extract, paragraphs 11 to 14 appended.

3. In the Despatch above quoted, the Court of Directors stated that it was neither their " aim nor desire to substitute the " English language for the Vernacular dialects of the country ;" and the opinion was unreservedly stated that " any acquaintance " with improved European knowledge which is to be communi- " cated to the great masses of the people whose circumstances " prevent them from acquiring a high order of education, and " who cannot be expected to overcome the difficulties of a fo- " reign language, can only be conveyed to them through one or " other of these Vernacular languages." On the other hand, it was stated that a knowledge of English, as a key to the literature of Europe, " will always be essential to those Na- " tives of India who aspire to a high order of education."

4. A broad distinction was thus drawn between the Vernacular languages as the necessary and only medium of instruction of a popular kind, and the English language as an essential requisite for education of a high order. But between these two limits of popular education on the one hand, and education of a high order on the other, there were many degrees of knowledge for the communication of which, through the medium of the Vernacular or English languages, no specific rules could be laid down. It had hitherto, as observed in the Despatch above quoted, " been necessary, owing to the want of translations or " adaptations of European works in the Vernacular languages of " the East, for those who desired a liberal education to begin by " the mastery of the English language ;" but this necessity was not regarded as one likely to be of permanent duration ; for it was remarked that " as the importance of the Vernacular langu-

From J. D. Gordon Esquire, Private Secretary to His Excellency the Governor General of India to Raja Jykishen Dass Bahadoor and others, dated Simla the 12th August 1867.

GENTLEMEN,—I have duly received and have placed before His Excellency the Viceroy, your Memorial, on the subject of education, dated Alligurh 1st instant. It has been transferred, by order of the Viceroy, to the Home Department for submission to His Excellency in Council, when it will receive that attentive consideration which its importance deserves.

I am to express to you the very great gratification which His Excellency has derived from a perusal of your Memorial. The earnest concern for the true interests of your fellow countrymen which it manifests, the enlightened views which it expresses, and the temperate and clear language in which it is couched, are alike creditable to you. They are evidences, moreover, of the benefits of the system of education which is now pursued.

His Excellency the Viceroy is as anxious as you can be that that system shall be extended and improved where improvement can be shewn to be desirable and practicable, and I am to ask you to favor the Viceroy with a further communication on the subject, conveying, in detail, your views of a practical scheme for extending more generally, in a vernacular form, the benefits of education to the people.

From E. C. Bayley Esquire, Secretary to the Government of India to the President and Members of the British Indian Association, North Western Provinces, Home Department, No. 4217, Simla the 5th September 1867.

GENTLEMEN,—You have already been informed by the Private Secretary to His Excellency the Viceroy that your memorial, on the subject of education, dated the 1st ultimo, would be considered by the Governor General in Council in this Department; and I am now directed to communicate to you the remarks suggested by a careful perusal of your representation.

The Punjab Government admitting the necessity of an Oriental University has essayed to commence its foundation. The aims and objects of this are excellent, but those of the University, which we solicit for these Provinces, are superior. The first has for its scope the revival and culture* of oriental languages, the latter seeks to be the means of diffusing throughout the country European learning and civilization—the attainment of such an object would change the whole condition of Hindoostan.

It is indeed true that there are at present no works existing in the vernacular, which will enable the student to read up to the standard which is now demanded for examinations in the University. But *the production of such works is not a difficult* task. The books contained in the University examination catalogue might be translated into the vernacular, and in certain subjects original compositions would be produced. There are many scholars fitted for the task, and the Aligurh Scientific Society has been working in this direction. It has only lately published a translation of the well-known Elphinstone's History of India, a book which forms a subject of part of the University examination, and will from time to time produce versions of similar works.

In conclusion we must express our strong conviction that the scheme we advocate, if carried out, will be a most effective means for the regeneration of the country, the removal of the mists of error and ignorance from the minds of its inhabitants, and a source of incalculable good to all alike, governor and governed. We therefore most respectfully and confidently hope that the enlightened Government of India, which has always exhibited an anxiety for the amelioration of the condition of its native subjects, will graciously bestow its most serious consideration on the important project we now submit to it.

Your Excellency's Petitioners shall ever pray.

English, and materially assist its general diffusion among the Natives. At present the latter have not much respect for the sciences and arts known to Europeans, and think acquirements of the latter inferior to those which formerly prevailed in Asia. The cause of this is their entire ignorance of European culture, an ignorance which must remain while they have no means as at present of removing it. Suppose that a native has returned home from the Calcutta or even some English University, crowned with the honors of an M. A. or L. L. D. degree—when he converses with his friends, he is wholly unable to furnish them with any idea of what he has studied—English terms and phrases alone occur to his mind, the import of which from want of practice he is quite unable to give in his native tongue. His knowledge therefore is of little benefit to his friends and acquaintances, who carry away with them but a poor idea of his acquirements. How much greater would his influence be, were he to receive his education through the vernacular, and were he able at once to impart to all around him the results of his own learning and experience. Emulation would take the place of an ignorant contempt, and the evidence, patent to their senses of the good effects of an elevated standard of instruction, would stimulate others to follow the example before them and tend to inculcate a general fondness for the study of modern science and learning.

On the grounds above detailed we very humbly but earnestly solicit the Government of India to establish a system of public education of the highest class, in which the arts, sciences and other branches of literature may be taught through the instrumentality of the vernacular, that an examination in the vernacular be annually held in those very subjects, in which the student is now examined in English in the Calcutta University, and that degrees now conferred on English students for proficiency in various departments of knowledge, be likewise conferred on the student who successfully passes in the same subjects in the vernacular, and finally that either a Vernacular Department be attached to the Calcutta University or an independent Vernacular University be created for the North Western Provinces.

translations of the volumes used in the English Department. The examination questions are the same for both Departments. One set of papers is in English, the other in the vernacular, accurately translated. The results of the examination are similar in kind, at one time a student of the Vernacular Department obtains a higher place or better marks than his competitor of the English Department; at another time the English student surpasses his vernacular rival. Both enjoy equal advantages, the channel only through which they study is different. Again in the Medical College Agra it does not appear that the vernacular students fall behind their English competitors in mastering subjects which in a similar way are taught to both up to a certain standard.

If then the vernacular were made the medium of instruction, the *degree of learning* and culture, which is *now* reached by a few M. A. graduates, would be open to attainment by vast numbers; and while now under the system of instruction through a *foreign* tongue, the learning which has been once acquired soon passes away and is forgotten after the student has left the university and entered upon the ordinary duties of life, under the plan proposed not only would the amount once acquired be retained, but, the medium of his knowledge being the ordinary language of his thoughts, would be constantly receiving augmentation and development in proportion to the ability of the student.

It is absurd to suppose that a high standard of education through the vernacular will be detrimental to the spread of English. It would be as incorrect to say that the construction of both canals and roads, where both are needed, is injurious,—that one is obstructive to the other, whereas they are two separate and independent works, each beneficial in its way, but neither antagonistic to the other. For similar reasons instruction in the English language, and general education by means of the vernacular are two distinct works, both conducive to a good end, and not detrimental to each other. In fact, they are two different instruments for attaining similar results. Our belief indeed is that a high class education in the results of European learning, given through the vernacular, will create a desire for the cultivation of

" by book-education, it must be as we benefit her by our Govern-
" ment and our laws: that is by reaching the many, by discasing
" book-lore or enfranchising it in fact; and that with the objects
" spoken of as the only real and sound ones, we should make
" their realization our primary end and aim. Make knowledge
" the handmaid of every day utility and give its acquisition the
" utmost possible facilitation. Such are my wishes and there-
" fore I give an unlimited preference to a vernacular medium
" both for its facility and for its aptitude to make the knowledge
" conveyed through it practically effective in a beneficial way,
" and also for its diffusible quality, &c."

There is a double consumption of time in the acquisition of knowledge through a foreign tongue. First it is necessary to study the language itself and thousands of students take up so much time in this work that no time is left to them for the study of useful knowledge by means of the language they are acquiring and but a few only ever study it with success. Secondly the knowledge must be studied on its own account, and rarely are any found to succeed in both. Whereas where instruction is imparted in a student's vernacular tongue, no time is wasted, and there is a certainty of his acquiring at least some knowledge of subjects, which had the language of instruction been a foreign tongue, he would have found the greatest difficulty, in many instances amounting to impossibility, in approaching.

We respectfully submit that by the terms, education through the vernacular, we do not mean the revival of Asiatic learning and science as subjects of instruction. On the contrary we seek only the diffusion of the sciences and arts now prevalent in Europe, since we aim at nothing else than the universal spread of European enlightenment throughout all India.

Two institutions exist, the authority of which may be adduced in support of the utility of our proposition. The Thomason Civil Engineering College at Roorkee, and the Vernacular Department, Medical College, Agra. In the former the same branches of learning, and up to the same standard, are taught both in the English and Vernacular Departments, in other words, the books studied in the Vernacular Department are the exact

It is with the object of remedying this defect that we desire to make our suggestions. We would wish that, whatever exertions are being made now in the diffusion of the English language, should be continued and from time to time increased, but that another system of education, better calculated for the spread of general instruction, be inaugurated and carried out and through its instrumentality English be made the means of benefitting very many instead of the very few. The system we propose may be different from that now in vogue, but is not antagonistic to it, the ultimate object of both is the same. What we urge is that instead of English alone, the vernacular also may be made the channel for the instruction of all the people alike in the very highest subjects of culture and education.

It may be hastily said that this proposition has been long ago settled and put at rest, but we strongly deprecate this assertion. What we propose has never even been subjected to discussion. The point settled was whether English ought to be introduced into the country, or the study of oriental languages with their effete arts and sciences be encouraged and diffused. With the decision arrived at we all thoroughly agree—it was all that could be desired. Our proposition however which we offer for consideration and solution by the Government and the public is this—While maintaining and promoting English education, can we not adopt a vernacular language, as a medium better suited than a strange tongue for the general diffusion of knowledge and the general reform of ideas, manners and morals of the people—cannot European enlightenment and civilization be better taught through a language which is understood, than through one which is foreign and unknown and can never be acquired by the vast majority of the 140 millions of British India? We can never teach all these millions a new and single tongue—we cannot reverse the miracle of the tower of Babel. If this can not be done, we have no resource but to adopt the vernacular as a medium for the instruction of the people generally in European learning and civilization. We would do well to bear in mind the intelligent observations of Mr. B. H. Hodgson on the foundation of an institution for the diffusion of knowledge in India—"Now I consider that if we would really benefit India

general and rapid propagation of useful knowledge in the country, and which delays the approach of any change for the better in the ideas and morals of the people. By this the growth of Public Education is stunted and withered, and a few only, through a medium difficult of access can cull the *fruits of a* learning, which should be easy of approach to all.

The cause of this condition of things is not any jealousy or dislike felt by the people towards the study of English. The times in which such feelings were held have passed away, we believe, for ever—the necessity and importance of learning English are clearly seen and liberally acknowledged by the great body of natives, many of whom have declared their views in large and influential meetings of their fellow countrymen. We will quote the words of one in particular, Synd Ahmed Khan, Principal Sudder Ameen of Allygurh.

" I would especially call their attention to the urgent necessity there is for the study of English. It is not only requisite on account of the many lucrative posts which it enables those who study it to fill, but on account of the manifold uses and advantages it confers in the daily routine of life. A thorough knowledge of English is necessary to enable us fully to understand the laws of our country, as they are shown in the ordinary acts and proceedings of our Government, to successfully carry on trade, to mix with our European fellow-subjects, and to master the many arts and sciences so ably treated of in that language."

There are some other causes which may account for the present stationary condition of education, but one important cause is, that, through the study of English alone as it is at present taught and acquired, the student, rare cases excepted, does not attain or exhibit a degree of knowledge, or a standard of morality and culture which can be respected and imitated by others, or which is capable of convincing parents and friends that a high point of education has been attained. One out of a hundred may indeed reach the much desired degree of excellence, but the number of such is small and insignificant and they make no impression on the millions around them.

and idle terrors which occasionally confuse and alarm the public mind and lead to the disturbance of general tranquility and order. Antipathy of race and religion will fade away before the light of nature and reason, and social respect and confidence will take the place of present dislike and suspicion.

A Government actuated by motives different from these, urged perhaps by the less elevated desire of carrying education only to such a point as would fit them for the performance of the ordinary duties of life, would be doing little more than a man does when he trains an animal for draught or other purpose of his own. But we sincerely believe that these are not the intentions of the Government of India—we feel sure that the work it has commenced, has been undertaken with the highest objects and the most liberal aims, and of this the three Universities, in which *the most advanced education is made accessible to the* general population, are conspicuous proofs.

We would therefore draw the attention of our Government to the question, whether the existing system of education provided by the State is capable of securing the true ends of education as we have above sketched them. We would humbly represent that in our opinion under the present system those ends are incapable of attainment. A few indeed out of the 140 millions subject to the Government of India may have received through its means all the pleasures and benefits of a sound and liberal education, but these few are insignificant when compared with the great majority, and this majority has received no enlightenment, in fact has not been affected at all. The country as a whole is in its original state of uncivilized ignorance, and has tasted none of the advantages of learning and civilization We have said that in offering our present petition our object is not to revive the dead learning and refinement of Asia, but to supplant all this by the introduction of the truer and more recently acquired knowledge of Europe, while we desire to benefit not the few only but the large masses of the people, and to spread over the whole country the blessings of good morality and sound wisdom.

At present an acquaintance with the higher branches of knowledge can be obtained only by a study of the English Language, and it is this which presents the greatest obstacles to the

guages, which are only prevalent in Asia, is wholly insufficient for the advancement of our knowledge or the enlightenment of our minds, while it is no less certain a fact that to obtain these advantages there is no better way than to study the English Language, and through it to gain access to the richest treasures of modern thought and knowledge. And it is for these reasons that we all agree in considering that the Government policy connected with the introduction and diffusion of the English language into this country has been well conceived and should be steadily carried out.

But meanwhile it is possible that while we are prosecuting one good work we may be neglecting others of greater urgency and importance, and thus lessen the value of efforts, which properly and impartially directed, might reach the highest point of success. This error we conceive to have been made in the present system of education. We are eager that this system should be as faultless as it can be desired, and we cannot but think that in our intentness upon the accomplishment of one good work, we are losing sight of others, to which greater importance may be attached.

The duty of a Government, especially that of the British Government, in undertaking the Public Education of the numerous classes of its subjects, each different class having a religion and customs of its own, is to impart such knowledge and instruction as will be useful to the people in the every-day business of their lives, as will rectify and improve their habits and morals, as will acquaint them as far as possible with the known truths of nature and science, and as will engender in them nobility of principle and elevation of idea, while at the same time care must be taken that neither principles nor ideas be made to rest on the tenets of any religion, or on the practice of any national or religious custom, but be founded on the laws of natural morality and the general dictates of reason. The task is difficult indeed but possible, and the consequences of its successful prosecution will be most momentous. The mental enlightenment of the people will be followed by the increase of material comfort. Taught the realities of things around them they will no longer be the ready recipients of those false notions

To His Excellency the Viceroy and Governor General of India in Council, the Humble Petition of the British Indian Association N. W. Provinces.

MAY IT PLEASE YOUR EXCELLENCY,

We the undersigned Members of the British Indian Association, North-Western Provinces, are deeply sensible of and do fully appreciate the strenuous efforts which the Government has made in the matter of public education and civilization in general of the Natives of India, and for which all of us owe a very heavy debt of gratitude. We fully believe that Government has taken in hand the subject of public education from motives of the purest disinterestedness, that the good of the people has been its sole object, and that its constant endeavour is always to improve the condition of its subjects.

In the firm impression of this belief we are now encouraged to come forward and submit certain schemes, which, if carried out, we are persuaded will have the effect of greatly enhancing the benefits of the present system of education, and we earnestly trust that the Government will be graciously pleased to take these schemes into their serious and most favorable consideration.

We confess that many of the arts and sciences, now prevalent in Asiatic countries whose history and subject-matter are embodied in the works of our most celebrated authors of old, and which have descended to us in their pristine condition, unchanged and unimproved, are founded on principles which the modern advancement of knowledge has proved to be false and erroneous. There are others, based indeed on sound and true principles, but whose condition or status, owing to the additions of modern research and discovery, has entirely changed. There are others again the study of which has now become obsolete and useless, while on the other hand there now flourish in the world many sciences and arts, which owe their origin to the present age only, and were quite unknown to our ancestors. Hence it is an indisputable fact that a study of those sciences and those lan-

life, that it be naturalized in India. We have already as we have stated vernacular schools of the first instance in the country. We have thus a portion of the system ready to hand. We have further to institute schools of a higher grade, and Vernacular Colleges. The elements for establishing these already exist in our Normal Schools, and a College may have at the same time two sides to it, the English and the Vernacular. Degrees of the Universities should be equally competed for by both the English and the Vernacular departments. The subjects of examination should be the same, only the answer of one would be in English and of the other in the vernacular. Subjects such as Euclid or Algebra or the higher Mathematics, or History, or Geography, or Physical science, or Logic and Metaphysics could be easily translated into the vernacular. And although it would not be so in Literature Proper, still existing models even for the study of these are not wanting and we need not wait for a modern Native Milton. And while the work of translating text books is going on, the work of tuition need not remain in abeyance, for it would be greatly to their own benefit if our present race of students were to teach in their own tongue what they had learned in another. English education may be the passport to some sort of employment, but Vernacular education such as we would have it to be, would reach the current of the national life. This would naturalize enlightenment and useful knowledge on Indian soil, and would in time produce its own Milton and Addison and La Place if such is the end of education. English education has been carried to its extreme limit, vernacular education yet remains to be completed. It has been only begun in its elements. It will be doing it bare justice if it too is carried on to what is its completion. It is this which we urge. And it is this which alone will give life to the other agencies at work and complete the regeneration of the country.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

Native. We want it one that will not ignore the existence of nationality. We want it one that will be permanent and abiding in its effects and progressive in its nature. We want it one that will last even should the British leave the country. This can only be done by the Vernaculars—the languages of the people themselves. This is a truth which we think should never be lost sight of or can never be too strongly impressed. The task of acquiring a foreign language like the English is really a very difficult one, and consumes not only a great deal of otherwise precious time, but, even when accomplished, is acknowledged by all English scholars to be but a *veneer*, and is furthermore injurious in its tendency of keeping knowledge in an artificial soil, and preventing its fruition.

The Vernacular on the contrary requires no special effort to master it. Three or four years are not consumed in merely being able to spell through it correctly or write it ungrammatically. It comes as naturally to the Native lad as English to the English boy. It is not a coating of foreign polish, but is of native growth. Habitually working and thinking and writing in it keeps the mind in that groove in which it is to run or expand after school studies are over. The question of which vernacular for which provinces is a very trivial and unimportant one, as there can be no doubt as to the boundaries of Bengalee or Ordoo or Gujeratee. It is also granted by all who have thought on the subject that it is by Vernacular, and only vernacular education that the mass of the populations of India will be reached. Even Government acknowledges this when it has its numerous vernacular schools overspreading every district. But why stop short at such schools only—schools of the first instance? It will thus be seen that if a system be elaborated in which the language will be the vernacular, it will obviate nearly all, if not all, the defects which we have reason to complain of in the present English system. The system too should possess the germs of expansion in itself in order to meet future requirements. This system need not be antagonistic to the English system. Should the present English system be dwarfed by it in time, it will be as a natural consequence of its own incompleteness. What we want is that useful knowledge be incorporated into the current of the national

standard, as is supposed, of excellence is reached as that by a B. A., or an M. A. This education being confined to a foreign tongue, and then again to a few, neither permanency nor prospective increase may be expected.

We have run on to some length in exposing a few of the prominent defects under which the present English system of education, if taken to be the all, all in labours. It has been seen that it imparts only infinitessimal good, that it affects only an inconsiderable section of the surface of the populations of the country, that it is unjust to the nation, that wanting a whole loaf it is offered a thin slice, although that slice be toasted and buttered, that it is only transitory in its effects, that it puts a stop even, the worst defect of all, to the further progress of the average intellect by the forced and artificial nature of its growth. Ought not such a system, if that is all we are to have, to be condemned without mercy? If not, then may the slanders that it was only to raise up a cheap class of public servants, it was only to make a show, that Government took up the subject of education, be true. And then needless any further expense, for the market has been glutted, and there are numbers of private and missionary Schools and Colleges. But we will not believe these slanders, knowing as we do the sincere desire of the British Government to be just and faithful to its high charge. By taking up the Education question, and treating it according to its merits, and imparting to it not only a capability of expanding with need, but a power of affecting the real life of the nation, Sir John Lawrence, or indeed any Viceroy or Statesman, will have a name imperishable in the annals of the progress of India, a name that will only burn the brighter when such names even as Bentinck and Macaulay will have sunk into insignificance, or been forgotten.

What is it then that we want? We want an educational system or policy that will avoid these defects. We want one that will not touch the few but the many. We want one that will bring Western learning and science face to face, as it were, with the nation. We want it to be such as will take into consideration the circumstances of the age, and the requirements of the future. We want it to be one that will not be foreign, but

for Schools and Colleges that they are found unfit for tuitional purposes even in those very subjects in which they passed with honors. But let us assume that at the time the student gets his B. A., or his M. A., that he *is* well grounded. Yet it is but too well known a fact that after the Native Student has gained his degree, his further progress comes to a sudden close. This fact has been repeatedly noticed from Chancellors down to Editors. It is lamented by the students themselves. Yet we believe that all are too ready to ascribe this stopping short to any but its true origin. It has been variously ascribed to the practice of early marriage so common in this country, to a tropical climate, to weak constitutions, to there being no motive beyond a decent situation urging lads to study. And so on. But we believe this to be a mistake. To learn a foreign language may not be very difficult; to gain a degree of M. A. in it may be possible to a few; but to progress *in it after* collegiate studies have closed is we believe wellnigh impossible. But why should progress here be associated with the English language? simply because it is that language which has brought them so far, simply, because the connection between them with reference to the Natives of India is forced and artificial, simply because the mind has been accustomed to think so long in English and only in English, that it is even incapable of thinking the same thing in its own language! So long has milk been given in sugar to the infant that its taste refuses to recognise milk with salt. The truth of this will be evident when a student who glibly answers a tough question in Metaphysics or Logic is requested to state off-hand and without premeditation the same in his own vernacular. He will simply be unable to do it. The acquirements, therefore, of which he may be proud, are yet only superficial and remain unincorporated into his mental life. A Bengalee who has passed his M. A., is still a Native, and he can only think in his own peculiar groove. This we believe is at the root of the evil complained of, *viz.*, that education is seldom abiding, never progressive among the Natives. And we would wish this to be strongly impressed on the minds of both Europeans and Natives. English being their own language, Englishmen cannot understand why a certain amount of knowledge imparted should not be either permanent or progressive, specially when such a high

offices. But we will hope better things. We believe Government took up the question of education from the purest, highest and loftiest motives. We believe Government is itself striving to do the best it can, and is always prepared to add to the good it is doing. It is no sort of reply to urge that India should be thankful for its half-loaf. The question here is not between half a loaf and no loaf at all, but between a crumb, or the momentary sniff of a tempting dinner, and the whole loaf or the dinner itself. The nation wants the whole loaf, and the want is now being felt and a conviction of it gaining ground. But why make a decided move in advance? why change or enlarge? why not let things continue as they are? we are surely doing very well.

This will be the argument of that party whose eyes seldom open to facts and are always content to let things be. An impetus *has* been given to the country. A hundred various agencies have given this impetus. The Mutiny, Railways, Steamers, Telegraphs, Commerce, Exhibitions, Intercourse, Schools, Laws Civil and Criminal, the Press, these and others, *have* given the impetus and the peoples of India have begun to perceive that there is a move to be made upward and onward. Caste and prejudice are gradually relaxing their chains, permitting men the liberty of thinking. Now, therefore, there can be no stand-still. Old ways may have been very good, but new ways, or the old ways very much reformed or enlarged, are now required, and they must be given, else there is risk attached. Herein will be perceived the truth of the generous intentions of the Government.

The *third* objection is that the education as imparted at present in English is not always abiding, and very seldom, progressive. We need not consider the cases of those who only knock at the door as it were in the Entrance class, but of those who have passed through it and gained even the much coveted degree of B. A., or M. A. Such a degree shows only a certain amount of reading; it does not at all show that the party is thoroughly grounded in all he has read. Thence the complaint so frequently made by those who have engaged the services of such

and heavy laden Railway Train and expecting them to go. The Train will not move an inch. The drivers gaily caparisoned may whip and spin the horses, and make them prance and curvet, and astonish the gaping and thoughtless observers, but that will be all. The acting will impose on no one who sees through the hollowness and triokery of the affair. It is a sad pity to see so much European capital and so many Benevolent European Societies working in India, if only to show the full force of our argument. It is these, and not English education, which have just a little, if indeed barely, roused the curiosity as it were of the nation. Had not these been radiating over so many parts, and reaching so many classes, and had not Government itself striven every nerve by Exhibitions and otherwise, the true result of all the thirty years' English education would have been most pitifully insignificant and painfully visible. We wish to impress this fact as strongly as possible. English education may create a class of *keranees* or Young Bengal, but it can never by itself affect the life and growth of the nation. Let us now turn to its second defect, which follows naturally from the first.

The *second* defect is that it is partial, and therefore unjust to India. It reaches only a few, and will always confidence the same. The increase in the numbers of those who matriculate for the Universities is as nothing compared to the vast mass which remains unaffected. The increase may have been expected from the very novelty of the thing. Further, the market is being so glutted with even M. A's. and B. A's. that they can hardly find employment, that we may soon expect to see a limit reached by the annual increase. It is unjust that the vast majority in the nation should have science and literature closed to them unless they consent to go through a difficult language like the English. It is unjust that the progress of India in civilization should be checked because a theory was formed as to its education some thirty years ago. It *will* be fourfold unjust if, after a means has been pointed out of remedying the defect, there are no steps taken of ensuring its establishment. Then indeed will the taunt be true that it is not to benefit the nation at large that a policy of education is vaunted before the public, but to train up a class of low-paid writers and others for the Government and other

principle of life. It is not a political assertion that Indian nationality will always be its own, it is a fundamental maxim of the science of being. We state this in order that we may not be misconstrued.

We think too that the time has come for people to see things in a more dispassionate light. It is possible that thirty years ago, like the highwayman's "money or life!" the question was "Orientalism or Anglicism." There appeared no middle, and juster, course. Perhaps therefore our strictures on Sir Charles Trevelyan's argument were a little too severe. We say, we think the question may be viewed now more dispassionately, and seen in its true bearings. Party spirit has cooled down. People have come to see and feel defects in the present system, that of Macaulay, which he did not calculate for. Something else is required. Some urge one plan and some another. Our own plan we shall now proceed to state after remarking on a few defects in the present system which may not be patent to all.

And the first and greatest is that it influences but infinitesimally the growth and civilization of the nation. Let us leave the vast majority of populous rural districts where not a ray of English Light has penetrated, and take the very seats where it burns most luminously, the cities where we have our great English Colleges. From each street populous with life and teeming with human beings, we may find, and that by searching, that a dozen or score at most of pupils attend the College, and they not of the wealthiest, and not principally of the middle classes. While one may be found of the upper classes, two are found the heirs of a *Bunneah* or of a Buzaz and two more will be found the sons of a Post Office Jemadar, or a Lieutenant Governor's Khansaman. The pupils of a Government College are so few that were they all swept away as by a wave there would be no appreciable loss felt. What influence can so few bring to bear on the nation? We do not see that during all the thirty years past, their entire number has affected the life of the nation in the least. With all their instruction in European science, the country remains as unaffected and untouched as ever. It is just like yoking a couple of fine snowy and strong horses to a long

The spirit of Orientalism is useful and good in its way, the study of Sanscrit and Arabic as *languages* is as valuable in India as that of Greek and Latin is in Europe. And that this spirit be recognised and treated according to its true value is our earnest wish and hope. But we do not wish to see it overrated, as it was during the early part of this century. Neither do we wish to see the spirit of Anglicism riding so rough shod over it, as it has done since Lord William Bentinck's time. This Anglomania was, as might have been expected, an extreme rebound from the previous absurd lengths to which the Oriental mania was carried. One is as defective as was the other. That, in former days, rendered impossible all useful knowledge to even a few; and this, in these days, renders impossible that same useful knowledge to all but a few. There is thus but a very slight difference between the two. The great problem is how to bring this useful knowledge, which is now only for a few, into the current of the life-blood of the nation. This is the true question, and not the superficial twaddle of Sir Charles Trevelyan about whether of the two, ancient Sanscrit fables and Mahomedan legends, or modern science as contained in the English language, should gain the predominance. Lying tales and fables may safely be consigned to the similar kind of vanity without a second thought, if they are to be the only end of education, just as may the idea that the English language is an inseparable adjunct of useful knowledge. The two terms which lie at the root of the question are the growth of national life and prosperity, and useful knowledge. We are required to decide not, whether it is in English that this useful knowledge is to be imparted to a few, but how and by what means it is to conduce to the growth of national life and prosperity, how and by what means it is to be brought face to face with the numerous masses of the populations of India so as to influence their avocations, pursuits, ideas, and character, in short so as to raise them up to the level of European populations while their peculiar nationality remains unimpaired. No efforts at effacing nationality even among the feeblest race or nation has yet been known to succeed, and probably never will a nation become an inanimate tree which may be pruned and lopped to any required shape. It is like the living human body which will and must grow according to its own

gress and civilization of the nation. Our Viceroy will understand an illustration; let the John Lawrence Hall stand—for it was and is useful; but let the Montgomery Hall also rise side by side with it, and perhaps incorporate it in time. The two are not contradictory, *i. e.*, destructive of each other, they can coexist. Besides, a Montgomery Hall, grand and noble in its proportions, ought to rise to grace an imperial site, although thereby the John Lawrence Hall built in a previous age sink into insignificance. Thus, the English system of education is good, but for an imperial, populous country something effective and permeating the national life is required. To say that the present system will do for all time, is to assert that a country with a population of 180,000,000 will be Anglicanised, a population equal to a fifth of that on the globe, and an Eastern population will become English in language and therefore in ideas, habits and modes of life on being brought into the slightest possible contact with a few of the conquering race. Were the population only a sixth of what it is, and less deeply rooted to its own ways, were all India Red instead of only a half, even then the assertion of such a proposition could only come from an American who, as we all know, " beats all creation." It will be to assert that English Dominion in India will last for ever. There are physical impossibilities, and this is a moral impossibility. By an algebraic process (which, however, we never see exemplified in history) we may allow an infinite number of years for British duration in India, and of course we may see a probability of the realization of what those who are suffering from Anglo-mania dream of. But not else. The Moors held Spain for a very much longer period than it is probable the British will rule out in the East—they had their famous Universities and seats of learning. But a short while after the expulsion of the Moors, what remained of the Moorish language in the Peninsula? The truths of the knowledge the Saracens had imparted, remained, but the language vanished.

We do not wish to enter the very grave and important subject we have been requested to discuss and the plan we have been asked to propose, with any " spirit of Orientalism," nor with any spirit of Anglicism, nor indeed with any spirit which identifies itself with the surfaces of things leaving their essence untouched,

same class in which " castles in the air" are ranked. Questions are sometimes put whether the system of education as pursued in this country is in congruity and harmony with the teachings of history, the nature of things, and the philosophy of human progress and civilization. Notwithstanding all the numbers of Government Colleges and Institutions, they see that education touches but lightly (even for those who have attained to an M. A.) the few, and that the few are so very few as compared with the population in general, that they are but as a drop in the ocean, the gain or the loss of which neither adds nor subtracts from the appreciable bulk. Hence it is we see so many plans proposed and pursued, and each new plan only followed by others which leave the question precisely where it was before. The system would have been condemned as radically unsound long before this, had not the glare and glitter and name and show of three Indian Universities been brought opportunely on the scene. Chancellors, Vicechancellors, Senates, Faculties, Great and Little Go's—these created a glistening canopy for that unsubstantial castle which was tottering in the air to its fall, held up by the alone arm of Macaulay the Powerful and Brilliant.

As we stated at the outset, it is not our wish to reopen a question that has been set at rest once. It is not our subject. We believe also, it will be useless. To think that Government will, at this time of its history and in the life of India, close its Colleges and Schools where English is taught, and take to teaching the oriental languages instead, would be absurd. And we would not wish it to be so, even if it were possible. We believe that English education has been, and is, doing a great deal of good to the country. It is elevating it, however slowly, and in however small a degree, both in moral principles and in physical science. This good that is being accomplished we rejoice over —we would not see it left undone; but we would show how this good may be supplemented, how the much of that which is left undone may be done, how the national life of the vast majority may be reached, which our English instruction does not reach, how a movement may be set on foot which will give an impetus to the real enlightenment and education of India and to the pro-

question must stand or fall on its own merits. But we find Sir Charles Trevelyan, the late Finance Minister, also on the same side. His work " On education in India" lies on the Table before us. The question of Education in India does not appear to have been comprehended thirty years ago. Take as a specimen the Contents of Chapter III. where he says " the whole question rests upon two points; first, whether English or Arabic and Sanskrit Literature is best calculated for the improvement of the People of India? and, secondly, whether, supposing English Literature to be best adapted for that purpose, the natives are willing to cultivate it?" It is with a sense of humiliation that we quote these lines of his, for it is painfully apparent in them that he understood neither the beginning nor the end of what he was writing about. It is painfully apparent that he did not understand what the question was. We should much wish to catechise him, and as he is fortunately alive with the added weight of thirty years' experience, and let us hope, reading and thought, he may condescend to inform us what are his present sentiments on the subject. What does he mean by " whole?" Can a question which stands complete in itself, be viewed as in aught else than its entirety? If it is to be viewed in its *entirety*, then should not all its bearings to all future time be considered? Was it so considered by Sir Charles Trevelyan? Do the " Two Points" [*only* two] show it to have been so? Rather, do not the very mention of these remarkable " Two Points" show him to have understood no more of his subject than an aboriginal does of Astronomy? When we proceed ourselves to state the question we shall show where Sir Charles Trevelyan did not comprehend what he was writing about.

That there is something unsatisfactory about the education policy as pursued by Government is felt by all who have bestowed a moment's thought on the subject. It is expressed alike in Native papers as was the late *Indian Reformer*, and in English Journals of the high standing of the *Friend of India*. And it is felt even more than expressed. There is felt to be an incompleteness. Sometimes even doubts cross the mind, but this is never expressed, whether the entire education system of the country has not been raised on as light and unsubstantial a basis as a paper minute by Macaulay, and that it is an illusion of the

PUBLIC EDUCATION IN INDIA.

At the outset of this Article, or as it may be, series of articles, we would explain that we do not wish to re-open a question that has now for so many years been set at rest. We do not wish to re-open the question whether English education or Oriental education should take the lead in this country. It has been long ago decided in favor of the former, and so let it remain.

But we whould seek to point out that although the question may have been decided in favor of English education, it by no means follows its arguments out-weigh those that may be brought forward for Oriental education, or indeed that it has any solid argument at all. It by no means follows that because things were viewed in a particular light many years ago [many years truly for a country like India] that that was the true or the only light in which the question should be viewed for all time to come, and under every imaginable circumstance of change and progress. Not the most reckless theorist would be bold enough to assert such a monstrous proposition. It by no means follows even that because such an eminent name as that of Macaulay is found to have decided in favor of it, and it was his brilliant and masterly minute which is stated to have closed the question, or that Dr. Duff supported him, that therefore a human institution has been discovered—a new thing in the world's history—which is perfect and without flaw and incapable of any further change or improvement, resting on as sound and perfect a basis. Macaulay was known for a brilliant and powerful writer, not for a deep thinking philosopher, or a student of the cultus and progress of nations. Dr. Duff is known to be an earnest and pure-minded philanthropist, and the successful founder of a popular Missionary College, but he has not yet shown us in any of his writings that his reasoning is as clear and far-reaching as that of a Mill. To cite great names in support of an argument as any *proof* of it, is a well known form of fallacy which no one acquainted with the simplest elements of logic would be guilty of perpetrating. Any

No. 5 & 6.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

ARTICLE ON THE PUBLIC EDUCATION OF INDIA AND CORRESPONDENCE WITH THE BRITISH GOVERNMENT CONCERNING THE EDUCATION OF THE NATIVES OF INDIA THROUGH THE VERNACULARS.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

No. 5 & 6.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

ARTICLE ON THE PUBLIC EDUCATION OF INDIA AND CORRESPONDENCE WITH THE BRITISH GOVERNMENT CONCERNING THE EDUCATION OF THE NATIVES OF INDIA THROUGH THE VERNACULARS.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

نمبر ۴

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت موسومہ گورنمنت ہند

در باب تخفیف محصول ڈاک روانگی کتب

معروضہ ۲ جولائی سنہ ۱۸۶۶ ع

معہ

ملفوفہ گورنمنت ہند کے اسکے جواب میں

مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۸۶۶ ع

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبران کے مشتہر کیا

علیگڈہ

مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۶ ع

نمبر ۴

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت موسومہ گورنمنٹ ہند

در باب تخفیف محصول ڈاک روانگی کتب

معروضہ ۲ جولائی سنہ ۱۸۶۶ع

معہ

ملفوفہ گورنمنٹ ہند کے اُسکے جواب میں

مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۸۶۶ع

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبران کے مشتہر کیا

علیگڈھ

سید احمد خاں کے پریوٹ پریس میں چھاپا گیا

سنہ ۱۸۶۷ ع

عرضداشت

بحضور جناب نواب معلی القاب ویسراے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند دام اقبالہم

باجلاس کونسل

عاجزانہ عرضداشت برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب *

دفعہ ۱ ہم ممبران برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب جنکے دستخط اس عرضی پر ثبت ہیں ایک ایسے معاملہ میں عرض کرتے ہیں جسپر حضور کی بہت سی توجہہ اور نہایت مہربانی درکار ہی *

دفعہ ۲ ممبران برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے اجلاس مقام علیگڈہ کی روئداد مورخہ یکم جون سنہ ۱۸۶۶ع کے خلاصہ سے جو اسمقام پر مندرج ہی مطلب اس عرضداشت کا ظاہر ہوگا *

" بلحاظ قانون جدید سررشتہ ڈاک کے جسکی رو سے محصول روانگی کتابوں پر بہ نسبت پہلے کے دوگنا ہوگیا ہی یہہ راے قرار پائی ہی کہ یہہ قانون ہندوستان میں علم اور تربیت کے جلد پھیلنے کا بڑا حارج اور مخل ہوگا اور اس وجہہ سے ایسوسی ایشن نے مناسب سمجھا ہی کہ گورنمنٹ سے واسطے رفع کیئے جانے اس حرج عظیم کے جو اس ملک کی تربیت اور ترقی کے حقمیں مضر ہوگا درخواست کی جاوے *

دفعہ ۳ اسباب کا عرض کرنا کچھہ ضرور نہیں کہ بادی النظر ہی میں جو امر کہ اس اضافہ محصول کے بر خلاف ہی وہ یہہ ہی کہ یہہ اضافہ محصول کا گورنمنٹ کی صریحاً ایک ایسی تجویز ہی جسکا میلان

ترقي اور بہبودي پر نہیں ھی بلکہ تنزل پر ھی *

گورنمنٹ کي خوبي اور اُسکے کمال کا ثبوت یہہ ھی کہ روز بروز محصول کم ھوتے جاویں نہ یہہ کہ بڑھتے جاویں مگر برخلاف اسکے اس معاملہ میں جسمیں پہلے ھي سے محصول بھاري تھا اور بھي بڑھایا گیا اور بہت بڑھا گیا *

دفعہ ۴ نتیجہ اس محصول کے اضافہ ھونیکا گویا صریحاً علم پر محصول لگانا ھی نہایت قدیم زمانہ سے ھر سلطنت میں شدید سے شدید ضرورتوں میں بھي کسي بادشاہ نے علم اور اُسکي تحصیل کے ذریعوں پر اگر کبھي محصول لگایا بھي ھی تو بہت ھي خفیف اب بھي اسي قاعدہ پر ھر جگہہ عمل کیا جاتا ھی اور اسیکا رواج دیا جاتا ھی اور انگریزي سلطنت اور اضلاع متفقہ امریکا دونوں سلطنتوں کي زیبایش اور فخر کا بھي بہت بڑا باعث ھی چنانچہ ھم دیکھتے ھیں کہ جو کتابیں اس ملک میں آن ملکوں سے آتي ھیں اُنپر بہت تھوڑا محصول لگتا ھی اور چند خاص صورتوں میں جہاں دقیق علموں کا پھیلانا مقصود ھی اشیاء علمي پر بالکل محصول نہیں لگایا جاتا *

دفعہ ۵ ھم اپني اس عرض کو اسبات کے عرض کرنے سے زیادہ تقویت دیتے ھیں کہ ھندوستان ھر طرح سے ایک نیا ملک ھی یعني ایک ایسا ملک ھی جو سینکڑوں برسوں کي کاھلي اور غفلت اور سستي اور جہالت سے اب چونکتا جاتا ھی ایسے وقت میں اگر ھندوستان کو اُس ترقي کي راہ کے چلنے میں جسمیں وہ اب چل رھا ھی کبھي کچھہ مدد درکار ھو تو وہ وقت یہي ھی اور گورنمنٹ اسي قاعدہ کو اپني سلطنت کے ھر کام میں برتتي ھی اور جہاں مدد دینے کي ضرورت ھوتي ھی وھاں مدد دیتي ھی ھندوستان سے پرانے ملکوں میں بھي جہاں کہ علم کا نہایت عمدہ درخت ایسا بڑا ھوگیا ھی کہ بھاري بھاري بوجھوں کو بغیر ٹوٹنے اور لچکنے کے سہہ سکتا ھی ایسا صریح محصول علم کي تحصیل کے

ذریعوں پر نہیں لیا جاتا پس اس نئے اور کمزور ملک میں جہاں بہت
بڑي اور نہایت قوي تاریکي ایک خفیف سي چمکنے والي روشني کا
نہایت سخت مقابلہ کر رهي هی وہ محصول کسقدر کم هونا چاهیئے *

دفعہ ۲ ایسي دانا اور فیاض گورنمنت کا جیسے کہ انگریزي گورنمنت
هی هرگز یہہ ارادہ نہیں هو سکتا کہ وہ اس ملک میں علم اور آگاهي
شایع هونے پر کوئي قید یا کوئي روک لگاوے بلکہ جہاں تک هوسکا هی
گورنمنت نے هر طرح سے روشني اور سچ کے پھیلنے پر همیشہ مدد کي هی
اور اُسکي تدبیر مملکت نہایت دانائي اور فیاضي سے همیشہ اسي بات
کے درپی رهي هی کہ اُس سے صرف ایشیاهي کي قوموں کو حیرت پیدا
نہیں هوئي بلکہ یورپ میں بھي روس اور ترکستان اور فرانس کي قوموں
نے بھي اُسکي حد سے زیادہ تعریف کي هی اور نہ صرف مفتوحہ قوموں
سے برتاؤ کرنے میں بلکہ اچھي حکومت اور ترقي اور بہبودي بخش
ذریعوں اور وسیلوں کے پھیلانے میں بھي درحقیقت هندوستان کي گورنمنت
نے تربیت اور شایستگي کا ایک ایسا نمونہ دیکھایا هی کہ اُس سے تربیت
اور شایستگي کي ترقي کے نئے سنہ کا مبدا قایم هوتا هی اور یہہ نمونہ
آدهي دنیا کے خیالات میں آهستہ آهستہ مگر یقیناً انقلاب پیدا کر رها
هی جس سے انسان کي نسل کو بہت بڑا اور همیشہ کو فائدہ پہونچیگا
کسي قوم نے نہ تو فرانس نے اور نہ هالنڈ نے اور نہ روس نے مفتوحہ
غیر قوموں میں ایسي یونیورسٹیاں (یعني مدرسہهاے اعظم) قایم کیئے
هیں جنسے هر طرح کا علم اور بہت بڑے بڑے اعزاز حاصل هوسکتے هیں
اور نہ وہ ملک یہہ کہہ سکتے هیں کہ آنکي کوشش سے کوئي خاص علم
اُنکي مفتوحہ قوموں کے ملک میں قایم هوا هی اور روز بروز ترقي پر هی
اور اُس سے آیندہ بڑے بڑے فائدوں کي امید هو سکتي هی پس همکو
هر طرح پر یقین هی کہ جو چیز اس ملک میں عقل کي روشني کي
ترقي کي سد راہ هی اُسکے فوراً رفع دفع هونے کے واسطے صرف اتني بات

ضرور هی که حضور کي توجهه کو اسپر مایل کیا جاوے *

دفعه ۷ جو لوگ پڑهنے لکهنے کا شوق رکهتے هیں اور جنکو در اصل پڑهنے کي ضرورت هي انمیں سے صرف ایک چهوٹے سے گروہ کے فائدہ کے لیئے جو دولتمند بهي هی اور جسمیں زیادہ تر اهل یوروپ شامل هیں اخباروں کا محصول پہلے سے بهي کم کردیا گیا هی لیکن جو معامله هم حضور میں پیش کرتے هیں اسمیں ایک ایسے بهت بڑے اور نهایت غریب گروہ پر نسبت سابق کے دو چند بوجهه هوگیا هی جو نهایت مدد اور دستگیري کا محتاج هی اور جو زیادہ تر هندوستانیوں سے مرکب هی پس اگر کسي تخفیف کي ضرورت تهي تو وہ تخفیف در حقیقت اسي جگهه هوني چاهیئے تهي *

دفعه ۸ نقشجات سالانه محاصل ملک سے بخوبي ظاهر هی که سررشته ڈاک سے هي ڈاک کا خرچ نکل اتا هی پس محصول کي اس زیادتي کي کوئي ضرورت نهیں هوسکتي هی هم یهه نهیں یقین کرسکتے هیں که کتاب کا محصول اس غرض سے زیادہ کردیا گیا هی که جو نقصان تهوڑے عرصه تک اخباروں کے محصول کے گهٹانے سے عاید هو اسکا عوض نکل جاوے اگر یهي غرض هی تو اس صورت میں بهت سے غریب آدمیوں سے تهوڑے سے امیر آدمیوں کے آرام کي خاطر روپیه دلانا هی *

۹ اگر محصول کي اس زیادتي سے کچهه فائدہ بهي هوگا تو وہ اس قدر تهوڑا هوگا که مشکل سے نظر آئیگا مگر نقصان جو هوا هی وہ بهت هی اور اس ملک کے باشندوں نے جو حال میں علمي باتیں حاصل کرنے میں کوشش کرني شروع کي هی اسکي کمزوري کي نسبت وہ نقصان بهت زیادہ هے *

دفعه ۱۰ هندوستانمیں اب بهت سي جماعتیں علم اور تعلیم اور هنر کي قایم هوتي جاتي هیں ان سب کو ایک سخت مزاحمت پهونچیگي ان سوسئیٹیوں یا ایسوسي ایشن کي بطاهر مو یهه آرزو هی که

انسان کے دل کو تعلیم کے ذریعہ سے پاک صاف کریں اور اُسکی فرحتہ اور اخلاقي طاقت کو بڑھاویں اور در پردہ یہہ ارزو ہی کہ ملک کو خیر خواہ اور صلح جو اور کامیاب کریں اس ملک میں چھاپہ ایسے ایسے مادي ذریعوں کي طرح جیسے کہ ریل ہے اپنا کام بخوبي انجام دیتا ہی اور ہر طرح کے فائدہ پہونچاتا ہي لیکن ریل کے ساتھہ تو ہر قسم کي رعایت کي گئي ہی اور کتابوں پر جو عقلي اور نقلي فائدونکا وسیلہ ہیں حال ہي میں سخت محصول زیادہ کردیا گیا ہی *

دفعہ ۱۱ الغرض اسوجہ سے کہ کتابوں کے محصول کي زیادتي بادي‌اللظو میں ایک ایسي تدبیر ہی جسکا میلان بہ نسبت ترقي کے زیادہ تر تنزل پر ہی اور گویا علانیہ علم پر محصول لگانا ہی اور اس سبب سے کہ علمي کار و بار اور تعلیم اس ملک میں ہنوز بہت ہي کم ترقي پر پہونچي ہی اور اس باعث سے کہ جیسا کچھہ دانائي اور فیاضي کے ساتھہ ترقي پذیر انتظام سرکار کا ہمیشہ سے چلا آتا ہی آسیکي مطابق سرکار کو عمل کرنا زیبا ہی اور اسوجہہ سے کہ جن لوگوں پر یہہ اسقدر بھاري محصول لگایا گیا ہی وہ بیچارے غریب ہیں اور اس سبب سے کہ جو فائدہ اس محصول زاید سے حاصل ہوگا وہ ایک ناچیز رقم ہوگي اور اس باعث سے بھي کہ لوگوں کے امن آمان اور بہبودي میں ترقي ہو اور وہ سبکے سب سلطنت کے خیر خواہ رہیں ہم نہایت آرزو اور عاجزي سے حضور کي خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ حضور اُس مضر دفعہ کو منسوخ فرماویں جسکے بموجب یہہ زیادتي محصول کي کي گئي ہی اور محصول کو اپني شرح سابق پر رہنے دینے کا حکم صادر فرماویں *

ہم حضور کے مسکین سائل ہمیشہ دعا گو حضور کے رہینگے *

معروضہ ۲ جولائي سنہ ۱۸۶۶ع

سید احمد

سکرٹري

نمبر ۳۷۷۷

از طرف اے ایم مان ٹیتھہ صاحب انڈر سکرٹری گورنمنٹ انڈیا

بنام

آنریری سکرٹری برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب علیگڈہ

مقام شملہ مورخہ ۱۷ اگست سنہ ۱۸۶۶ع

هوم ڈپارٹمنٹ

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب کی اُس عرضداشت کی رسید کا اقرار کرنے کی گورنمنٹ هند سے مجھکو هدایت هوئی هی جس میں اُن لوگوں نے کتابوں کے محصول کی اُس شرح کی تخفیف کی درخواست کی هی جو از روے پوسٹ آفس ایکٹ سنہ ۱۸۶۶ع کے وصول کیجاتی هی *

اور جواب میں اُسکے نقل چٹھی مندرجہ حاشیہ † جو اِس معاملہ کی رپورٹ میں ڈائرکٹر جنرل پوسٹ آفس هند کی طرف سے آئی هی بھیجنے اور یہہ اطلاع دینے کی هدایت هوئی هی کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل اسبات کا افسوس کرتے هیں کہ وہ ایسوسی ایشن کے محصول کتب کی تخفیف کی خواهش کو قبول نہیں فرماسکتے کیونکہ گورنر جنرل محصول کی اس شرح کو بمقابلہ اُس خرچ کے جو کتابوں کے پاکٹ جمع کرنے اور روانہ کرنے اور تقسیم کرنے میں جو بذریعہ پوسٹ آفس کے بھیجی جاتی هیں پڑتا هی کچھہ گراں نہیں سمجھتے اور بمناسب اوسط فاصلہ کے جہاں هندوستان میں وہ پاکٹ بھونچائی جاتی هیں بمقابلہ انگلستان کی شرح کے یہہ شرح کم هی *

راقم

اے ایم مان ٹیتھہ انڈر سکرٹر گورنمنٹ هند

---

† چٹھی نمبری ۱۱۷۴ مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۸۶۶ع

نقل چٹھي

نمبر ۱۱۷۳ مورخه ۲۸ جولائي سنه ۱۸۶۶ع

از طرف ایچ بي ردل صاحب ڈائرکٹر جنرل پوسٹ آفس هند

بنام

اي سي بیلي صاحب سکرٹر گورنمنٹ هند هوم ڈپارٹمنٹ

جو عرضي که ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب کي تمهاري چٹھي مورخه ۱۹ ماه حال نمبري ۲۹۳۸ کے ساتهه میرے پاس آئي تهي میں اسکو واپس کرتا هوں میري راے میں جس شرح کے محصول پر بک پیکیج ڈاک کتابوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر پهونچاتي هی اُسپر عرضي گذراننے والے کوئي وجهه معقول قایم کرنے میں قاصر رهے هیں *

(۲) اُنکي طرف سے اسبات کے ثابت کرنے کا کوئي قصد نهیں هوا که دس توله وزن پر ایک آنه محصول کا جو هندوستان میں هر ایک مقام میں پاکٹ پهونچانے پر لیا جاتا هی وه في نفسه نامناسب هی یا پاکٹ کے جمع کرنے اور روانه کرنے اور تقسیم کرنے میں جو خرچ پڑتا هی آسکي مناسبت سے زیاده هی اور اگر یهه شرح نامناسب یا خرچ کے مقابله میں زیاده نهیں هی تو میں نهیں کهه سکتا که کسطرح بطریق جایز اسکو علم پر محصول کها جاسکتا هی *

(۳) اور اُس عرضي میں تعلیم کے فائدوں اور گورنمنٹ کي تدبیر مملکت پر جو عام رائیں ظاهر کي گئي هیں وه عرضي کي درخواست سے ایسا تعلق نهیں رکهتیں جس سے تخفیف محصول کي ضرورت ثابت هو *

راقم

ایچ بي ردل ڈایرکٹر جنرل پوسٹ آفس انڈیا

(نقل مطابق اصل)

دستخط

اے ایم مان تیتهه انڈر سکرٹر گورنمنٹ هند

From H. B. Riddell, Esquire, Director General of the Post Office of India, to E. C. Bayley, Esquire, Secretary to the Government of India, Home Department, Simla the 28th July 1866, No. 1174.

SIR,—I have the honor to return the petition of the British Indian Association, North Western Provinces, received with your letter No. 2938, of the 19th instant. In my opinion the memorialists fail to establish any reasonable ground of complaint on the score of the rate at which Book Packets are conveyed by Post from one part of India to another.

2.—No attempt is made to shew that the existing uniform charge of one anna for the conveyance, from one part of India to another, of a packet weighing ten Tolas is in itself extravagant or higher than is necessary to cover the cost of collection, conveyance and delivery, and if it is not I am quite unable to understand how it can with any regard to accuracy be termed a direct Tax on knowledge.

3.—The general remarks on the advantage of Education and policy of the Government do not seem to have any practical bearing on the prayer of the petition.

Printed at the Institute Press.—Allygurh.

thus heavier taxed; because the profit rising from the increased rate will be an inappreciable sum; and because of the progress of the people in peace, prosperity, and happiness, and loyalty to the State, we earnestly pray and beseech your Excellency to rescind the obnoxious paragraph which provides for the increase, and allow the impost to stand at its former rate.

Your Excellency's Humble Petitioners
shall ever pray.

Alligurh, the 2nd July, 1866.

SYUD AHMUD,
Honorary Secretary.

Signatures of Members.

From A. M. Monteath, Esquire, Under Secretary to the Government of India, to the Honorary Secretary to the British Indian Association of the North Western Provinces, Allygurh, dated Simla, the 17th August 1866, Home Department, No. 3777.

SIR,—I am directed to acknowledge the receipt of the Memorial of the British Indian Association, North Western Provinces, praying for a reduction of the rates of Book Postage levied under the Post Office Act of 1866.

2. In reply I am desired to forward a copy of the letter noted on the margin* from the Director General of the Post Office of India, reporting on the subject, and to state that the Governor-General in Council regrets his inability to comply with the wishes of the Association in respect of the reduction of the Book Post rate which is not regarded by His Excellency in Council as excessive, with reference to the cost of the collection, conveyance and delivery of the Book Packets sent by Post, and which having regard to the average distance over which the mails are carried in India, is a lower charge than that made in England.

*No. 1174, dated 28th July.

---

7. To benefit only a small section of the actual reading and literary public, and that the wealthiest and composed mostly of Europeans, the charge on Newspapers has been virtually reduced. But in the case which we lay before your Excellency, the much larger and the much poorer portion—that which requires of any the most assistance and relief—a portion consisting very largely of Natives, has had its burden increased to double its previous weight. If a reduction was necessary, surely it was here.

8. The Annual Financial Statement shows clearly that the Post Office pays its way. There can not, therefore, be any need of this enhancement. We cannot bring ourselves to believe that it is to cover the loss which may, for a time, be incurred by lowering the rate on Newspapers, that the book-postage has been increased. In such a case the necessity of the many poor is made to pay for the luxury of the few rich.

9. The amount of profit, if any, by the increase must be very small and hardly appreciable. And yet the evil done is great —great in proportion to the weakness of the young literary enterprise of the country.

10. India is being spread over with Literary Educational and Scientific Associations. These would all receive a severe check. The tendency of these Societies or Associations, is directly to educate the human mind and increase its sum of happiness and moral strength, and indirectly to make the country loyal, peaceable and prosperous. The Press here competes and successfully, with such material agencies as the Rail. But while the Rail has every concession given it, books, which represent vast moral and spiritual agencies, have just had an additional heavy burden imposed on them.

11. To conclude; because the increased book postage is, *prima facie*, a retrograde measure; because it partakes of the nature of a direct taxation of knowledge; because literary enterprize and education are of very young growth in this country as yet; because Government should be consistent with its wise, liberal, and progressive traditions; because it is a poor section that is

ing glory to both the British Empire and the United States of America. Thus we see books imported into this country are very lightly taxed, and in some particular instances, where the spread of Scientific knowledge is concered, articles are left entirely untaxed.

5. We would strengthen our argument by pointing out that India is in every sense of the word a new country—one that is only now rising up from the sloth, slumber, weakness and inactivity of centuries and the ignorance and darkness of ages. If at any time it is now that she requires to be helped on in her path of progress, and the Government recognises this principle in every Department of the State. Even in older countries, where the fair tree of education has grown to such size that it can sustain heavy burdens without breaking, such a direct levy on the means of acquiring knowledge is not made. How much less then should it be in this new and weak country, where powerful darkness is struggling against glimmering, new born light.

6. It can never be in the intention of this Government, so wise and liberal, to place checks and restraints on the spread of intelligence and knowledge in this country. Government have always assisted the progress of light and truth here in every possible way. Its policy has ever been most wise, most liberal, and has excited the admiration not only of Asiatic nations but even of European Russia, Turkey and France. Not only in dealing with conquered races, but also in good Government and progressive measures, the Indian Government have set an example which marks an era in civilization, and which is silently but surely revolutionizing the ideas of half the world to the great and lasting benefit of the human race. Nor France, nor Holland, nor Russia can point to flourishing Native Universities established among alien and conquered races where every branch of learning and the highest honors are attainable. Nor can those countries point to an indigenous literature springing up and promising to bear much fruit. We have, therefore, every reason to believe that we have simply to direct attention to the obstacle laid in the way of the rapid growth of enlightenment in this country, for it to be removed at once.

To His Excellency the Governor General and Viceroy of India, the Humble Petition of the British Indian Association N. W. Provinces.

MAY IT PLEASE YOUR EXCELLENCY,

We, the undersigned Members of the British Indian Association, North Western Provinces, approach your Excellency on a subject for which we solicit your Excellency's most earnest attention and favorable consideration.

2. The following extract from the Printed Proceedings of a Meeting of the Members of the Association held at Allygurh on the 1st June 1866, will set forth the object of this our humble petition.

" I. Act known as the Post Office Act. With reference to this it was observed that the enhancement of the Book Postage by this new Act to double of what it formerly was would materially interrupt the rapid spread of education in India, hence it was deemed expedient on the part of the Association to apply to the Government with a view to remove so great an obstacle towards the spread of knowledge and education in this country."

3. It need hardly be remarked that the argument which at the outset stands against the increase of postage, is that such increase is a decidedly retrograde measure. The progress and perfection of Government is manifested by the lightening and not the increasing of burdens. Here we have an increase, a very considerable increase, to the previously already heavy postage.

4. This increase partakes of the nature of a direct taxation of knowledge. Learning and the means of acquiring knowledge have, from the earliest ages, in every State, under the most pressing circumstances, by Heathen, Mahomedan, and Christian Sovereigns,—in short universally, been lightly taxed, if even taxed at all. In the present day this principle is acted to and carried out everywhere, and forms one chief source of a becom-

No. 4.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

A MEMORIAL TO THE BRITISH GOVERNMENT SOLICITING A REDUCTION OF THE BOOK POSTAGE, WITH THE GOVERNMENTS REPLY THERETO.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1860.

No. 4.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION

N. W. P.

A MEMORIAL TO THE BRITISH GOVERNMENT SOLICITING A REDUCTION OF THE BOOK POSTAGE, WITH THE GOVERNMENTS REPLY THERETO.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

نمبر ۳

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت موسومۂ گورنمنٹ ھند

درباب انتظام آسایش مسافران ریل

مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ ع

معہ

سرکلر گورنمنٹ ھند اُسکے جواب میں

مورخہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ ع نمبر ۲۲

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع

ممبران کے مشتھر کیا

علیگڈہ

مطبوعہ انسٹٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۶ ع

نمبر ۳

برٹش انڈین ایسوسي‌ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت موسومہ گورنمنٹ ھند

دربارہ انتظام اسایش مسافران ریل

مورخہ ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع

معہ

سرکلر گورنمنٹ ھند اُسکے جواب میں

مورخہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ع نمبر ۲۲

ایسوسي ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع

ممبران کے مشتہر کیا

علیگڈہ

سید احمد سکرٹري کے پریوٹ پریس میں چھاپا گیا

سنہ ۱۸۶۷ ع

عرضداشت

برٹش انڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب

بحضور جناب معلی القاب ویسراے گورنر جنرل بہادر کشور ہند

ہم عرضي گذرانے والے اُن بہت سے روحاني اور جسماني فائدوں کي قدرداني کرتے ہوئے جو ریل کے اجراء سے اس ملک کو حاصل ہوئے اور اُن بڑے بڑے فیاض عالي حوصلہ لوگوں کي شکرگذاري کرتے ہوئے جنکے ذریعہ سے ریل کے فائدے ہمکو حاصل ہوئے اپنے دلي مطلبوں کو پیشگاہ حضور میں عاجزي سے پیش کرتے ہیں ہمکو حضور کي ذات والا صفات سے جو بیچارہ غریب محتاجوں کي خبرگیري کرنے والي اور ترس کھانے والي اور جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا کي تمام ہندوستاني رعایا پر بدرجہ غایت کرم گستر نوازش فرما اور محافظ هي امید هي که همارے اِن التماسوں پر جو زیادہ تر بنگال اور اضلاعِ شمال و مغرب کي ریلوے سے متعلق ہیں توجہہ کافي مبذول فرمائي جاویگي *

(۲) بندگان عالي پر روشن اور ہویدا هي که مدت سے ریلوے کا سفر ہندوستانیوں کے حق میں نہایت تلخ اور بڑے بڑے رنج والام اور دکھہ اور مصیبتوں کا بھرا ہوا هي اِن مصیبتوں کا ریلوے کي صفات ذاتي نہونے کا ثبوت یہہ هي که اُن سب کا علاج تجویز ہوسکتا هي چنانچہ اُنمیں سے بعضي مصیبتیں تو رفع بھي ہوگئیں ہیں اور بعضوں کي ترمیم ہوئي هي اور بعضیوں کا علاج تجویز ہو رہا هي علاوہ بریں یہہ بات قابل غور کے هي کہ بہت سے ان تکلیفوں میں سے چھوٹي چھوٹي لیدوں پر مثل مندراس اور پنجاب کے نہیں پائي جاتي ہیں *

(۳) اسبات کو سب تسلیم کرینگے که خاص ایسے معاملوں میں جنمیں هزارها بیچارہ غریب جاهل اور محتاج ضعیف اور ناتوان لوگوں کي اسایش اور تندرستي بلکه جانوں تک مبتلا هوتي هیں ان مصیبتوں کا مستعدي اور درستي سے نهایت جلد علاج تجویز هونا چاهیئے اسموقع پر هم هزارها شکر گورنمنت کي اُس بڑي توجهه کے جو ریلوے کے انتظاموں پر جب کبهي وہ اُنکے حضور میں پیش کي گئي فرمائي هی ادا کرتے هیں چنانچه اِسکے ثبوت میں هم ان حال کے جاري شدہ احکاموں کي طرف اشارہ کرتے هیں جو گزٹ آف انڈیا مورخه ۱۹ مئي سنه ۱۸۶۶ع میں مشتهر هوئے هیں اس سے صاف اور بخوبي ظاهر هی که ایسے نازک معامله میں جسمیں حسب معروضه بالا هزارها بیچارہ غریب بیکس اور سخت جاهل لوگوں کي آسایش و آرام اور تندرستي اور جانیں مبتلا هیں اُنکي نسبت جسقدر هم عرض کرسکیں اُس سے زیادہ گورنمنت نهایت مستعدي اور چستي سے توجهه فرمانے پر آمادہ اور موجود هی اور هماري هر طرح کي بهبودي اور بهلائي کي فکر اور تجویز همارے عرض کرنے سے پهلے هی سے فرما لیتي هی *

(۴) اب که ریلوے نهایت ترقي پر هی اور روز بروز بڑهتي چلي جاتي هی تو جو تکلیفیں اُسمیں لوگوں پر نهایت سختي سے گذرتي هیں وہ نهایت مستعدي سے دفع کرني چاهیئیں ورنه آیندہ اُنکا علاج ایسا بڑا کام هوجاویگا که اُسکا هونا غیر ممکن هوجاویگا یا حد سے زیادہ اُس میں وقت لگے گا یا ایک مدت دراز کے واسطے اُسکو ملتوي رکهنا پڑیگا اور اُس مدت تک تمام بیچارے غریب مسافر ایسي حالت میں جسکو هم نهایت سخت مصیبت اور غلامي کے سوا اور کچهه نهیں کهه سکتے بلکتے بصورت رنج مصیبت میں مبتلا رهینگے جو کچهه گذارشیں هم اپني اور اپنے هزارها غریب هموطنوں کي طرف سے کرتے هیں اُنپر توجهه فرمانے سے بندگان حضور کا نام نامي اس ملک کے بڑے مربیوں میں گنا جائیگا اورهمیشه اُسکي یادگاري نهایت احسانمندي سے هوا کریگي *

(۵) جن باتوں پر هم بندگان عالي کي توجهه چاهتے هیں اُنمیں سے مقدم باتیں مفصلہ ذیل هیں *

اول تہرنا پناہ لینے کے قابل مکانوں اور آسایش کا تیسرے درجه کے مسافروں کے واسطے ان مسافروں میں غریب جاهل اور بیکس هوتے هیں اور اکثر اُنمیں سے کمزور اور ناتوان اور بعض بیمار و ضعیف اور بہت سي عورتیں اور بچے هوتے هیں ان سیکڑوں آدمیوں کے غول کے غول کهلے هوئے میدانوں میں جہاں کسیطرح کي پناہ نہیں هوتي تکت خریدنے کے لیئے همیشه گهنٹوں تک بمجبوري کهڑے رهتے هیں ان میں سے جو کچهه تهوڑے سے آدمي متمول اور امیر هوتے هیں اُنکے تهرنے کے واسطے کمرہ اور سایہ‌دار چبوترہ استیشن کے هوتے هیں صرف هزارها بیچارہ غریب اور ناتوان کمزوروں هي کے واسطے کوئي پناہ نہیں هوتي ان لوگوں سے یہه توقع کسیطرح نہیں هو سکتي که وہ ٹهیک ریل کے وقت پر آیا کریں اُنمیں سے اکثر وقت کا خیال محدود نہیں رکهتے وہ سوائے تین تین گهنٹوں کے مجموعه کے جنکو پہر کہتے هیں وقت کي تقسیم کو نہیں جانتے علاوہ اِسکے بہت سے اُنمیں سے آس پاس کے دیہات وغیرہ میں سے آتے هیں جہاں کوئي شی وقت کا اندازہ کرنے کي نہیں هوتي اور خود ریلوے کمپني کا تایم ٹیبل یعني وقت کا نقشه بجاے خود ایک علم هی قطع نظر ان سب باتوں کے ٹرینیں ایسي بیقاعدہ اور خلاف وقت پر آتي هیں که کبهي کبهي پورے چهه گهنته کا فرق هوجاتا هی اور یہه امر خاص کر شمال و مغرب کي ریلوے پر واقع هوتا هی اس وجهه سے بغیر اسباب کے که مسافروں کي طرف سے کوئي کوتاهي هو اگر هم اُنکو تربیت‌یافته فرض کرلیں گو وہ تربیت یافته نہیں هوتے خواہ مخواہ اُنکو ٹهرنا پڑتا هی بلاشبهه هندوستان کے ایسے ملک میں جہاں کثرت سے لوگ جاهل هیں یہه توقف اور انتظار ریلوے کا ایک ایسا جزو غیر منفک هی جو کبهي اُس سے جدا نہو سکیگا اب جاے غور هی که اِس انتظار و توقف سے کیا قباحت

هوتي هى اسٹيشن پر گرم آفتاب كي سخت اور تيز شعاعوں سے بچنے اور موسلا دهار مينهه كي سخت بوچهار سے جو گهنٹوں تک لگاتار برستا هى اور گرم هوا لو اور سخت آندهي اور گرد و غبار اور سخت سردي ميں جاڑے پالے سے بچنے كے ليئے كوئي پناه نهيں هوتي غرض كه جاڑے اور گرمي اور برسات سب موسموں ميں بيچارے غريب مسافر غير كافي اور ناقص لباس پهنے هوئے گرمي سردي كي سختياں اور صدمه سهتے هيں اور طرح طرح كي بيماريوں ميں مبتلا هوكر حيوانوں كي مانند مرجاتے هيں چنانچه ريلوے كے اسٹيشن كي وه تكليفيں بهت سے بيچارے غريب مسافروں كي بيماري اور موت كا باعث ثابت هو سكتي هيں جو اُنهوں نے ٹرين كے انتظار ميں سهي هوتي هيں كوئي انسان راحم اور خدا ترس ايسا نهوگا جو ان بيچارے بيكس مصيبت زده مسافروں كي مصيبت پر رحم نكهاويگا جو كچهه علاج هم گذارش كرتے هيں اگر اُسكو عدالت اور اِنصاف سے متعلق نه سمجها جاوے تو گورنمنٹ كي فياضي اور ترحم كا فعل تو وه بالضرور هى يهه علاج نهايت سيدها ساده اور بهت كم خرچ هى اور سر انجام اُسكا فوراً هوسكتا هى اور وه علاج بنانا سبک مكانوں كا هى (يعني ايسے مكان جنميں صرف لكڑي كے تختے اور لوهے كي چادريں وغيره لگائي جاويں كچهه چونه گچ اور اينٹوں وغيره كي حاجت نهيں) جسقدر زمين ميں يهه مكان بنائے جاوينگے اُسكي مقدار كا تخمينه كچهه مشكل نهيں بڑے بڑے اسٹيشنوں پر بڑے بڑے مكان بنانے پڑينگے اور چهوٹے چهوٹے اِسٹيشنوں پر جو دس ميں سے قريب نو كے هونگے چهوٹے چهوٹے مكانوں سے بهي كام نكل جاويگا ايک بڑے تختے كا لٹكانا جسپر ديسي زبان ميں يهه اِطلاع ثبت هو كه يهه مكان تيسرے درجه كے مسافروں كے اِستعمال كے واسطے هى ضرور هوگا *

دوسرے مطلب اخير سے هماري طبيعت مفصله ذيل امر يعني تيسرے درجه كے مسافروں كے واسطے كهانا كهانے كے مناسب مكانوں كے

نہونے پر خود بخود مایل ہوتي ہی جیسے بیماریاں اور تکلیف اور دقت
تہرنے کے مناسب مکانوں کے نہونے سے مسافروں کو ہوتي ہی اُس سے
کچھہ کم تکلیفیں مناسب غذا کا سامان خصوصاً دور و دراز سفر میں
نہونے سے نہیں ہوتي ہیں بلاشبہہ ریل کے سفروں میں ہندو اور مسلمان
اکثر بڑي بڑي مشکلات سے اپني اوقات بسر کرتے ہیں اگر اس سفر کي
مصیبت کو نہایت ملایم لفظوں میں بیان کریں تو ہزاروں آدمیوں کي
وہ ایک فاقہ کشي ہی جسکو جبراً قہراً سہنا پڑتا ہی علاوہ اسکے بہت سے
اور سبب اُنکي جسمي طاقت اور طبیعت کو جو حد معین سے زیادہ
قوي نہیں ہوتي زایل اور کمزور کر دیتي ہیں لیکن علاج اس تکلیف کا ایسا
ہي سیدھا سادا اور کم خرچ ہی جیسا تکلیف مذکورہ بالا یعني تہرنے کے
مکانوں کے نہونے کا ہی اور اگر مناسب سمجھا جاوے تو اُس تکلیف کے
علاج کو بہي اُسي کے ساتھہ شامل کردیا جاوے چنانچہ تہرنے کے مکانوں
کے ایک سرے پر ایک بڑا کمرہ ہندو مسافر اور دوسرے سرے پر ایک
چھوٹا کمرہ مسلمان مسافروں کے واسطے جنمیں ہر قسم کي پکي کچي
غذا موجود اور مہیا رہے بنا دیا جاوے تو اُس سے مطلب بخوبي حاصل
ہو جاویگا اور ان کہانا کہانے کے مکانوں کو مسلمان باورچیوں اور ہندوؤں
میں سے اعلی ذات کے رسوئي کرنے والوں اور حلوائیوں کے سپرد کردیا
جاوے کہ وہ ہر قسم کا کہانا مہیا رکھیں اور ان کہانا کہانے کے مکانوں کا
اگر ریلوے کمپني اُن باورچیوں اور حلوائیوں وغیرہ کو ٹھیکہ دے دیوے تو
کمپني کو فائدہ بہي ہو سکتا ہی اگر یہہ کہانا کہانے کے مکان تہرنے کے
مکانوں میں شامل نہ بن سکیں تو وہ بجاے خود اِستیشن کے چبوترہ پر
علحدہ بننے چاہیئیں یہہ مکان صرف بڑے بڑے استیشنوں پر بنانے ضرور
ہونگے یعني اُنہیں استیشنوں پر بناني چاہیئیں جنمیں اب انگریزي ہوٹل
ہیں گورنمنٹ مندراس نے مندراس ریلوے کے مختلف بڑے بڑے اِستیشنوں
پر ہندوستاني مسافروں کے لیئے چترم یعني پختہ نہایت مضبوط سرائیں

تعمیر ہونے کا حکم دے دیا ہی چنانچہ سر ولیم ڈینیسن صاحب سابق گورنر مندراس نے جو رپورٹ آپکے حالات کی کی تھی اُس سے ظاہر ہوا کہ سال گذشتہ کے آخر میں وہ سرائیں بہت کچھہ طیار ہو چکی تھیں اسی مطلب کے ساتھہ ہمکو یہہ بھی عرض کرنا مناسب ہی کہ اعلی ذات کے ہندو جو ریل میں سفر کرتے ہیں اُنکو یا تو ایسے برتن سے پانی پینا پڑتا ہی جو کہار کے ہاتھہ میں ہوتا ہی یا ایسے برتن سے پینا پڑتا ہی جسکو ہر ایک قوم کے آدمی بلا امتیاز استعمال میں لاتے ہیں ورنہ وہ سب بیچارہ بغیر تر و تازہ کرنے اپنے کام و دہن کے ایک ایسی شی سے جو انسان کی زندگی قایم رکھنے کا ایک اعلی رکن ہی اور ہندوستان کی آب و ہوا اور ریل کے سفر میں بغیر اُسکے کوئی صورت گذارہ کی نہیں پیاسے چلے جاتے ہیں اِسلیئے کھانا کھانے کے مکان کے پاس ایک چھوٹاسا کمرہ پانی کا جسکا اہتمام برہمنوں کے ہاتھہ میں ہو بنایا جانا اِس دقت کا کافی علاج ہوسکتا ہی اور ہماری صلاح یہہ ہی کہ اِن ہندوستانی سراؤں یا ہوٹلوں یا دکانوں کا اہتمام خاص خاص مقاموں کے منوسپل کمشنروں کے سپرد کیا جاوے جو اس کام سے نہایت مناسبت رکھتے ہیں *

تیسرے نہایت آرزو سے ہم یہہ عرض کرتے ہیں کہ مسافروں کی ہر ٹرین کے ساتھہ ایک ڈاکٹر جو فن طب اور جراحی میں دستگاہ کامل رکھتا ہو رہا کرے جن حالتوں میں کہ ڈاکٹر کی مدد درکار ہوا کرتی ہی وہ بہت سی ہیں اور ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور تمام لین پر کسی مقام یا اسٹیشن میں کسی ڈاکٹر کی مدد نصیب نہیں ہوا کرتی اور اس قسم کی مدد نملنی سے اکثر بہت سخت مصیبت پیش آیا کرتی ہی اور اُسکا انجام بہت برا ہوا کرتا ہی ایک سفر دور و دراز میں اکثر بہت سے آدمی بیمار ہو جاتے ہیں سوا اسکے جب دو ٹرینیں آپسمیں ٹکرا جاتی ہیں تو بہت سے آدمیوں کو صدمہ پہونچتا ہی بعضی مرتے ہیں اور اکثر زخمی ہو جاتے ہیں ایسی ضرورت کے وقت میں ڈاکٹر

كي مدد كي نہايت ضرورت هوتي هى اور اسكے نہونے سے ايك بڑے عرصہ تك ناحق درد اور دكهہ كا صدمہ هر شخص كو سهنا پڑتا هى اس ليئے هر ترين كے ساتهہ ايك ڈاكٹر كا رهنا ان تمام علاجوں كا ايك ضروري جزو هى جو همنے گذارش كيئے هيں خواه تو ريلوے كے ليئے ايك جماعت ڈاكٹروں كي علحده مقرر كي جاوے يا سركاري كم درجہ كے ڈاكٹروں سے يهہ كام ليا جاوے يهہ ڈاكٹر هميشه اپنے تمام ضروري آلات اور دوائيں ليئے هوئے هر اعلى اور ادنى انگريز اور هندوستاني كے علاج كے لئے هر ترين كے ساتهہ موجود رها كريں *

(٦) اب تك جو اوپر گذارش كيا گيا وه سب جسماني هرج اور نقصانوں سے علاقہ ركهتا تها اب هم أن برائيوں اور نقصانوں كي طرف متوجهہ هوتے هيں جو اگرچہ ان سے درجہ ميں تو كم هيں مگر همارے قومي خيالات اور رسموں سے متعلق هونے كي وجهہ سے سب لوگوں كو نہايت سخت ناگوار اور گراں معلوم هوتے هيں *

اول هم بندگان عالي كي توجهہ أس بدسلوكي كي نسبت جو ريلوے كے هر درجہ كے هندوستاني مسافروں كے ساتهہ هميشه بلاناغہ هوا كرتي هى چاهتے هيں يهہ لوگ نہايت بڑي بے ادبي اور گستاخي اور سخت زباني اور حقارت اور بعض اوقات مار پيٹ بهي ريلوے كے كمينہ چپراسيوں اور اور عهده داروں كے هاتهہ سے سهتے هيں ان زيادتيوں كے روكنے كے واسطے هر چند كہ گورنمنٹ نے صاف صاف احكام پهلے هي سے صادر فرمائے مگر أن احكام سے يا تو مطلوبہ اثر نہيں پيدا هوا خواه ان پر كسي نے توجهہ نہيں كي بلا كسي طرح كے امتياز كے گالي گلوچ كے ساتهہ اكثر أن لوگوں سے پيش آنا جو سب كے نزديك عزت اور آبرو ركهتے هيں نہايت آزادي كے ساتهہ بغير جا بيجا سوچے هوئے عمل ميں آتا هى مسافروں پر مار پيٹ تك هوتي هى اور اگر مار پيٹ نہيں كيجاتي تو كمال بيعزتي كے ساتهہ پيش آنا تو كچهہ بات هي نہيں چنانچہ أن

مسافروں کو جو دوسرے درجہ کي گاڑي میں جانے کا ارادہ کرتے هیں استیشن کے چبوترے تک گھسنے نہیں دیتے بلکہ انکو استیشن کے باهر عام انبوہ کے ریوڑ میں ملادیا جاتا هی یہہ ایک سخت تکلیف هی اور هم عرض کرتے هیں کہ حضور اسکا علاج فرماویں یہہ بات بڑي خواهش کي هی کہ هندوستاني معزز عورتیں بذریعہ ریل کے سفر کریں مگر جب تک کہ یہہ سب خرابیاں جو گذارش کي گئیں باقي رهینگي اس پسندیدہ امر کا ظہور میں آنا غیر ممکن رهیگا *

دوسرے مذکورہ بالا رنج اور مصیبت یعني ریلوے کے چپراسیوں وغیرہ کے ظلم کے سانھہ جو ریلوے کے سفر کے ساتھہ لازم و ملزوم هی هم یہہ بھي گذارش کرتے هیں کہ دوسرے درجہ کي گاڑي میں سفر کرنے والے هندوستانیوں کو اپنے هم جلسہ دوسرے درجہ کے انگریز مسافروں کے هاتھہ سے بھي حقارت اور بیعزتي اور مار پیٹ اوتھاني پڑتي هی یہہ ایسي بڑي برائي هی کہ هم نہایت عاجزي سے گذارش کرتے هیں کہ حضور ضرور اپني توجہہ اسپر مبذول فرماویں جبکہ هندوستاني معزز شریف آدمي تیسرے درجہ کے انبوہ اور کھچ پچ اور حقیر صحبت سے پرهیز کرکے دوسرے درجہ کي گاڑي میں بیٹھتے هیں تو اُس میں بہ نسبت تیسرے درجہ کي گاڑي کے بہت زیادہ تکلیف پاتے هیں چنانچہ هر دم طرح طرح کي ذلت دینے اور طعنہ تشنیع کرنے سے اُنکو ستایا جاتا هی لیکن یہہ ناجایز افعال کم درجہ کے انگریزوں سے ظہور میں آتے هیں جو خواہ مخواہ یہاں سے وهاں آوارہ گردي کرتے هوئے ریل میں سفر کرتے هیں یا ریلوے کمپني اپنا نوکر هونے کے سبب سے اُنکو دوسرے درجہ کا ٹکٹ دیدیتي هی معزز انگریزوں کو بھي خصوصاً جبکہ آنکي بي بي بچے همراہ هوتے هیں ایسے ذلیل آدمیوں کے هاتھہ سے رنج پہونچتا هی هماري راے یہہ هی کہ ایسے ادنی درجہ کے انگریزوں کے واسطے جو هندوستانیوں کي طبیعتوں میں نہایت برے اثر پیدا کرتے هیں اور معزز انگریز مسافروں کو بھي اُن سے

کچھہ کم رنج نہیں پہونچا ھی ایک علحدہ گاڑي جسکا نام ریلوے گاڑي یا عام گاڑي رکھا جاوے رھا کرے اسبات کا انتظام ھندوستانیوں اور انگریزوں خصوصاً میموں کے لحاظ سے ھونا نہایت ضرور ھی ھمکو یقین ھی کہ اس بندوبست سے بہت سي برائي جسکي شکایت کیجاتي ھی رفع ھوجاویگي اور گارڈ کو تاکید رھے کہ ھر شخص کي شکایت کو جو کسي کے ھاتھہ سے ایذا پانے کي نسبت کرے فوراً سنے اور کمال توجہہ سے اُسکے تدارک کے درپے ھو اور درصورت عدم توجھي کے اپنے آپکو مستحق موقوفي کا سمجھے جس برائي کي ھم شکایت کرتے ھیں بلا شبہہ یہہ ایسي سخت برائي ھی کہ بیسیوں ھندوستاني شریفوں نے ارادہ کرلیا ھی کہ تیسرے درجہ کي گاڑیوں میں بیٹھنے کي تکلیف اور ایذا سہینگے یا بذریعہ ریلوے کے سفر ھي نکرینگے مگر دوسرے درجہ کي گاڑي میں نہ بیٹھینگے *

تیسرے اب اخیر لیکن خاص توجہہ بندگان حضور کي اس بات پر ھم چاھتے ھیں کہ معزز شریف ھندوستاني خاندانوں کي عورتیں ریلوے کے سفر کا فائدہ ریلوے کے موجودہ انتظام کي حالتمیں کسیطرح نہیں اُٹھاسکتیں چنانچہ جو طریق عورتوں کے لیئے ایک گاڑي علحدہ رکھنے کا پنجاب میں مروج ھی اُس سے یہہ دقت رفع نہیں ھوسکتي اسلیئے کہ معزز اور شریف لوگ اپني بي بیوں سے اور بي بیاں اُنسے علحدہ ھونا نہیں چاھتیں ھیں خصوصاً ایسے عام مقام میں جیسے کہ ریلوے لین ھی جسکے سفر میں اکثر بڑے بڑے حادثے واقع ھوتے ھیں حال میں ھي پنجاب کے ریلوے میں ایک شخص زنانہ لباس پہنکر عورتوں کي گاڑي میں سوار ھوگیا اور راستہ بھر اُس سے کچھہ تعرض نہوا ادنی درجہ کي قوموں کے واسطے کوئي خاص بندوبست ھونا ضرور نہیں کیونکہ ان چھوٹي قوموں کي عورتیں ھمیشہ بے پردہ پھرا کرتي ھیں لیکن پردہ نشین عورتوں کے واسطے ایک خاص بندوبست کا ھونا نہایت ضرور ھی ھماري راے میں تدبیر مفصلہ ذیل کے عمل میں آنے سے یہہ مطلب پورا ھوسکتا ھی کہ ھر ترین میں

ایک خاص علحدہ گاڑي ہوا کرے جو ایسے حصوں میں تقسیم ہو کہ ہرایک حصہ میں چھہ آدمي بیتھہ سکیں اور یہہ سب حصے بذریعہ تختہ بندي کے ایک دوسرے سے علحدہ کردیئے جاویں اور کھڑکیاں اُنکي ایسي ہوں کہ اندر کیجانب سے باساني بند ہوجایا کریں اور اُنسے اندر کے بیٹھنے والے بالکل پردہ میں ہوجایا کریں اور یہہ حصے ایسے آدمیوں کو مل سکیں جو پورے ایک حصے یعني چھہ آدمیوں کا کرایہ ادا کریں اور کرایہ ہر حصہ کا تیسرے درجہ کي گاڑي کي ایک نشست سے چھہ گنا ہو یہہ عرض کرنے کي ہمکو کچھہ ضرورت نہیں کہ اس قسم کي گاڑیاں مشکل سے خالي رہینگي اور آخرکار ریلوے کمپني کو پورا معاوضہ دینگي اور اسي مطلب کے ساتھہ ہم اسبات پر بھي حضور کي توجہہ چاہتے ہیں کہ ایسي پردہ نشین عورتوں کے لیئے جنکو ریل کے آنے کا انتظار کرنا پڑیگا تھرنے کے واسطے ایک کمرہ درکار ہوگا اب اس قسم کي عورتوں کو پالکي میں سوار ہوکر آنے اور ریل کي گاڑي میں سوار ہو جانے کي اجازت ہی لیکن یہہ ایک عنایت ہی کوئي خاص قاعدہ نہیں اسلیئے قاعدہ قایم ہوجانا بہتر ہوگا اپني بیبیوں اور کنبہ کي عورتوں کي عزت ہمکو بہت عزیز اور مقدس ہی اور ریل کے جاري ہونے سے اور پرانے ذریعے سفر کرنے کے جاتے رہے اسواسطے ہم چاہتے ہیں کہ ریلوے کا انتظام ہندوستاني عورتوں کي حالت کے مناسب ہوجاوے اور اُنکي کوئي حاجت اُس سے بند نہ رہوے ہمکو یقین ہی کہ اگر ہندوستاني معزز عورتوں کے واسطے انتظام خاص کیاجاوے تو نتیجہ اُسکا صرف آمدني کي راہ سے ہي اچھا نہوگا بلکہ از روے اخلاق کے بھي بہتر ہوگا (یعني کمپني کو نیکنامي حاصل ہوگي) *

(۷) جیسا کچھہ بالفعل ریلوے کا بندوبست ہی اُسکے سبب سے ریلوے حقیقت میں ایک نہایت تنگ کوچہ ہی جسکے باعث سے ایسي مصیبتیں اور تکلیفیں لوگوں پر گذرتي ہیں کہ اکثر اُن مصیبتوں کي برابر ہوجاتي ہیں جو کوچ و مقام کا سفر کرنے میں ہوتي ہیں پس

جسقدر زیادہ گورنمنٹ ریلوے کو بلا رکاوٹ وسیع کریگي اُسیقدر زیادہ اُسکو اِس ملک میں کامیابي هوگي *

(۸) هماري ان تمام تدبیروں کے پورا کرنے کیواسطے جو انگریزوں کے حق میں بهي ایسے هي مفید هیں جیسے کہ هندوستانیوں کے لیئے هیں اور کچهہ اصل انصاف اور دیانت اور معزز معاملہ داري کي نیت کے برخلاف بهي نهیں هیں اِس سے بہتر کوئي طریقہ نهیں کہ گورنمنٹ کے معزز هندوستاني افسروں کو جو مختلف مقاموں میں موجود هیں ریل کے استٹیشنوں میں هندوستاني مسافروں کي غرضوں کي خبر گیري اور نگراني سپرد کر دیجاوے *

دستخط روساء چند اضلاع ممالک مغربي و شمالي کے جو اس ایسوسي ایشن کے ساتهہ گورنمنٹ کو عرضداشت هذا کے گذراننے میں متفق‌الراے هیں تتمہ میں درج هیں *

گورنمنٹ آف انڈیا

سرکلر نمبر ۲۴ ریلوے

سررشتہ پبلک ورک ڈپارٹمنٹ

مقام شملہ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ ع

اِنتظام ریلوے واسطے آرام مسافروں کے

کاغذات مفصلہ ذیل از سر نو ملاحظہ کیئے گئے

سرکلر پبلک ورک ڈپارٹمنٹ نمبر ۱۳ حرف (ر)

مورخہ ۲۷ اگست سنہ ۱۸۶۴ ع

ایضاً نمبر ۱۷ حرف (ر) سنہ ۱۸۶۵ ع

مراسلہ وزیر سلطنت هند نمبر ۵ سنہ ۱۸۶۶ ع جو گزٹ آف انڈیا مطبوعہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۶۶ ع کے تتمہ میں مشتہر هوا تها *

سرکلر پبلک ورک ڈپارٹمنٹ نمبر ۹ مورخہ ۲ اپریل سنہ ۱۸۶۶ ع *
اور نیز کاغذات مندرجہ ذیل ملاحظہ کیئے گئے *

قطعہ عرضي بنام جناب نواب گورنر جنرل بہادر جسکو ممالک مغربي و شمالي کي برٹش انڈین ایسوسي ایشن نے تیار کرکے دستخطوں کے واسطے لوگوں کے پاس بھیجا ھی *

خود عرضي مذکور مورخہ ۱۹ اکتوبر اور موصولہ ۲۰ ماہ مذکور ھی *

چٹھي گورنمنٹ بنگالہ نمبر ۲۲۸۹ حرف (ج) مورخہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ ع جسکے ھمراہ ایسٹ انڈین ریلوے کي رپورٹ ملاحظہ کام کے واسطے سہ ماھي سنہ ۱۸۶۴ ع کي حضور میں پہونچي *

چٹھي سررشتہ پبلک ورک ڈپارٹمنٹ نمبر ۱۰۸۴ حرف (ر) مورخہ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ ع بنام گورنمنٹ بنگالہ *

چٹھي مسٹر وي جے سنکرسیٹ صاحب مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۶۶ع بنام گورنمنٹ بمبئي درباب تجویز کرنے چند قواعد کے واسطے حفاظت مسافران ریلوے کے اور رپورٹ حاکمان ریلوے بمبئي کي مشعر اُسکے *

تجویز

اگست سنہ ۱۸۶۴ ع میں گورنمنٹ ھندوستان نے ایک سرکلر اس باب میں جاري کیا تھا کہ ھندوستان کے ریلوے کے بندوبست میں خصوصاً ھندوستاني مسافروں کو ریل میں بٹھانے اور اُنکے ساتھہ سلوک کرنے میں جو بڑے بڑے نقص ھیں اُنپر توجہہ کیجاوے *

۲ سرکلر مذکور میں زیادہ تر حوالہ بنگالہ کي پریسیڈنسیوں کي آھني سڑکوں کا تھا اور اُسمیں یہہ بیان کیا گیا تھا کہ خاص کر گاڑیوں میں حد سے زیادہ کثرت آدمیوں کي ھو جانے اور اسٹیشنوں پر پایخانوں اور پیشاب خانوں کے مقرر کرنے اور جہاں کہیں اول درجہ کے کھانے پینے کے مکان ھوں وھاں ھندوستانیوں کے کھانے کیواسطے مناسب بندوبست کرنے اور جہاں کہیں آمد و رفت کي کثرت کے باعث سے سراؤنکي ضرورت

هو وهاں انکے آنے پر فوراً توجہہ کرني چاهیئے اس آخري کام کي نسبت یہہ اشارہ کیاگیا تها که وہ ایک ایسا کام تها جو ضلع کے حاکمونسے تعلق هونا هی *

۳ رفاہ عام کے لیئے یہہ بهي هدایت کي گئي تهي که گورنمنٹ کے افسروں کي معرفت کهلي هوئي ریلوں کے ملاحظه کیئے جانیکا بندوبست فلاں طریق پر کیا جاوے اور اُسوقت سے وہ انتظام بخوبي تمام جاري هی اور اُس سے بہت سا کچهہ فائدہ حاصل هوا هی اب اِسبات پر بڑي توجهه کیجاتي هی که گاڑیاں اور استیشن اور آرام گهر صاف هوں اور سب ضروریات مهیا هوں اور وقت رات کے گاڑیوں اور چبوتروں پر بخوبي چراغ روشن کیئے جاویں اور گاڑیوں پر بہت بهیڑ نهوا کرے اور کهانے پینے کے مکانونکي خبرگیري کیجایا کرے اور مسافرونکي ترین ٹهیک وقت پر جایا کرے اور عموماً هندوستاني مسافرونسے مناسب طور سے سلوک کیا جاوے اور اُنکو کسیطرح کي تکلیف نهوا کرے *

۴ سرائے اور دهرم شاله معه کوؤں کے عالي همت لوگوں اور لوکل فنڈونکي مدد سے بنتے جاتے هیں اور جس جگهه اِن دونوں سے کام نهیں چلتا هی تو شاهي خزانه میں سے روپیہ بطور مدد کے دیا جاتا هی *

۵ وزیر سلطنت نے مختلف ریل کي کمپنیوں کے ڈاریکٹر کے محکمه کو لکها هی که وہ اپنے ملازموں کو یہہ هدایت کردیں که استیشنوں کي مناسب صفائي پر هر ایک طرح کي توجہہ کیا کریں اور اِسبات کا لحاظ رکهنا که ریلوے کے ماتحت ملازم هندوستاني مسافروں کو نه ستایا کریں اور اِس بات کے خیال کرنیکا ثبوت موجود هی که هر ایک بات میں عوام کے حق میں کچهہ کچهہ درستی هوگئي هی *

۶ ایسٹ انڈیا ریلوے کي رپورٹ کے ملاحظه سے جو بابت سہماهي دویم سنه ۱۸۶۶ ع کے ابهي وصول هوئي هی اُس سے ثابت هوتا هی که قیاس مذکورہ بالا سچ هی یہہ رپورٹ کي گئي هی که ترین اور استیشن

کے ملازموں کا بندوبست اچھا هی اور تیسرے درجه کي گاڑیوں کے مسافروں سے زیادہ تر اچھي طرح سے سلوک کیا جاتا هی اور جن استیشنوں پر ازسر نو ٹکٹ بدلا جاتا هی وهاں اچھا انتظام هوگیا هی اور جن کھانے پینے کي ضرورت هندوستانیوں کو هوتي هی وہ بہت سے استیشنوں کے چبوتروں پر فروخت کیئے جاتے هیں یہه بھي معلوم هوتا هی که محصول کے نقشه اردو زبان میں تمام استیشنوں پر آویزاں کردیئے جاوینگے اور اس لائن پر عورتوں کے واسطے جو تیسرے درجه کي گاڑیوں میں سفر کرتي هیں فاضل گاڑیوں کي تجویز اور هندستاني گاڑیوں کا بھي تجربه کیا جاویگا *

۷ لیکن قبل اس سے که یہه کہا جاوے که هندوستان کے ریلوے پر جو مسافر محصول ادا کرتے هیں اُنکے حق میں جیسا چاهیئے ویسا انتظام هوگیا هی بہت کچھه کرنیکو باقي هی حال میں هندوستاني مسافروں کے واسطے آرام گھرونکي شاید سب سے زیادہ ضرورت هی جن میں مناسب آدمي کھانا پینا مہیا کیا کریں ذي عزت اور پردہ نشین هندوستاني عورتوں کي گاڑیوں اور استیشنوں میں مناسب جگھه کي اور هندوستاني عورتوں اور مردوں کے واسطے استیشن سے جانیکے انتظام کرنیکي بھي ضرورت هی*

۸ استیشنوں پر جو بڑے بڑے افسر هوتے هیں اور جو لوگ الزام پیدا کرنے کے لیئے مستعد هوجاتے هیں اُنکے هوشیار هونے سے صرف ریل کے ماتحت ملازموں کا مسافروں سے بري طرح سے پیش آنا بالکل موقوف هوسکتا هی *

۹ جو راے مستروي جے سنکر سیٹ صاحب نے واسطے حفاظت مسافروں کے دي هی وہ معه ترمیم ایکٹ متعلقه ریلوے کي تجویز کے واسطے پیش کي گئي هی اور اس مقصد کے واسطے هوم ڈپارٹمنٹ کے پاس بھیجي جاویگي اُس راے سے معلوم هوتا هی که هندوستاني لوگوں کي راے میں بمبئي کي سڑکونکا انتظام اور جو آرام اُس سے هندوستاني مسافروں کو حاصل هوا هی وہ ناقص هی *

١٠ بعد تحرير هونے تجويز مذكوره بالا كے عرضي برتش انڈين ايسوسي ايشن ممالك مغربي و شمالي كي جسپر ٣٢٥١ آدميوں كے دستخط ثبت هيں خدمت ميں جناب مستطاب ويسراے بهادر كے بهونچي هى *

حكم

حكم هوا كه يهه تجويز اور عرضي اور كاغذات متعلقه راے مستر سنكر سيت صاحب كي ايک ايک نقل لوكل گورنمنتوں اور رياست هاے مندرجه حاشيه كے پاس اس درخواست سے بهيجي جاے كه وه اس بڑے معامله پر نهايت دل سے اپني توجهه كرنا جاري ركهيں *

مندراس
بمبئى
بنگاله
ممالک مغربي و شمالي
پنجاب
اضلاع متوسط هند
اوده
حيدر آباد
ميسور

نيز حكم هوا كه ايک نقل هوم ڈپارتمنت كے پاس اس غرض سے بهيجي جاوے كه اُسكو گزت آف انڈيا كے تتمه ميں به تسلسل اُن كاغذات كے جو ١٩ مئي سنه ١٨٦٦ ع كو مشتهر هوئے تهے مشتهر كرے *

اور يهه بهي حكم هوا كه اِس تجويز كي ايک نقل سكرتر برتش انڈين ايسوسي ايشن كے پاس واسطے اطلاع ايسوسي ايشن كے بهيجي جاوے *

(دستخط) سي ايچ ڈكنس لفتننت كرنل آر اے سكرتر گورنمنت آف انڈيا

(دستخط) ولىم ميكلوي سي اے قايم‌مقام اسستنت سكرتر گورنمنت آف انڈيا

(تتمہ)

دستخط روساء	ایٹہ ...	۱۵۱
ایضاً	ہمیرپور ...	۱۵۲
ایضاً	کانپور ...	۴۲
ایضاً	مینپوري	۱۳۲
ایضاً	سہارنپور ...	۱۰۱
ایضاً	علیگڈہ ...	۵۳۵
ایضاً	بنارس ...	۲۳۴
ایضاً	مرادآباد	۱۵۲
ایضاً	آگرہ ...	۵۳
ایضاً	مظفرنگر	۸۴
ایضاً	میرٹہہ ...	۱۷۲
ایضاً	بدایوں ...	۷۴
دستخط روساء	فرخ‌آباد ...	۱۹۰
ایضاً	متہرا ...	۲۲۴
ایضاً	بستي ...	۳۷
ایضاً	شاہجہانپور	۱۵۷
ایضاً	مرزاپور ...	۷۴
ایضاً	بریلي ...	۷۳
ایضاً	جونپور ...	۱۴۸
ایضاً	اعظم‌گڈہ	۱۲۳
ایضاً	بجنور ...	۱۴۲
ایضاً	گورکہپور ...	۸۲
ایضاً	بلندشہر ...	۱۴۹

کل ۳۲۵۱

APPENDIX.

		Signatures.
From	Etah, ...	151
,,	Hameerpore. ...	152
,,	Cawnpore, ...	42
,,	Mynpori, . .	132
,,	Seharunpore, ...	101
,,	Allygurh. ...	535
,,	Benares, ...	234
,,	Moradabad, ...	152
,,	Agra, ...	53
,,	Mozuffernugger,	84
,,	Meerutt, ...	172
,,	Budaon, ...	74
From	Furruckabad, ...	160
,,	Muttra, ...	224
,,	Bustee, ...	37
,,	Shahjehanpore, .	157
,,	Mirzapore, ...	74
,,	Barreilly, ...	73
,,	Jounpore, ...	148
,,	Azimgurh, ...	123
,,	Bijnour, ...	142
,,	Goruckhpore, . .	82
,,	Bullundshahur, .	149
	Total Signatures, ...	3,251

—*—

that, in the opinion of the Native public, the administration of the Bombay lines, and the conveniences afforded on them to Native passengers are considered to be defective.

10. Since these observations were recorded the petition of the British Indian Association, North Western Provinces, bearing the signatures of 3251 persons, has been received by His Excellency the Viceroy.

ORDER.—Ordered that a Copy of these observations, of the petition, and of the papers connected with Mr. Sunkersett's suggestions, be forwarded to the Local Governments and Administrations, noted in the margin, with the request that they will continue to give this very important subject their best attention.

Madras.	Punjab.
Bombay.	Central Provinces.
Bengal.	Oudh.
North Western Provinces.	Hyderabad.
	Mysore.

Ordered also, that a Copy be forwarded to the Home Department, for the purpose of being published in the Supplement to *the Gazette of India*, in continuation of the papers which appeared on the 19th May 1866.

Ordered further, that a copy of these observations be communicated to the Secretary, for the information of the British Indian Association of the North Western Provinces.

(Sd.) C. H. DICKENS, LIEUT.-COL., R. A.,
Secy. to the Govt. of India

WILLIAM M'CLEERY, C. E.,
Offg. Asst. Secy. to the Govt. of India.

5. The Boards of Directors of the several Railway Companies have been addressed by the Secretary of State, in view to their instructing their servants in India to give every attention to the proper sanitary condition of the Stations, and to the protection from ill-treatment by the subordinate Railway Officials of the Native passengers, and there is reason to conclude that some instalment of reform in all particulars has been already obtained by the public.

6. The Inspection Report of the East Indian Railway for the second quarter of 1866 has just been received, and confirms this view. It is reported that the discipline of Train and Station establishments is better; that there is a great improvement in the treatment of third class passengers; that better arrangements have been established at re-booking stations; that the doors of all third class carriages are opened at changing stations to enable passengers to descend for the purposes of nature; and that refreshments, affected by N atives, are sold on the platforms of most stations. It also appears that Vernacular Fare Tables are about to be posted up at all stations; that reserved accommodation for third class female passengers is proposed on this line; and that the experiment of Native auxiliary guards is to be made.

7. Much, however, remains to be done before it can be said that the paying portion of the passenger traffic, on Indian Railways, has had justice done to it. Perhaps the greatest wants at present are sheds or waiting-places, for Native travellers, with refreshment and water supplied by suitable persons. Appropriate accommodation for Native ladies of rank and *purdanasheens*, both in carriages and at stations, and retiring arrangements for native women as well as men.

8. Ill-treatment can only be completely checked by the vigilance of the higher officials at stations, and by persons coming forward to substantiate charges.

9. The suggestions of Mr. V. J. Sunkersett for the protection of passengers have been put forward for consideration, with the amendment of the Act relating to Railways, and will be forwarded to the Home Department for that purpose. They show

Public Works Department letter No. 1084 R, dated 20th October 1866, to the Government of Bengal.

Letter from Mr. V. J. Sunkersett, dated 22nd March 1866, to the Government of Bombay, proposing certain Regulations for the protection of passengers by Railway, and a Report by the Bombay Railway Authorities thereon.

OBSERVATIONS.—In August 1864, the Government of India issued a Circular, drawing attention to serious and patent defects in the administration of the Indian Railways, more especially in the accommodation and treatment of Native passengers, who form the great bulk of Railway travellers.

2. The Circular had more especial reference to the Railways in the Bengal Presidency, and the points indicated, as requiring particular and immediate attention, were, the prevention of over-crowding in carriages; the provision and proper maintenance of latrines and urinaries at Stations; suitable arrangements for supply of food for Natives wherever there are first class Refreshment Rooms; and the provision of Serais at places where the traffic calls for them. This last, it was pointed out, was a duty which would devolve on the Local District Officers.

3. A system of inspection of open Railways by Government Officers, was also suggested in the interest of the public, and has since been carried out with much advantage. More strict attention is now paid to the cleanliness of carriages, stations, waiting rooms, and necessaries; the due provision of lamps in the carriages and on the platforms at night; the prevention of the over-crowding of carriages; the character of the Refreshment Rooms; the punctual running of passenger trains, and, generally, to the proper treatment and welfare of the Native passengers.

4. Serais and Choultries or Dhurmsalas, with wells, are being provided by securing the co-operation of public spirited individuals, and from contributions from Local Funds, and, where these sources fail, grants-in-aid are made from Imperial Funds.

Government already existing at the different stations as Superintendents of Native passengers' interests within Railway premises.

ALLIGURH:
The 16th October 1866, } Your Excellency's Humble Petitioners shall ever pray.

The signatures of the residents of the several Districts in the North Western Provinces, who concur with the Association in the necessity of submitting this memorial to the Government, are herewith appended.

CIRCULAR No. 22 RAILWAY.

GOVERNMENT OF INDIA.

PUBLIC WORKS DEPARTMENT.

RAILWAY.

Simla October 29, 1866.

Railway Administration for convenience of Passengers.

Read again—

Public Works Department Circular No. 13 R of 27th August 1864.

Ditto ditto ditto No. 17 R of 1865.

Despatch from Secretary of State No. 5 of 1866, published in Supplement to *Gazette of India* of 19th March 1866.

Public Works Department Circular No. 6 of 2nd April 1866.

Read also—

Draft petition to His Excellency the Governor General prepared, and being circulated for signature by the British Indian Association of the North Western Provinces.

The petition itself, dated 16th, and received the 20th, October 1866.

Letter from Government of Bengal No. 2286 G, dated 1st October 1866, submitting the Inspection Report of the East Indian Railway for the second quarter of 1864.

during the entire journey. The lower classes hardly require any special provison to meet their case, as they are always visible to every one. But some special provision is very urgently required for *purdah nasheen* ladies. We would beg to suggest the following plan as one that would meet the case:—Each Train may have a special separate carriage, which should be divided into portions to contain 6 each. These portions should be partitioned off from each other by blank boarding. The windows should be such as to close easily from inside, and entirely screen the occupants. These compartments should be available only to those who pay for an *entire* one, *i. e.*, for 6 seats, and the price may be laid on at 6 times the one third class seat. We need hardly state that such carriages will scarcely ever be vacant, and will ultimately remunerate the Railway Company. And in connection with this subject we would urgently draw your Excellency's attention to the want that will be felt for a proper retiring room for such of the *purdah nasheen* ladies as have to wait for trains. These ladies are allowed now to mount carriages from their palanquins; but it is only as a favour and a rule might be advantageously made for it. The honor of our wives and families is very dear and sacred to us; and the advent of the Railway has cut off old modes of transit. We wish the Railway to be only brought to bear on the case of Native Ladies, and meet their wants. We are sure, if special provision is made for them, that the result will be, not only financially good, but morally beneficial.

7. As at present carried on the Railway is virtually a "close borough" with its own peculiar management, the miseries and inconveniences suffered from which equal often the horrors of the "middle passage." The more that the Government of the country will make the Railway to be as really free to every one, as are its own wide territories, the more will the Railway prove an overwhelming success.

8. To carry out these suggestions some of them made no less for Europeans than for Natives, and all of them consistent with, and what is required by the spirit of justice, fairness and honorable dealing,—to carry out all these there would perhaps be no plan so good as to appoint respectable Native officers of

honor (*hoormut*) from their European fellow passengers in the Second Class Carriages. This evil is of such magnitude that we would humbly beg the most serious attention to be given it. Native gentlemen of birth and respectability, in striving to avoid the crowd and pressure and company to be found in the Third Class Carriages, find themselves even worse off in a Second Class Seat. In a variety of ways attempts are incessantly made to degrade and insult the Native Second Class passengers. These attempts are chiefly made by a low class of Europeans who are either " on the tramp", or are permitted by the Railway Company, as being their servants, to travel free Second Class. Even English gentlemen, specially when with their ladies and families, have been inconvenienced by such people. We would beg to suggest that such low Europeans, who create such a bad impression on the minds of the Natives, not less inconvenience to their own more respectable portion, be placed in some carriage specially set apart for them, to be called by some special name as the " Railway" or "unreserved" carriage. This is only due to the respectable portion of the community both Europeans and Natives, and specially due to the ladies. It would obviate much of the evil complained of; while the guards should be warned to listen to and promptly redress all complaints of annoyance or ill-treatment, failure of which duty will subject them to a loss of their posts. The evil of which we complain is indeed so great that scores of Native gentlemen have been dishonored, and have determined rather to suffer all the inconveniences of the Third Class, or not travel at all, than enter second class carriages.

3rdly.—Last, but specially, we would beg to draw your Excellency's attention to the utter impossibility of Native Ladies of respectable birth and breeding taking advantage of the Railway as matters are at present carried on. The mode of alloting a separate carriage for females, as in the Punjab, does not meet the want we complain of. Respectable Native gentlemen will not tolerate a separation from their wives, nor will their wives themselves allow it, specially in such a public place as the Railway line, and so full often of incidents as a Railway journey. It is only lately that a man got in disguise into a carriage set apart for females on the Punjab line, and remained unapprehended

time and on the spot, many lives are lost, and the sufferings of others are unnecessarily prolonged. A medical gentleman in charge of a train would be the necessary complement of all the other reforms we have proposed. There might be either a special Railway Medical Service, or a branch told off from the subordinate officers of Government. The medical gentleman would be available with his instruments or his medicines for all classes alike of Europeans and Natives.

6.—Having submitted in the above paragraphs our paryers with regard to the remedynig of serious defects so far as they relate to our physical wellbeing and comfort, we should now beg to draw attention to some other evils, which may be deemed less in importance, but which owing to their being intimately connected with our peculiar national feelings and customes, are felt very seriously and grievously. And here,—

1*st.*—We would beg to draw your Excellency's attention to the unfailing bad treatment of Native passengers of all classes and grades, no distinctions being made. They have to suffer the the greatest insolence, impudence, hard language, contempt, and even sometimes ill usage, from the menials of the Railway Police and other officials. To check these excesses, the Government have already passed clear and distinct orders. But these orders have either failed to produce the desired effect, or been set aside. Indiscriminate abuse, and often on their superiors in the social scale is lavished freely, without let or stint, or a regard to its quality. Passengers have even been struck and otherwise treated with great indignity. Those like the intending Second Class Passengers are not allowed to get in even to the platform, but made to herd with the mass outside. This is a great grievance, and we pray your Excellency to remedy it. It is most desirable to bring respectable Native Ladies to travel by the Rail; but as long as such things as we have shown above continue, this very desirable consummation will be an impossibility.

2*ndly.*—In connection with the above subject of what may be termed Railway licenced or official outrages, we have to set forth the painful fact that the most respectable Hindoos and Mahommedans are liable to personal illtreatment and loss of

as that for the first named grievance, and may be connected with it if deemed expedient. One large room at one end of the sheds for the Hindoo and a small room at the other end for the Mahomedan portion of the travellers, specially devoted to supplying food of all sorts, cooked and otherwise, will be amply sufficient. These *restaurants* could be placed in the hands of Mahommedan and high caste Hindoo cooks, bakers and confectioners, who would supply the needful. There might even be a profit to the Railway Company if the right of these *restaurants* was farmed out to these cooks and confectioners. If these rooms cannot be joined on to the sheds, they might stand by themselves on the Platforms. They would have to be erected only at the principal Stations—the same, for instance, where there are English Hotels at present. The Madras Government has ordered the construction of pukka and substantial *Chuttrums* or Serais for Natives at different principal points of the Madras Railways, and the works were far advanced towards the close of last year when a Report was called for on the subject by Sir William Denison. In connection with this subject we would beg to point out that Hindoos of the better castes have either to drink water out of a receptacle handled by a *kahar* or what is generally used by all classes alike, or go without the refreshing element so requiste to life and comfort in an Indian climate and railway travelling. A small water room, say adjoining to the *restaurants*, kept by Brahmins would be a sufficient remedy. We would beg leave to suggest that the management of these Native Hotels or Serais or Shops be entrusted to the local Municipal Commissioners as the most proper persons to supervise them.

3rdly.—We would most earnestly pray for the appointment of a man of medical experience and surgical training to the charge of each Through Train. The cases in which the professional aid of such a man is required are numerous and always recurring, and while on the journey, or at a Station, there is no medical aid of any kind forthcoming. This is often very distressing—often ends very seriously. In a long journey many are often taken ill. Again, when there are collisions of two trains, for want of proper medical and surgical assistance at the

trains themselves arrive so very irregularly and behind the time, sometimes full six hours, and this specially happens in the North West, that even without any fault of the passengers, assuming them to be educated, which they are not, they are compelled to wait. Indeed this waiting seems to be an inseparable concomitant of Railways in a country like India, with such a generally ignorant population. But what does this waiting involve? There is no shelter from the fierce continuous rays of the burning sun. There is no shelter from the heavy and drenching showers of rain lasting for hours. There is no shelter from the hot winds and clouds of dust. There is no shelter from the cold cutting blast. In winter and in summer and in the rains, at all times alike, these masses of weak, illclad human beings are left exposed to all the inclemencies of the wind and weather, and suffer and contract diseases and die like brute beasts. Many a poor Natives' illness or death is traceable to sufferings at a Railway Station while waiting for the Train. There is no human being imbued with the feelings of compassion and mercy, but will pity these helpless sufferers, and sympathize with them. The remedy we propose will be, if not simple justice, an act of STATE CHARITY. It is simple and inexpensive, and can be carried out at once. It is the building of suitable sheds. It will be easy to estimate the space required. Large sheds will have to be erected at the several larger Stations, and for most of the rest, about nine tenths of the whole number, very small sheds will be sufficient. A large Board with a "notice" stating the use of the sheds in the Vernaculars will be necessary.

2ndly.—From the last subject we naturally pass to the consideration of the following—the want of proper *restaurants* for the same classes of people. The want of proper nourishment, specially in long journeys, is no less the fruitful source of disease and suffering than the want of porper shelter and accommodation. Life indeed is often sustained during the Railway journeys under great difficulties by the Hindoos and Mahomedans. To speak of it in the mildest terms, it is an enforced starvation to thousands, when numerous other circumstances combine to worry and even reduce their not overstrong physical capability and constitution. But the remedy for it is as simple and inexpensive

contained in the "Gazette of India" of the 19th May 1866. This shows most clearly that in such a momentous matter as involves daily, as we have stated above, the health, comfort, and even life of tens of thousands of the very poor, ignorant, and quite helpless, the Government is more ready to hear than we are to pray and is even beforehand with us in its care and solicitude for our welfare.

4.—And now that the lines are increasing to mammoth proportions it is only necessary that evils which are now so seriously felt should be promptly corrected, as else the work of reform at a future time will be a task so great that either it will be hopeless, or the refrom will be long in being carried out, or be put off indefinitely. Meanwhile, the entire number of the poor passengers will be groaning and suffering from what cannot but be termed a dire evil and slavery. An attentian to the prayers we have to urge on behalf of ourselves and the poorer masses of our fellow-countrymen, will rank your Excellency's name among the chiefest benefactors of the land, and will cause it to be held in grateful and lasting remembrance.

5.—The following are the principal points to which we would draw your Excellency's attention.

1*st.* The want of shelter and accommodation at the different stations for Third Class Passengers. These passengers consist of the poor, the ignorant, and the helpless. Many among them are weak and feeble, some sick and old, many women and children. These have always to wait in crowds of hundreds, for several hours at a time, in an open and unsheltered plain, to purchase their tickets. The few rich and wealthy have waiting rooms or the sheltered platform to accommodate them; but these masses of the poor, weak, sick, infirm and feeble have absolutely no shelter at all. It cannot be expected from them that they should come in only at the proper time. Most of them have an indefinite idea of time, knowing little beyond *pruhurs* of three hours each. A large number, too, come in from surrounding villages and rural districts where no time is kept. Besides, the Time Table of the Railway Company constitutes a study by itself. Still more, over and above and beyond all, the

To His Excellency the Viceroy and Governor General of India in Council.

The Humble Petition of the British Indian Association, N. W. Provinces.

May it please your Excellency.

We the undersigned would approach your Excellency on the subjects of this humble petition with the liveliest appreciation of the numerous material and moral benefits conferred on the country by the introduction and progress of Railways, and the deepest gratitude to those great and good men to whom we are indebted for it; and we are sure that the subjects so intimately connected with Railways in Bengal and the North Western Provinces to which we would beg at present to draw your Excellency's attention will, from your known humanity, care and regard for the poor, and good will and feelings towards the Native portion of Her Gracious Majesty's Indian subjects, meet with the most earnest, favorable and prompt consideration at your Excellency's hands.

2.—Your Excellency is aware that Railway travelling in regard to Natives has for a long time been full of the most bitter and serious grievances. That they are not inherent to Indian Railways is evident from the fact that remedies can be proposed for them. Some of them have been removed, others ameliorated, and others again are in process of amendment. Besides, it is remarkable that many of these grievances are not found in smaller lines like those of Madras and the Punjab.

3.—It will be admitted that in a matter involving daily the health, comfort, and even life of tens of thousands, especially of the very poor, the very ignorant, and the very helpless, these grievances should be promptly and efficiently remedied. And here, we would beg to express our liveliest thanks for the prompt attention the Government have ever bestowed on the subject of the better management of the Railways whenever it has been brought forward. As an instance we would adduce the recent urgent orders

No. 3.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION, N. W. P.

A Petition to the British Government praying for certain reforms in the Railway arrangements for the convenience of Native Passengers, with the Governments Circular received in reply thereto.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMED'S PRIVATE PRESS.

1867.

No. 3.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

A Petition to the British Government praying for certain reforms in the Railway arrangements for the convenience of Native Passengers, with the Governments Circular received in reply thereto.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

نمبر ۲

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت زمینداران علیگڈہ موسومہ گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

در باب تقرر کمیٹی سررشتہ تعلیم

مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ع

معہ

دو رزولیوشن گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

جو اسکے جواب میں صادر ہوئے

مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۶۷ع نمبر ۱۰۴۳

اور مورخہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۸۶۶ع نمبر ۲۳۲۸

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبران کے مشتہر کیا

علیگڈہ

مطبوعہ انسٹیٹیوٹ پریس

سنہ ۱۸۶۹ع

نمبر ۲

برٹش انڈین ایسوسی‌ایشن اضلاع شمال و مغرب

عرضداشت زمینداران علیگڈھ موسومہ گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

دربابِ تقرر کمیٹی سررشتۂ تعلیم

مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۸۶۶ع

معہ

دو رزولیوشن گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب
جو اُسکے جواب میں صادر ہوئے

مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۶۷ع نمبر ۱۰۳۳
اور مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۶۶ع نمبر ۲۳۲۸

ایسوسی ایشن مذکورہ بالا نے واسطے اطلاع ممبران کے مشتہر کیا

علیگڈھ

سید احمد سکرٹری کے پریوٹ پریس میں چھاپا گیا
سنہ ۱۸۶۷ع

عرضداشت

زمینداران علیگڈھ بنام جناب جارج لارنس صاحب بہادر صاحب کلکٹر ضلع علیگڈھ در باب تہذیب سررشتہ تعلیم

جبکہ بندوبست قانون نہم سنہ ۱۸۳۳ ع ان اضلاع میں ختم ہو چکا اور ہر ایک زمیندار پر جمع سرکاري مقرر ہوچکي اُسکے بعد گورنمنٹ نے تعلیم پر توجہہ کي اور یہہ بات چاهي کہ جمع مالگذاري پر ایک روپیہ سینکڑا واسطے خرچ تعلیم کے زمیندار اور دیں چنانچہ ہم سب نے قبول کیا *

بہ نسبت اُن زمینداروں کے جو بالکل جاهل تھے اُن زمینداروں کو جو علم کي قدر جانتے تھے اور اهل خاندان اور شریف تھے کسي قدر زیادہ تامل تھا اسکا سبب یہہ نہ تھا کہ وہ تعلیم میں مدد دینے سے کنارہ کش اور اپنے روپیہ کو اُس سے بچایا چاهتے تھے بلکہ یہہ سبب تھا کہ وہ یقین سمجھتے تھے کہ اُس انتظام تعلیم سے جو گورنمنٹ کي مد نظر تھا اور جسطرح پر کہ اب هي ملک کو کچھہ فائدہ متصور نہیں هي *

جن جاهل زمینداروں نے اس رقم کے قبول کرنے میں زیادہ تامل نہیں کیا وہ کچھہ دوست تعلیم کے نہ تھے بلکہ اُنہوں نے اپني ناداني اور غلطي سے یہہ سمجھا تھا کہ گورنمنٹ اس بہانے سے اپنا خزانہ بڑھانا چاهتي هی لاچار دینا چاهیئے *

بہر حال اس انتظام پر ایک مدت گذر گئي اور ہم اسبات پر بحث نہیں کرتے کہ اس سے کچھہ فائدہ مترتب ہوا یا نہیں ہوا هي بلکہ جو ہماري درخواست هي اُسکو ہم پیش کرنا چاهتے ہیں *

روپیہ واسطے تعلیم کے رعایا سے تحصیل کیا جاتا ہی پھر کسیطرح انصاف مقتضی نہیں کہ اسکے انتظام میں اور اسکے خرچ میں ہمکو بالکل دخل نہو اور ہم سے کچھہ بھي صلاح و مشورہ نہ پوچھا جاوے باوجودیکہ وہ روپیہ ہمسے لیا جاتا ہی مگر ہم نہیں جانتے کہ کس خرچ میں اور کہاں کہاں خرچ ہوتا ہی *

ہماري درخواست یہہ ہی کہ جو روپیہ بحساب ایک روپیہ سینکڑا مالگذاري پر لیا جاتا ہی اور جسقدر روپیہ کو گورنمنت اپنے خزانہ سے واسطے تعلیم کے ہر ایک ضلع میں بالفعل دیتي ہی یا آیندہ دیوے وہ سب ایک رقم تعلیم کي قرار پاوے اور جس ضلع کا وہ روپیہ ہو اُسي ضلع میں خرچ ہو دوسرے ضلع میں نہ خرچ کیا جاوے *

تعلیم کے انتظام اور نگراني اور روپیہ خرچ کرنے کے لیئے بہ تحت صاحب کلکٹر ضلع اور صاحب کمشنر قسمت اور بشرکت عہدہداران سررشتہ تعلیم اور بشمول رئیسان و زمینداران ضلع ایک کمیتي قایم ہو اور تمام انتظام سررشتہ تعلیم اور خرچ روپیہ کا اُس کمیتي کو سپرد ہو *

وہ کمیتي اپنا ایک بائي لا بناوے اور ہر مکتب اور مدرسہ کے لیئے جو صدر ضلع اور تحصیل و دیہات میں قایم ہیں یا آیندہ قایم ہوں سالانہ خرچ تجویز کرے اور جس جس جگہہ مدرسہ یا مکتب بنا ہو اُسکے لیئے روپیہ علحدہ کرے اور وہ تمام تجویزیں حسب ضابطہ گورنمنت میں پیش ہوں اور بعد منظوري گورنمنت کے اُسکے مطابق عمل در آمد ہو *

اس تجویز سے بے انتہا فوائد اور حد سے زیادہ ترقي تعلیم کي متصور ہی جسمیں سے فوائد حسب تفصیل ذیل مندرج ہوتے ہیں *

اول تمام رعایا بخوبي واقف ہوگي کہ جو روپیہ اُسسے واسطے تعلیم کے لیا جاتا ہی وہ اُنہیں کي معرفت معہ اُس روپیہ کے جو گورنمنت اپنے خزانہ سے عطا فرماتي ہی تعلیم میں صرف ہوتا ہی *

دويم جبكه هندوستاني اس سررشته كے كار كن هونگے تو جو بےاصل شبهات لوگوں كو سررشته تعليم پر هوئے جو گورنمنٹ پر مخفي نهيں هيں سب كے سب يك لخت موقوف هوجاوينگے *

سويم جبكه رئيس اور شريف اور لايق زميندار اس كميٹي ميں شريك هونگے تو خود آنكو علم سے زيادہ شوق اور لگاؤ پيدا هوگا اور سب ملكر ترقي تعليم ميں ساعي و سرگرم هونگے *

چهارم جبكه هندوستاني اس كميٹي ميں شريك هونگے تو أنكو تمام نقصانوں پر جو در حقيقت هوں يا جنكو أنهوں نے غلطي سے نقص سمجها هى آپسميں بحث و گفتگو كرنيكا موقع مليگا اور بعد رد و كد سب امور يكسو هو جاوينگے *

پنجم إن لوگوں كے شريك هونے سے اور تمام جزئيات و كليات پر واقف هونے سے بلاشبهه يهه نتيجه هوگا كه شريف خاندانوں كے لڑكے به نسبت حال كے زيادہ تر مدرسوں اور كالجوں ميں داخل هونگے جو ايك امر نهايت مفيد گورنمنٹ كے هوگا *

ممكن هى كه گورنمنٹ كو اسبات پر شبهه هو كه يهه تجويز اگر جاري كيجاوے تو وہ فوائد أس سے حاصل هونگے جو مذكور هوئے يا نهيں علاوہ إسكے دفعتاً تبديل كرنا سررشته تعليم كا بهي مناسب نهوگا مگر هم لوگ يهه عوض كرتے هيں كه ايك ضلع ميں بطور امتحان كے اس تجويز كو منظور كيا جاوے اور ديكها جاوے كه به نسبت حال كے اس تجويز سے زيادہ فائدہ اور زيادہ ترقي تعليم كي هوتي هى يا نهيں *

ايك روپيه سيكڑا مالگذاري پر جو تعليم كے ليئے زميندارون سے ليا جاتا هى اور جسكے سبب همكو حق حاصل هوا هى كه همكو أسكے انتظام ميں مداخلت ديجاوے وہ روپيه آپكي معرفت تحصيل هوتا هى اور إسليئے همارا حق هى كه هم آپ سے ان مطالب پر درخواست كريں پس يهه عرضي هم آپكي خدمت ميں گذرانتے هيں اس اميد سے كه بذريعه

اپني رپورٹ کے اور بذریعہ صاحب کمشنر بہادر قسمت کے واسطے منظوري اور صدور حکم کے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے حضور میں بھیجدي جاوے *

اور هماري یهہ التماس هی کہ جو احکام گورنمنٹ اِس عرضي پر صادر فرماوے اُن کي اطلاع سکرتر سین تیفک سوسئیٹي کو کیجاوے *

الهي آفتاب دولت و اقبال کا چمکتا رهی

معروضہ ۱۰ مئي سنہ ۱۸۶۶ع

نمبر ۱۰۴۳ (الف)

مقام الہ آباد — ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۶۷ ع

رزولیوشن

رزولیوشن مرقومہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر صیغہ هذا نمبر ۲۳۲۸ (الف) مورخہ ۱۴ جولائي گذشتہ ملاحظہ هوا *

تحریر نمبر ۹۳ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ ع معہ کاغذ ملفوفہ مرسلہ صاحب کمشنر قسمت میرٹھہ ملاحظہ میں گذري *

چٹھي نمبر ۱۷۲۴ مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۶۷ ع مرسلہ صاحب ڈائرکٹر پبلک انسترکشن ممالک مغربي و شمالي پڑھي گئي *

تمہیدات — جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر رزولیوشن مرقومہ ۱۴ جولائي سنہ گذشتہ میں اپني یهہ راے تحریر فرما چکے هیں کہ امور تعلیم و تربیت میں رؤساے موقع کے اتفاق اور شمول سے اس نہج پر استفادہ کرنا مناسب هی کہ وہ مدارس سرکاري کے انتظام مختص المقام اور نگراني میں شریک کیئے جائیں اور بنظر اُس تحریر کے جو بالفعل

صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن سے موصول ہوئی جناب ممدوح رزولیوشن مندرجہ ذیل مرقوم فرماتے ہیں *

سررشتہ تعلیم کی لوکل کمیٹیاں جن میں اشخاص عمائد سرکاری و غیر سرکاری داخل ہوں ممالک ہذا کے ہر ضلع میں بایں غرض مقرر کیجائیں کہ اُس ضلع کے سرکاری مکاتب پر منصب نگرانی کا تحت اہتمام صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹر کشن رکھیں اور بالعموم ترقی تعلیم و تربیت میں شریک سعی ہوں *

اُمید ہی کہ کمیٹی اوّل درجہ مہینے میں ایک مرتبہ اجلاس کیا کرے اور بابت کیفیت تعلیم و تربیت اور حال مکاتب ضلع کے ہر سال یکم مارچ کو یا اُس سے پہلے سالانہ رپورٹ صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹر کشن کو بھیجے *

لوکل کمیٹیاں سررشتہ تعلیم کے عہدہداروں کے نام بلا وساطت کوئی حکم صادر اور اُس طور پر کسی نہج کی مداخلت نکرینگی اور جو امر کہ وہ وقوع میں لایا چاہیں معرفت صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن کے یا بذریعہ صاحب موصوف گورنمنٹ کی اطلاع سے ہوا کرے *

جملہ اسکول ماسٹر اور بالعموم سررشتہ تعلیم کے عہدہ داروں کو لازم ہی کہ اُمور متعلقہ سررشتہ تعلیم کی بابت لوکل کمیٹیوں کو ہر وقت درخواست اُنکے سیکرٹری کے اپنے حتی المقدور تمام اطلاع فوراً دیتے رہیں *

ضلع کا صاحب جج اور مجسٹریٹ اور جائینٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور سول سرجن
یا ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر یعنی جیسی کہ صورت ہو
اور صدرالصدور اور منصف اور تحصیلدار اور ڈپٹی انسپکٹر مکاتب ایکس اوفیشیو میمبر ضلع کی کمیٹی سررشتہ تعلیم کے ہوا کرینگے *

صاحب جج یا در صورت اُسکی عدم موجودگی کے صاحب کلکٹر اور مجسٹریٹ میر مجلس کمیٹی کا ہوگا اور وہ کمیٹی نائب میرمجلس

اور جائینٹ سیکرٹري کو خود تجویز کریگي اور قواعد واسطے اجراے کار کے بضبط تحریر لائیگي اور ضلع کے انگریزي اسکول کا هیڈ ماسٹر (جہاں که هو) کمیٹي کا ایکس افیشیو میمبر اور جائینٹ سیکرٹري هوگا *

قسمت کے صاحب کمشنر اور صاحب انسپیکٹر مکاتب اپنے حلقه کي کمیٹیوں کے ایکس افیشیو میمبر هوا کرینگے *

عہده داران موسومه بالا اور میمبر سین ٹیفک سوسئیٹي کے ضلع علیگڈه کي کمیٹي سررشته تعلیم کے میمبر مقرر هوئے اور سوسئیٹي مذکور کا سیکرٹري اور علیگڈه کے انگریزي اسکول کا هیڈ ماسٹر جائینٹ سیکرٹري قرار دیئے گئے واضح رهے که اختیار لوکل کمیٹیوں کا کسي حال میں مکاتب نسواں پر محیط نه هوگا *

کمیٹیوں کے میمبروں کے تقرر کے لیئے صاحب کلکٹر اور مجسٹریٹ کي معرفت گورنمنٹ کي منظوري حاصل کرني هوگي *

سررشته تعلیم کي کمیٹیاں بشمول ایکس افیشیو ممبران متذکره بالا کے تمام ضلعوں میں مقرر کي گئي هیں اور اُنکو ایماء کیا گیا هی که بلاتوقف اجلاس کرکے اشخاص عمائد کي فہرست جو اُنکي تجویز میں لائق اور ضلع کي کمیٹي کے میمبروں میں داخل هونا چاهتے هوں میمبر کمیٹي مقرر کیئے جانے کے لیئے ارسال کریں *

نمبر ۲۳۲۸ (الف)

مقام نیني تال — ۱۴ جولائی ۱۸۹۹ ع

رزولیوشن

ایک درخواست چند زمینداران ضلع علیگڈه کي جس میں وه کچهه اعتراضات نسبت طریقه تربیت و تعلیم اور انتظام زر متعلقه سررشته تعلیم کے پیش کرکے تجاویز در باب اُسکي اصلاح کے گذارش کرتے هیں معه چٹهي صاحب کمشنر میرٹهه نمبري ۲۵۰۷ مورخه ۳ جون کے جو موصول هوئي تهي ملاحظه میں آئي *

تمہیدات — جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے اس درخواست پر کہ وہ مظہر مافي‌الضمیر چند عمائد زمینداران ضلع علیگڈہ کي درباب طریقہ مورجہ تعلیم و تربیت مردمان ممالک هذا کے هی جیسا کہ چاهیئے غور فرمائي *

دفعہ ۲ مدت سے جناب نواب ممدوح کے منقوش خاطر هی کہ واسطے احسن انتظام ملک اور بہبود رعایا کے کتني هي کوششیں دلي عمل میں آویں تا وقتیکہ دلجمعي اور اعانت خود رعایا کي حاصل نہو حصول بہبود کے لیئے کسي طرح کي تاثیر مستحکم پیدا کرنے میں مفید نہونگي یا في‌الواقع بجز اسکے کہ نتیجہ ظاهري اور ناپائدار پیدا هو اور کچھہ حاصل نہوگا اور نواب ممدوح کي خواهش باطني اور مقصود یہي رها هی کہ امورات کے انتظام عام میں اس ملک کے عمائد رؤسا کا اتفاق اور شمول حاصل کیا جاے پس جن تدابیر جائز سے کہ حصول اس مقصود کا متصور هو اُنکي منظوري اور تائید نواب ممدوح بہت خوشی سے فرمائینگے *

دفعہ ۳ لہذا جو خواهش منجانب زمینداران زیادہ سرگرمي کے ساتھہ اُس داب و اختیار کے عمل میں لانے میں جو مخصوص اُنکے واسطے هی وقوع میں آئي نواب ممدوح اُسکي نسبت اظہار اپني خوشنودي کا فرماتے هیں لیکن سائلان نے اپني درخواست میں جس استحقاق کي نسبت زیادہ اصرار کیا هی اور جسکو کہ سرکار حد معین تک اور بوجوہ خاص خوشي سے منظور کرتي هی اُسکي نسبت ایک غلط فہمي کي اصلاح بھي ضروري هی *

دفعہ ۴ یہہ اعتراض پیش کیا گیا هی کہ جو لوگ اخراجات سررشتہ تعلیم کے ادا کرتے هیں وہ اُسکے انتظام میں کچھہ مداخلت نہیں رکھتے یا زر متعلقہ سررشتہ تعلیم کے خرچ میں اُنکا کچھہ اهتمام نہیں هی لیکن یہي دلیل ظاهرا بالعموم انتظام ملک اور مالگذاري اراضي اور دیگر

محصولات کے صرف کي نسبت بهي پيش هوسکتي هی اور اسکا صرف
يهي ايک جواب هی که رعايا کو قبل ازانکه اُمور رياست کے انتظام ميں
صراحتاً کسي نهج کي مداخلت هوسکے ايسے حقوق اور ذمهداريوں کے
حصول کي لياقت ثابت کرني لازم هی چنانچه اسي مقصود کے پيش
رفت کے ليئے تدابير تعليم کي اُنکے اختيار ميں سونپي جاتي هيں *

دفعه ۵ نسبت اُس تعداد زر کے جو في‌الواقع زميندار تعليم کے
واسطے ديتے هيں يهه بات سچ هی که وه اپنا حصه ايک روپيه سيکڑه
علاوه اور زائد اصل مالگذاري مشخصه سے ديتے هيں ليکن يهه نهيں بيان
کيا گيا هی که اُنسے زائد از حد مناسب ليا جاتا هی سو ايک دو سال
ميں يهه بندوبست بهي ختم هو جائيگا اور نيا بندوبست رعايتي جو
سرکار سے منظور هوچکا هی عمل ميں لايا جائيگا جسکي روسے ايک رقم
مجموعي صرف ۵ سيکڑه کي اراضي کي آمد خالص ميں سے سرکار
ليا کريگي اور اُس ميں تمام ابواب مختص‌المقام داخل هونگے اور باقي
۱۲ سيکڑه زميندار کا حق هوگا که اس نهج پر واقع ميں تمام ابواب
مختص‌المقام آينده زميندار کو نه دينے پڑينگے بلکه اس حصه مالگذاري
ميں سے مودي هوا کرينگے جو هميشه سے حق مسلم سرکار کارها هی لهذا
اس بناء پر کوئي استحقاق مداخلت يا اِنتظام رقوم مخصوصه کا منجانب
زميندار کسي قدر بهي قائم نهيں هوسکتا هی *

دفعه ۶ نيز واضح هو که اکثر حالات ميں وه رقوم مخصوصه جو
بلفظ لوکل فنڈ موسوم هيں اِس لفظ سے تعبير اُنکي بايں وجهه نهيں هی
که جن مقامات سے که وه حاصل هوتي هيں وهيں کے اهتمام کے ليئے کوئي
اِستحقاق خاص هو بلکه تقسيم ميں هدايت هونے کي نظر سے هی اور
نيز اِس غرض سے که اهتمام آنکا بجاے امپيريل گورنمنت کے لوکل گورنمنت
کو مفوض هی *

دفعه ۷ سائلان نے يهه امر بهي پيش کيا هی که روپيه سيکڑه جو

هر ضلع میں لیا جاتا ہی خاص اُسي ضلع کے فائدہ میں صرف کیا جاے
اور اِسي قاعدہ پر سرکار اُس رقم کے صرف میں بالعموم عمل کرے لیکن
پوشیدہ نہ رہے کہ یہہ رسوم واسطے اِفادہ عامہ خلائق کے مقرر کي گئي ہی
اگر رقوم هر ضلع کي بالانحصار اُسي ضلع کے واسطے مخصوص کي جائیں
تو خلاف اُس مقصود کے هوگا علاوہ بریں اگر جدي جدي لوکل کمیٹیوں
کو اِهتمام خرچ اور اِنتظام کا جداگانہ مفوض کیا جاے تو جتنے کہ ضلع
ہیں غالباً اُتنے هي طریقے مختلفہ تعلیم و تربیت اور اِنتظام کے پیدا هونگے
اور یہہ ظاهرا نہایت قابل اِعتراض اور موجب دقت هوگا *

دفعہ ۸ معہذا یہہ امر تسلیم هونا چاهیئے کہ سررشتہ تعلیم کا ضلع
کے عماید ورؤساء سے زائد از اندازہ علحدہ رهنا بھي ایک سقم عظیم طریقہ
مروجہ حال میں هی اور یہہ امر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کي
راے کے بالکل مطابق هی کہ ضلع کے عہدہداروں اور هندوستاني زمینداروں
اور بالعموم رئیسوں کو کسي قدر مکاتب کے اِنتظام مختص‌المقام میں دخل
دیا جاے تاکہ اُن مکاتب کي بہتري میں اُنکو زیادہ تر توجہہ خاص
هو اور جناب ممدوح کو شک نہیں هی کہ سررشتہ تعلیم کے عہدہداران
بالا تر اُنکي مدد کو مغتنم سمجھینگے مگر لوکل کمیٹیوں کو کسي نہج کا
اختیار خاص فائدہ کے ساتھہ صرف اس غرض سے مفوض هوسکتا هی کہ
اِنتظام اندروني اور معلموں کے طریقہ اور اسي نہج کے دیگر مراتب کي
نگراني اور خبرگیري هوسکے اور جو سالانہ رپورٹ کے کہ متضمن اپني راے
کے مکتبوں کے حال کي بابت اور بالعموم نسبت اُمور متعلقہ سررشتہ
تعلیم کے اور نیز متضمن اُن تجاویز کے جو بنظر اصلاح اُنکے نزدیک مناسب
متصور هوں لوکل کمیٹیاں بھیجینگي اُنکي اِس اعانت سے گورنمنٹ
ممنون هوگي *

دفعہ ۹ اِس امر میں شک هی کہ تمام ضلعوں میں وہ سامان
جس سے کہ یہہ کمیٹیاں فائدہ کے ساتھہ ترتیب دیجائیں موجود هی یا

نهیں لیکن جناب نواب لفتننت گورنر بہادر کي راے میں مناسب هی که إمتحان چند مقدمات ملتخب مثلاً علیگڈه اور إتاوه اور بریلي میں کیا جاے اور بر طبق إسکے صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن کو قلمي هو که صاحب کمشنر قسمت میرتهه سے مراسلت کرکے اور علیگڈه میں مطابق مراتب مرقومه بالا کے سررشته تعلیم کي لوکل کمیتي کے موضوع کرنے کے لیئے قواعد ترتیب دیکر گورنمنت میں بهیجے اور اُن قواعد کو دیگر اضلاع سے متعلق کرنے کے لیئے آینده تجویز کي جائیگي *

حکم — حکم هوا که نقل اس رزولیوشن کي صاحب ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربي و شمالي کے پاس اس ایماد سے مرسل هو که اُسکي دفعه اخیر کي هدایات مندرجه کي تعمیل کرے *

نیز حکم هوا که ایک نقل رزولیوشن مذکور کي صاحب کمشنر قسمت میرتهه کے پاس بلحاظ اُسکي چتهي نمبري ۲۵ مورخه ۴ ماه گذشته کے اطلاعاً اور سائلان کے پاس بهیجنے کے لیئے مرسل هو *

The Judge, or in his absence, the Collector and Magistrate, shall be President of the Committee, which will elect its own Vice-President and a Joint Secretary, and lay down rules for the conduct of business. The Head Master of the District English School (where there is one) will be *ex-officio* Member and Joint Secretary to the Committee.

The Commissioner of the Division and Inspector of Schools will be *ex-officio* Members of the Committees within their Circles.

The above-named officers and the Members of the Scientific Institute are appointed Members of the District Educational Committee in the Allygurh District, and the Secretary to the Institute and the Head Master of the Allygurh English School are appointed Joint Secretaries. It must be understood that the jurisdiction of Local Committees shall in no case extend to female schools.

Nominations of Members of Committees must be submitted for sanction of Government through the Collector and Magistrate.

Educational Committees, composed of the above-named *ex-officio* Members, are appointed in all districts and are requested to meet without delay, and to submit a selected list of influential gentlemen whom they would recommend, and who are willing to act, as Members of the District Committee, in view to their appointment as such.

OBSERVATIONS.—The Hon'ble the Lieutenant Governor has already, in Resolution dated the 14th July last, expressed his views upon the subject of the desirability of enlisting the sympathies and obtaining the co-operation of the resident gentry in the cause of education, by giving them a share in the local management and supervision of Government schools; and with reference to the communication now received from the Director of Public Instruction, His Honor is pleased to record the following Resolution.

Local Educational Committees, composed of influential members of the community, both official and non-official, will at once be formed in every district in these Provinces, for the purpose of exercising supervisory functions over the Government schools in the district, under the control of the Director of Public Instruction, and co-operating generally in the promotion of education.

The Committee will be expected to meet at least once a month, and to submit to the Director of Public Instruction an annual report on the state of education and the condition of the schools in the district on or before the 1st March of each year.

Local Committees will issue no direct orders to, nor in any way directly interfere with, the officers of the Educational Department: any action they may desire to take must be through the Director of Public Instruction, or by representation through him to the Government.

All Schoolmasters and officers generally of the Department will at once supply all information in their power on educational subjects to the Local Committees, on the requisition of the Secretary.

The Judge, Magistrate,* Joint Magistrate, Assistant Magistrate, and Civil Surgeon, the Principal Sudder Ameen and Moonsiffs, the Tehseeldars of the district and the Deputy Inspector of Schools, shall be *ex-officio* Members of the District Educational Committees.

* Or Deputy Commissioner and Assistant Commissioner, as the case may be.

Local Committees could advantageously be invested with any direct authority, although the Government would thankfully acknowledge their aid in the submission of Annual Reports of their opinion of the condition of the schools, of their views generally on the subject of education, and of the suggestions that occur to them, of improvements which they might desire to recommend.

9.—Whether all Districts are possessed of the materials from which such committees could beneficially be formed may perhaps admit of doubt, but the Lieutenant-Governor is of opinion that the experiment may well be tried in selected localities, such as Allygurh, Etawah, and Bareilly, and the Director of Public Instruction will accordingly be requested to submit, in communication with the Commissioner of the Meerut Division, a scheme for the institution of a Local Educational Committee at Allygurh in accordance with the views above expressed, the extension of which to other Districts will form the subject of future consideration.

No. 2329, A.

Order.—Ordered that a copy of this Resolution be forwarded to the Director of Public Instruction, North Western Provinces, with a request that he will carry out the instructions contained in the last paragraph thereof.

No. 2330, A.

Ordered also that a copy of the Resolution be forwarded to the Commissioner of the Meerut Division, for information, with reference to his letter No. 25, dated the 4th ultimo, and for communication to the petitioners.

No. 1043, A.

Allahabad, 30th March 1867.

Read former Resolution, General Department, No. 2328 A., dated 14th July 1866.

Read letter No. 63, dated 10th December 1866, with its enclosure, from the Commissioner of Meerut Division.

Read letter No. 1724, dated the 8th March 1867, from the Director of Public Instruction, North Western Provinces.

land are taken by the State which includes all local cesses, and the remaining 45 per cent. are conceded to the Zemindar, so that in fact the whole of the local cesses will in future be defrayed not by the landowner, but out of the share of the rent which has always been the admitted right of the State. Upon this ground therefore no claim to any control or management of the funds on the part of the Zemindar could for a moment be sustained.

It may also be observed that in many instances funds which are termed "Local" are so called not on account of any special title to control them by the localities in which they are raised, but as a guide in their distribution, and because the control has been entrusted to the Local instead of the Imperial Government.

7.—The petitioners have urged that the one per cent. cess raised in each District should be applied exclusively for the benefit of that District, and this is the principle by which the Government would be guided generally in the expenditure of the fund, but the cess is imposed for the benefit of the community at large, and rigidly to localise the funds of each District would counteract that object, while to give separate control over the expenditure and management to separate local Committees would very possibly produce as many varying schemes of education and management as there are Districts, which would obviously be very objectionable and inconvenient.

8.—At the same time it must be admitted that the comparative isolation of the Education Department from the influential residents of a District, is a serious defect in the present system, and it would entirely consist with the views of the Lieutenant-Governor, to give the District Officers and the Native landowners and aristocracy generally some voice in the Local management of schools, so that they might take a more immediate interest in the well-being of these institutions, and His Honor has no doubt that their aid would be welcomed by the superior officers of the Education Department. It could however only be for purposes of inspection and check upon the internal management, the conduct of the masters and such like matters that

welfare of its inhabitants must fail to exercise any permanent influence for good, or have indeed any but the most superficial and transient effect until the confidence and aid of the people themselves have been secured, and it has been his anxious desire and aim to enlist the sympathies and to obtain the co-operation of the resident gentry in this country, in the general administration of affairs. Every legitimate means therefore by which this object may be promoted will ever have his cordial concurrence and support.

3.—It is with pleasure therefore that he hails any movement among the landed gentry towards a more active exercise of the influence which properly belongs to them, but at the same time, it is necessary to correct a misapprehension on which considerable stress is laid in the petition of the memorialists as to their right to claim that which within certain limits and upon other grounds, the Government is very willing to concede to them.

4.—It is urged as a hardship that those who pay for the expenses of education should not be permitted to take any part in the management of the system, or exercise any control over the disbursement of the funds, but the same argument might obviously be used in respect of the government of the country generally, and the application of the land revenue and other taxes. To this there is but one reply, the people must prove their qualification to exercise such rights and responsibilities before they can be admitted to any share in the direct control of the administration of the State, and it is in furtherance of this object that the means of education are placed at their disposal.

5.—As respects the amount actually contributed by the Landholders towards education, it may be true that they have paid tneir quota in the *one per cent.* cess over and above the original sum assessed as Land Revenue, but it is not alleged that they have been overtaxed, and in another year or two this arrangement will come to an end and a new one will be made on the liberal terms now sanctioned by Government, by which a consolidated sum of only 55 per cent. of the net assets of the

lished system your Petitioners would therefore earnestly solicit that the scheme proposed should first be introduced as a tentative measure into a single District with a view to ascertain whether it is really more conducive to the progress of education and public good than the existing one or otherwise.—

As the one rupee per cent which your Petitioners pay for Educational purposes and in virtue of which payment they consider themselves entitled to a voice in its administration is collected and realized by you it is but natural that any thing they may have to urge respecting this matter should be communicated to you and accordingly they beg to submit this Petition to you in the hope that you will be kind enough to forward it with your remarks thereon to the Commissioner for the ultimate consideration of Government.

That your Petitioners beg that you will communicate to the Secretary of the Scientific Society any orders that Government may be pleased to pass on this Petition.—

And your Petitioners will, as in duty bound, ever pray.—

Resolution, General Department, No. 2328, A. of 1866, dated Nynee Tal, the 14th July 1866.

Read a Petition received with the Commissioner of Meerut's letter No. 2507, dated 4th June, from certain Landholders in the District of Allygurh, in which they urge certain objections to the present system of education and of managing the educational funds, and suggest measures for its improvement.

Observations.—The Lieutenant-Governor has given this petition the consideration which it merits as an expression of the feelings of some of the influential Landholders in the District of Allygurh, in regard to the existing system of education in these Provinces.

2.—His Honor has long been convinced that the most earnest efforts for the good government of the country and for the

In the first place it will tend to convince the people of the benevolent intentions of the Government, for as much as they will see that the funds provided for the purpose by the joint contributions of the Government and themselves are really laid out through themselves for the purposes of education alone.—

2ndly. That the admission of the Natives to the executive management will make them conversant with the details of the system and tend to show to their satisfaction what are the real motives the Government have in view in educating the people, and having this knowledge they will then reject all those unfounded prejudices and suspicions, the existence of which is not unknown to Government.

3rdly. That by taking an actual part in the administration of education, the higher classes residing in the District will become warmly interested in the pursuit of knowledge and heartily co-operate together in diffusing its benefits far and wide.—

4thly. That their access to the management of the system will give the Natives a desirable opportunity of discussing the disadvantages which really exist in it at present or which they think to exist and of suggesting improvements.—

5thly. That by a participation in the management of the affairs of the Educational Department the Natives will necessarily become better acquainted with the liberal views and intentions of Government and this must eventually bring about the much to be desired result of filling our schools and colleges with a much greater number of children of respectable families than are found in them at present—a result that is most important and must prove beneficent to the Government as well as the public.

As it is possible that the Government may entertain a doubt as to the realization of the anticipated advantages by giving effect to the proposition for which your petitioners pray and may not think it expedient on that account at once to alter the estab-

any part in the management of the system or exercise any control over the disbursement of the funds. It is very mortifying to them to find that they are not consulted on any points connected therewith and that notwithstanding their having to provide the funds they know nothing as to the manner and purposes in which those funds are expended.

That your Petitioners beg respectfully to submit their opinion that all the money which they contribute for education at the rate of one per cent on the jumma should, together with the sum which the Government grants or may grant in futuro in aid of the cause, be separately funded under the designation of Educational Fund and applied solely for the benefit of the people of that District alone from which the contribution is raised and to which it rightfully belongs, to the exclusion of all others.

That a Committee consisting of the Educational Officers and the District landholders and gentlemen presided over by the Collector of the District or the Commissioner of the Division should be formed for the general control and supervision of the system and for regulating the expenditure, and all matters connected with the business of education should be left to the discretion of the Committee so constituted.

That this Committee should be required to frame a Code of rules for the guidance of schools and should determine the amount to be granted annually for all the schools that may be existing or may hereafter be established in the Sudder Station, the Tehseels and villages of the District and allot separate funds for the maintenance of each school, and that all those measures of the Committee be officially laid before the Government and acted upon every where in the District after they shall have been sanctioned by Government.—

Your Petitioners believe that this project will be found to be attended with important advantages, not the least of which will be the impetus afforded to the cause of education.

To George Lawrence, Esquire, Collector of the Allygurh District, the Petition of the Landholders of the District of Allygurh, dated the 10th May 1866.

HUMBLY SHEWETH,

That after the Revenue settlement of the lands of this District was effected under the requirements of Regulation 9 of 1833, the Government directed their attention to the education of the people and in support of this object your Petitioners were called upon to pay one rupee per cent in excess of the Government Jumma or assessments, which demand was complied with.

That in contrast to the class of illiterate and ignorant landholders, those who understood the value of knowledge and belonged to respectable educated families had then felt some degree of hesitation in yielding to this demand, but it is to be observed that this feeling did not proceed from a want of inclination on their part to contribute to the Educational Fund, but rather proceeded from the conviction that the system of education intended by Government to be pursued, a system still in force, was not calculated to prove beneficial to the country.

That the ignorant landholders who readily consented to pay the Educational Cess in addition to the jumma were not the friends of education, but they paid it simply under the mistaken idea that the demand was a pretext for augmenting the revenue and that they must perforce submit to it.—

The Government system as originally introduced has now lasted a long time and your Petitioners do not desire to discuss the question as to its having been beneficial or otherwise, but they only wish to submit to you their representation as follows.—

That while your Petitioners pay for the expenses of education, it is obviously a hardship that they should not be allowed to take

No. 2.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

A PETITION FROM THE LANDHOLDERS OF ALLYGURH TO THE GOVERNMENT N.-W. P., PRAYING FOR THE ESTABLISHMENT OF AN EDUCATIONAL COMMITTEE IN THAT DISTRICT, WITH THE RESOLUTIONS PASSED BY THE SAID GOVERNMENT IN REPLY THERETO.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

No. 2.

THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION,

N. W. P.

A PETITION FROM THE LANDHOLDERS OF ALLYGURH TO THE GOVERNMENT N.-W. P., PRAYING FOR THE ESTABLISHMENT OF AN EDUCATIONAL COMMITTEE IN THAT DISTRICT, WITH THE RESOLUTIONS PASSED BY THE SAID GOVERNMENT IN REPLY THERETO.

Published for the information of the Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE INSTITUTE PRESS.

1869.

نمبر ۱

اسپیچ

سید احمد خاں درباب تقرر ایسوسی ایشن

معہ

قانون

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع
شمال و مغرب مقام علیگڈہ

جسکو

ایسوسی ایشن مذکور نے مشتہر کیا

علیگڈہ

سید احمد خاں سکرتری کے پریوٹ پریس میں چھاپا گیا

سنہ ۱۸۶۷ ع

نمبر ۱

اسپیچ

جسکو سید احمد خاں نے ایک مجمع کے روبرو
بغرض تقرر ایک ایسے ایسوسی ایشن کے جو
فلاح ہندوستان پر نظر رکھے بیان کیا

برٹش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب نے مشتہر کیا

علیگڈہ

سید احمد خاں کے پرایوٹ پریس میں چھاپا گیا
سنہ ۱۸۶۷ ع

اسپیچ

سید احمد خاں درباب تقرر برتش انڈین ایسوسی ایشن اضلاع شمال و مغرب

دسویں مئي سنہ ۱۸۶۶ع نو بجے رات کو بہت سے رئیس ضلع علیگڈہ اور اُسکے نواح کے اور چند صاحبان انگریز اس مقام کے واسطے سنے ایک گفتگو سید احمد خاں کے جو وہ ہندوستان کے معاملات پر بہ نسبت حال کے زیادہ تر پارلیمنٹ کي توجہہ حاصل کرنے کے واسطے کرنیکو تھے جمع ہوئے اور اُنہوں نے مجمع سے اسطرح پر گفتگو کي *

اي صاحبو

میں اُس طوایف الملوک کے زمانہ کا ذکر نہیں کرتا جو اٹھارھویں صدي میں ہندوستان میں تھا بلکہ میں آپکو اُس تاریخانہ زمانہ کو یاد دلاتا ہوں جبکہ ہندوستان ایک سلطنت شخصیہ کي حکومت میں تہا ایک بادشاہ یا راجہ کروڑہا مخلوق خدا پر حکمراں تھا اُسکي حکومت بہ نسبت اِسکے کہ کسي قانون عقلي یا نقلي کے تابع ہو زیادہ تر اُسکي مرضي اور خواہش اور طبیعت اور غیظ و غضب کے تابع ہوتي تھي آپکو یاد ہوگا کہ آپ نے اپنے مسلمان بادشاہوں کي تعریف میں یہہ کلمے بہت سنے ہونگے کہ مالک رقاب الامم حالانکہ بادشاہ یا گورنمنٹ کو ایسا کہنا درحقیقت اُسکي نسبت تمام دنیا کي برائیوں کا منسوب کرنا ہي بہرحال تمہارے پرانے بزرگ اُس زمانہ کو بھگت چکے اور تمہارے ورے کے بزرگوں نے اُس طوایف الملوکي کے زمانہ کو بھي دیکھا کچھہ عجب نہیں کہ تم میں سے اکثر ایسے ہوں کہ ابتک اُس پرانے زمانہ کو یاد کرتے ہوں مگر

جب کبھي تمہارا دل انصاف اور اخلاق کي طرف توجہہ کریگا تو تم خود اُس زمانہ کے نقصانوں اور اُس وقت کي حکومتوں کي برائیوں کا اقرار کروگے میں سمجھتا ہوں کہ اُس زمانہ کي حکومتیں نہ مسلمانوں کي شرع کے مطابق تھیں اور نہ ہندوؤں کے دھرم شاستر کے مطابق البتہ زبردستي اور مردم آزاري کے قانون کي پابند تھیں بڑا اصول اُن وقتوں کي حکومتوں کا یہي تھا کہ جو زبردست ہی وہ کم زور پر غالب رہی اور جسطرح پر چاہے زیادتي اور جبر اور غضب سے صرف اپنے عیش و آرام کے لیئے زیردستوں کے حقوق کا تصرف کرے پس ایسي حکومتوں کو بجز اُن غاصب شخصوں کے جنکا کام اُس وقت میں بنا ہوا تھا اور کون پسند کرسکتا ہی *

مدت تک ہندوستان پر یہي زمانہ گذرا پھر خدا کي یہہ مرضي ہوئي کہ ہندوستان ایک دانشمند قوم کي حکومت میں دیا جاوے جسکا طرز حکومت زیادہ تر قانون عقلي کا پابند ہو بے شک اسمیں بڑي حکمت خدا تعالی کي تھي کیونکہ جب ہندوستان میں مختلف قوم اور مختلف مذهب کے لوگ آباد تھے تو اُس خدا کو جو کرشچن کا بھي ایسا ہي خدا ہی جیسا کہ ہندو و مسلمان کا ضرور ایسي حکومت ہندوستان میں قایم کرني چاهیئے تھي جو زیادہ تر عقلي قوانین حکومت کي پابند ہو (گو میري سمجھہ ہی کہ کوئي نقلي قانون بھي جو خدا سے دیا گیا ہو عقلي قانون کے مخالف نہیں ہوسکتا) بہر حال ایک زمانہ گذرا کہ ابتداے حکومت انگریزي سے لغایت سنہ ۱۸۵۸ع تم سب لوگوں نے آنریبل ایسٹ انڈیا کمپني کي حکومت میں اپني زندگي بسر کي *

حق یہہ ہی کہ ایسٹ انڈیا کمپني نے نہایت شایستگي اور نرمي اور بمحافظت مذاهب مختلفہ حکومت کي اُسکي حکومت میں بجز اسکے اور کچھہ کہا نہیں جاسکتا کہ بادشاهانہ حکومت نہ تھي اور جسکي بڑي ضرورت تھي کہ ہندوستان میں ہو *

ایک بڑي دقت هندوستان کو جو آنریبل ایست انڈیا کمپني کي عملداري میں تھي وہ یہہ تھي کہ اکثر بلکہ تمام معاملات هندوستان کے صرف کورت آف ڈائرکٹروں تک پھونچتے تھے اور پارلیمنت سے بہت کم تصفیہ پاتے تھے مگر جب سے کہ جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا دام اقبالها نے حکومت هندوستان کي اپنے قبضہ اقتدار میں لي اُسوقت سے جو زیادہ تر هندوستان کي بھلائي اور بہتري کي توقع تھي اُسکا اصلي منشاء صرف اسي بات کي توقع میں تھا کہ اب پارلیمنت کو هندوستان کے امورات میں زیادہ تر مداخلت اور دسترس هوگي *

اي صاحبو اسوقت مجھے کمال افسوس هی کہ تم پارلیمنت کے ممبروں کا حال نہیں جانتے اُسمیں اکثر ایسے فیاض اور منصف اور نیک دل هیں جو انسان کو بھلائي پھونچانا هي اپنا کام سمجھتے هیں اور صرف یہي جانتے هیں کہ هم دنیا میں اسي لیئے پیدا هوئے هیں کہ انسان کو فائدہ پھونچاویں اُنکو مطلق اسبات کا خیال بھي نہیں هی کہ جسکے فائدہ کے لیئے هم کوشش کر رهے هیں وہ کالا هی یا گورا یہودي هی یا عیسائي هندو هی یا مسلمان مگر زیادہ تر افسوس یہہ هی کہ ابھي تک هندوستان نے اُن فیاض طبیعت والوں کي فیاضي اور اُس عالیشان محکمہ کي حکومت کا کچھہ فائدہ نہیں اُٹھایا هی *

آپ جانتے هیں کہ اُس فائدہ سے اب تک کیوں هندوستان محروم رها هی اسکا سبب بجز اِسکے اور کچھہ نہیں کہ هندوستانیوں نے ابتک اُنسے تعلق پیدا نہیں کیا اور وہ لوگ هندوستان کے حالات سے ناواقف هیں پھر وہ کریں تو کیا کریں اگر تم بھي مثل اور رعایاے ملکہ معظمہ کے اسباب میں کوشش کرو اور تدبیر کرو اور اُن لوگوں سے تعلق پیدا کرو اور اُنکو صحیح حالات اور هندوستان کي عمدہ خواهشوں سے مطلع هونیکي راہ نکالو تو بلا شبہہ تمکو بھي وہ سب فائدے حاصل هوں تم دیکھو اور سمجھو اور غور کرو جو انگریز هندوستان میں رهتے هیں انہوں نے اسبات

كي ضرورت سمجهي اور اب وہ اس تدبير ميں هيں كه ايك نهايت عمدہ ايسوسي ايشن يعني مجلس رعايا كے ذريعه سے پارليمنٹ ميں اپنا تعلق پيدا كريں اور اُس كے فياض ممبروں كو اپنا حامي بناويں پس اگر تم بهي اِسطرح پر اپنے ليئے راہ نه نكالوگے تو هميشه كے ليئے پچتاو گے *

اى ميرے هموطنوں ميں جانتا هوں كه تم ايسے نادان نهيں هو جو ان باتوں كو نه سمجهتے هو اُن تدبيروں سے جو فائدہ تمكو اور تمهاري اولاد كو اور تمهارے ملك كو هونيوالا هى اُسكو نه سمجهتے هو مگر ميں سمجهتا هوں كه تمهارے دلميں خوف هى كه ايسا نهو كه هماري اِن باتوں سے همارے حكام ضلع جنكے هاتهه ميں هماري جان اور مال اور عزت هى همسے ناراض هوجاويں گورنمنٹ همكو برا اور غير مطيع نه سمجهنے لگے اور كهيں گورنمنٹ كے نزديك هم مجرم نه ٹهريں مگر يهه سب تمهاري غلطي اورخام خيالي هى تم يقين جان لو كه كوئي انگريز بلكه كوئي شخص جس نے يورپ كے پاني كي ايك بوند بهي پي هوگي اسبات سے ناراض نهيں هوگا بلكه اگر تم ايسي باتيں پيدا كروگے تو اسميں بهت زيادہ محبت اور ارتباط هوگا تربيت يافته قوم كے نزديك اب تمهاري كچهه عزت نهيں هى مگر جب تم اس قسم كي مفيد باتوں ميں قدم بڑهاؤگے تو البته تمهاري عزت اور قدر و منزلت سب كي آنكهه ميں هوگي كوئي عقيل گورنمنٹ ايسي رعيت كو جيسے كه بالفعل تم هو هرگز پسند نهيں كرتي اور تم كيسے هي مسكين بنو اور هاتهه جوڑو ايسي حالت ميں جسميں كه تم اب هو كبهي تمكو ايك عقلمند گورنمنٹ اپنا خير خواہ نهيں سمجهه سكتي ممكن نهيں هى كه گورنمنٹ كا كوئي حكم گو وہ كيسي هي نيك دلي سے جاري هو اور خصوصاً ايسي حالت ميں جو بلا مشاركت راے اور بلا مشورہ رعايا كے هو برخلاف مرضي رعايا كے نهو اور رعايا كو گورنمنٹ كے كسي حكم سے بهي ناراضي نهو پس اگر رعايا اُس ناراضي كو چهپائے اور اُسكو علانيه گورنمنٹ كے سامنے پيش نكرے اور دلميں رنج ركهے اور

ظاهر میں ہاتھہ جوڑے تو یہہ علانیہ ثبوت اسبات کا هی کہ وہ رعیت گورنمنت کي خیر خواہ نہیں هی اور ضرور اپنے اس رنج کے دور کرنیکے لیئے اور کچھہ فکر یا اور کسي توقع میں" هی پس رعیت کا با ادب اور مخلصانہ نیک نیتي سے اپنے تمام رنجوں کو گورنمنت پر ظاہر کرنا اور اپنے تمام حقوق کا نہایت مضبوطي اور استقلال سے اپني گورنمنت سے دعوے کرنا ایک بہت بڑا ثبوت خیر خواهي گورنمنت کا هی *

آپ مجھکو معاف کیجیئے میں صاف صاف کہنا چاهتا هوں هندوستان کي رعایا کي یہہ عادت هوگئي هی کہ گھر میں بیٹھہ کر گورنمنت کي هزاروں شکایتیں کرینگے انتظام" حکام پر اپنے" گھر میں هزار عیب لگاوینگے جنمیں سے بہت صحیح اور درست بھي هونگے مگر جب انگریزوں سے ملینگے تو کہینگے کہ هم تو گورنمنت کے بڑے خیر خواہ هیں اور حکام کا انتظام حد تعریف سے بھي بہت عمدہ هی اور نہایت هي خوب هی کوئي عقلمند آدمي ایسي رعیت کو خیر خواہ نہیں سمجھہ سکتا *

جان استوارت مل صاحب اپني کتاب انتظام مدن میں تحریر فرماتے ہیں کہ هر شخص یا کسي ایک شخص کے حقوق اور غرضوں سے گورنمنت کي طرف سے اُس صورت میں کسیطرح غفلت هوني ممکن نہیں جبکہ وہ شخص صاحب غرض اپنے حقوق کے ظاہر اور ثابت کرنے پر بالطبع مائل هو اور علانیہ جھگڑنے کو کھڑا هوجاوے عام اقبالمندي اور عموما بہبودي لوگوں کي اُسیقدر زیادہ ترقي پذیر هوتي هی جسقدر اُسکے پھیلانے اور بڑھانے پر مختلف سمجھہ اور قابلیت کے لوگ ساعي هوتے هیں ای میرے دوستو اِن اصول پر اهل هند اسیطرح کاربند هوسکتے هیں جسطرح اور کوئي قوم هوسکتي هی اُنپر عمل کرنا اب تمہاري مرضي اور اختیار پر منحصر هی اور تم خوب سمجھہ لو کہ اگر تم خود کوشش نکروگے تو کوئي تمہارے واسطے کوشش نکریگا تم کیوں اتنا ڈرتے هو تم

مجھہ پر خیال کرو کہ میں بھي مثل تمھاري گورنمنت کي ایک ادنی رعیت میں سے هوں بلکہ مجھہ پر ایک اور زیادہ اطاعت گورنمنت کا بوجھہ هي کہ میں نوکر بھي گورنمنت کا هوں مگر دیکھو اس عام مجلس میں کیسي علانیہ گفتگو کر رها هوں تمکو معلوم هی کہ ایام مفسدہ میں گورنمنت نے میرا خوب امتحان کرلیا هی کہ میں کیسا گورنمنت کا خیر خواہ هوں تم سب لوگ کیا خلوت میں اور کیا جلوت میں میري اس راے سے بخوبي واقف هو کہ میري راے میں جسقدر گورنمنت انگریزي کي عملداري پر طمانیت اور آسکو هندوستان میں استقلال هوتا جاویگا اور جسقدر ارتباط بڑھیگا آسي قدر هندوستان اور هندوستانیوں کي بھلائي اور بهبودي اور هر قسم کي ترقي کا باعث هوگا با اینهمہ میں تمکو اس عام مجلس میں سمجھاتا هوں کہ تم اپنے آن بیهودہ خیالات اور اوهام کا مطلق ڈر مت کرو گورنمنت کي طرف سے نیک دل رهو اور اُسپر سب طرحکا بھروسا رکھو اور بے دھڑک اپني تمام اغراض اور اپني تمام ناراضیوں کو گورنمنت کے سامنے پیش کرو اور اپنے حقوق پر گورنمنت سے بخوبي بے دھڑک هوکر جھگڑو کہ یہہ باتیں عین خیر خواهي اپني گورنمنت کي هیں اور یہہ سب باتیں جو میں تمکو سمجھا رها هوں اسکو بھي میں عین خیر خواهي اپني گورنمنت کي سمجھتا هوں بلکہ یہہ سمجھہ رها هوں کہ اسوقت جو کچھہ میں کر رها هوں اس سے بڑہ کر کوئي خیر خواهي گورنمنت کي نهیں هوسکتي مگر ان سب باتوں کے ساتھہ میري یہہ نصیحت بھي هی کہ گورنمنت کي جانب سے اپنا دل صاف رکھو اور نیک دلي سے پیش آؤ اور سب طرحپر گورنمنت پر اعتماد رکھو *

اِس تمام تقریر سے میرا مطلب یہہ هی کہ تم سب بھي آپسمیں ملکر ایک ایسوسي ایشن بنانے کي تدبیر کرو جو شمال مغربي اضلاع کي ایسوسي ایشن کہلاوے اور اُس ایسوسي ایشن کے ساتھہ جو انگلستان میں قایم هوتي هی اپنے مطالب و مقاصد کو گورنمنت اور پارلیمنت تک پهنچانے کي تدبیر کرو تاکہ آیندہ کو تمکو پھر حسرت و افسوس نرهے *

قانون

برٹش انڈین ایسوسیایشن اضلاع شمال و مغرب

مقام علیگڈہ

جو دسویں جولائي سنہ ١٨٩٧ع کے اجلاس
میں منظور هوا

ایسوسي ایشن مذکور نے مشتہر کیا

علیگڈہ

سید احمد خاں کے پریوٹ پریس میں چھاپا گیا
سنہ ١٨٦٧ ع

قانون برٹش انڈین ایسوسي ایشن اضلاع شمال و مغرب

نام اور منشاء

دفعہ ۱ یہہ سوسئیٹي برٹش انڈین ایسوسي ایشن اضلاغ شمال و مغرب کے نام سے موسوم هوگي *

دفعہ ۲ اس ایسوسي ایشن کا بڑا منشاء اور مقصد یہہ هوگا کہ هندوستان کي گورنمنٹ انگریزي کو هر جائز وسیلہ سے جو ایسوسي ایشن کے اختیار میں هو روز بروز بہتر اور کار آمد کرے اور اُسکے عمدہ عمدہ مقاصد کو اس غرض سے ترقي دیوے کہ اس ملک کے اصلي باشندوں اور دیگر اشخاص کو جو آسمیں مستقل طور پر سکونت اختیار کریں فائدہ پہونچے تاکہ هندوستان' اور گریٹ برٹن دونوں ملکوں کے مشترک اغراض کو ترقي هووے *

دفعہ ۳ اس نظر سے یہہ ایسوسي ایشن گورنمنٹ کي توجہہ کو ایسے موجودہ انتظاموں اور تدبیروں کي ترمیم اور اصلاح پر جنسے غالباً ملک کي غرضوں کو مضرت پہونچني متصور هو مائل کرتي رهیگي یا ایسي تجویزوں کے جاري کرانے پر راغب کرتي رهیگي جنسے اُن غرضوں کي ترقي متصور هووے خواہ وہ تدبیریں قانون سے متعلق هوں یا سیاست یا تجارت یا کاشتکاري یا لوگوں کي عام حالت سے *

دفعہ ۴ یہہ ایسوسي ایشن خاص خاص لوگوں کے اغراض کي معاونت اختیار نکریگي نہ ایسے معاملوں سے کچھہ سروکار رکھیگي جنکي اصلاح یا تدارک موجودہ قوانین اور قواعد سے هوسکتي هو مگر ایسے معاملوں پر بخوبي توجہہ کریگي جنمیں اهل هند کي عام غرض متعلق

هو یا وہ معاملہ ملک کے بعض حصوں یا لوگوں کے بعض فرقوں یا قوموں
سے تعلق رکھتا ہو اور ایسوسی ایشن خاص خاص مقدمات کی تائید
صرف اُن صورتوں میں کریگی جنمیں ملک کے بعض حصوں کے یا عموماً
تمام لوگوں کے یا خاص خاص قوموں یا فرقوں کے اغراض متعلق ہونے
سے ایسوسی ایشن کی تائید ضرور سمجھی جاوے *

ترکیب ایسوسی ایشن کی

دفعہ ۵ ایسوسی ایشن مرکب ہوگی آنریری اور معاون ممبروں سے
آنریری ممبروں کی تعداد بارہ سے زیادہ نہوگی اور معاون ممبروں کی
تعداد غیر محدود ہوگی *

دفعہ ۶ سالانہ چندہ کی تعداد جس سے ممبروں کو ایسوسی ایشن
کی مدد کرنی ہوگی خاص ممبروں کی مرضی پر موقوف رہیگی مگر وہ
چندہ ہر سال پیشگی دینا پڑیگا اور اگر ممبر خواہ اور لوگ جو ایسوسی
ایشن سے کچھہ غرض رکھتے ہوں علاوہ چندہ کے ڈونیشن دینا چاہیں تو
بشکر گذاری قبول کیئے جاوینگے *

دفعہ ۷ تمام معزز شخص بلا امتیاز قوم اور مذہب کے جو ہندوستان
میں سکونت مستقل رکھتے ہوں اور تمام غیر ملکوں کے لوگ مقیم
ہندوستان جو ایسوسی ایشن کے منشاء اور مقصد کو پسند کریں اور اُسکی
غرضوں کو ترقی دینے پر راغب ہوں ایسوسی ایشن میں بطور ممبر داخل
ہو سکینگے *

دفعہ ۸ آنریری ممبر ایسے شخص ہونگے جو رعب و داب رکھتے
ہوں اور قابل و فاضل ہوں اور علم قوانین اور علم اقوام اور تاریخ دانی
میں معزز اور ممتاز ہوں اور علم انتظام مدن اور علم سیاست مدن کو
خوب سمجھتے ہوں اور جنکے ایسوسی ایشن میں شریک ہونے سے
ایسوسی ایشن کے مقاصد کو ترقی روز افزوں ہووے *

تقرر ممبران اور حقوق ممبران

دفعہ ۹ ایسوسی ایشن کے ممبروں کے داخل ہونے کے واسطے امیدوار لوگ سکرٹری سے درخواست کرینگے اور سکرٹری کی منظوری اس بات کے واسطے کافی سمجھی جاویگی کہ اجلاس آیندہ میں اُنکے نام پیش ہوکر منظور کیئے جاویں اور تصفیہ اُنکی تقرری کا کثرت منظوری پر جو گولیاں ڈالنے کے ذریعہ سے طلب کیجاویگی منحصر ہوگا *

دفعہ ۱۰ جو اشخاص اسطرح پر ممبر مقرر ہونگے اُنکو اپنی تقرری کی اطلاع مع ایک نسخہ قانون ایسوسی ایشن سکرٹری سے حاصل ہوا کریگی *

دفعہ ۱۱ ممبروں کو اختیار ہوگا کہ اپنا استعفا بھیجکر ایسوسی ایشن سے اپنا نام خارج کرالیں اور اُس سے اپنا تعلق منقطع کردیں اور اگر وہ لوگ پھر دوبارہ ایسوسی ایشن سے تعلق پیدا کرنا مناسب سمجھیں تو پھر اُنکو ممبران ایسوسی ایشن میں داخل کرلیا جاویگا *

دفعہ ۱۲ اگر کوئی ممبر ایسے کسی فعل کا مرتکب ہو جو اُسکی شان کے خلاف ہو اور ایسوسی ایشن کی بدنامی کا باعث ہو تو وہ شخص کثرت منظوری اور تمام ممبروں کی رایوں کے تصفیہ کے بعد جو اس معاملہ میں اُنسے طلب کیجاویں گی ایسوسی ایشن سے خارج ہوسکے گا اور جب کہ کوئی ممبر اسطرح پر خارج ہوگا تو پھر دوبارہ وہ شخص ایسوسی ایشن کے ممبروں میں داخل نہوسکیگا *

دفعہ ۱۳ مجموع ممبر دو قسم پر منقسم سمجھی جاوینگی جو ممبر مجمعوں میں موجود ہوا کرینگے وہ معمولی ممبر کہلاوینگے اور تمام ممبر ممبران مکاتبت کے نام سے موسوم ہونگے *

دفعہ ۱۴ ممبروں کو مجمعوں میں شریک ہوکر منظوری دینے اور لوگوں کو بطور تماشائیوں کے ایسوسی ایشن کے جلسوں میں لانے کا استحقاق حاصل ہوگا *

دفعہ ۱۵ ممبر بڑے بڑے معاملوں میں ایسوسي ایشن سے سکرٹري کي معرفت خط و کتابت کرسکیں گی اور ایسوسي ایشن کي خدمت میں ایسے معاملات پیش کرسکیں گی جو عموماً تمام لوگوں کي عام فلاح سے متعلق ہوں اگر ممبروں کي خواہشیں ایسوسي ایشن کے مجوزہ مقاصد اور منشاء کے خلاف ہوں تو سکرٹري مجاز ہوگا کہ ایسوسي ایشن کے اجلاسوں میں آنکو پیش کرنے سے انکار کرے *

دفعہ ۱٦ تمام افسران گورنمنٹ اور منتظمان ملکي بطور تماشائیوں کے ایسوسي ایشن کے اجلاسوں میں آسکیں گی *

دفعہ ۱۷ ہر ممبر کو ایسوسي ایشن کے مطبوعہ روئدادوں اور دیگر تحریرات مطبوعہ کا ایک ایک نسخہ مفت ملنیکا استحقاق ہوگا *

عہدہ داران

دفعہ ۱۸ ایسوسي ایشن میں مفصلہ ذیل عہدہ دار ہونگی

ایک پریسیڈنٹ

دو وئس پریسیڈنٹ

دو سکرٹري

ایک اسسٹنٹ سکرٹري

دفعہ ۱۹ پریسیڈنٹ یا آسکي غیر حاضري میں کوئي ایک ویس پریسیڈنٹ یا آنکي بھي غیر حاضري میں کوئي برتر درجہ کا ممبر ایسوسي ایشن کے اجلاسوں میں میر مجلس ہوا کریگا اور جب کہ منظوریوں کي تعداد دونوں جانب برابر ہوگي تو میر مجلس علاوہ ایک منظوري کے دوسري منظوري اور دیگا *

سالانہ اجلاس

دفعہ ۲۰ سالانہ اجلاس ایسوسي ایشن کا ہرسال کي ماہ جنوري میں واسطے نظر ڈالنے اور ذکر کرنے امورات ایسوسي ایشن اور آنکے نتایج کے

اور امتحان آمدني اور خرچ بابت سال گذشته اور تقرر نئي عهده داران کے واسطے سال آيندہ کے هوا کريگا *

دفعه ۲۱ معمولي اجلاس ايسوسي ايشن کا هر سه ماهي پر سه‌ماهي گذشته کے حسابوں کے ملاحظه اور اُن معاملات اور مقدمات کے تصفيه کرنے کے واسطے هوا کريگا جنپر توجه کرني مناسب هوگي *

دفعه ۲۲ خاص اجلاس اُسوقت هوا کريں گے جب کبهي کسي خاص مطلب کے واسطے اجلاس کرنا ضروري هوگا اور ايسے اجلاسوں کا جمع کرنا سکرتري کي راے پر موقوف رهي گا يا ضروري حالتوں ميں اُنکے جمع کرنے کے واسطے تين يا زيادہ ممبروں کي درخواست کافي متصور هوگي سکرتري جسوقت ممبروں کے جمع کرنے کے واسطے سرکلر جاري کرے تو اُس سرکلر ميں اجلاس کے منشاء اور مقاصد سے بهي اطلاع ديگا *

دفعه ۲۳ تمام مجمعوں کي روئداديں مع حساب‌هاے آمدني و خرچ جب که حساب مجمع ميں ملاحظه هوچکي هوں مشتهر هوا کريں‌گي *

خزانه ايسوسي ايشن

دفعه ۲۴ ايسوسي ايشن کا خزانه سکرتري کے انتظام اور قابو ميں رها کريگا يا جس شخص کو سکرتري تجويز کرے اُسکے پاس بطور امانت کے جمع رها کريگا اور ايسوسي ايشن کے اخراجات اسي خزانه ميں سے معمولي ممبروں کي منظوري حاصل کرنے کے بعد هوا کريں گی *

شاخهاے ايسوسي ايشن

دفعه ۲۵ کوئي ايسوسي ايشن واقع اضلاع شمال و مغرب جو اُنهيں اصولوں پر مبني هو جنپر يهه ايسوسي ايشن کاربند هوتي هی اور اس ايسوسي ايشن سے شامل هونے کي خواستگار هووے تو وہ ايسوسي ايشن اس ايسوسي ايشن کي شاخ تسليم کيجاوے گي يهه اعلی ايسوسي ايشن اُس اپني شاخ سے برابر خط و کتابت رکهي گي اور هر طرح کي مدد جو

معمولي ممبر مناسب سمجھیں گی اُسکو دیا کریگي اور جن شاخوں کي اس طرح پر اس اعلی ایسوسي ایشن سے مدد ہوگي اُس سے اسبات کي توقع کیجاوے گي که جب خواهش کیجاوے تو ایسوسي ایشن اعلی کي وہ بھي مدد کرے *

دفعه ۲۶ شاخوں کو اِسبات کي آزادي حاصل ہوگي که اپنے انتظام ذاتي کے واسطے جو قواعد اور قانون وہ مناسب سمجھے اُسکو جاري کرے مگر جن اصولوں پر که ایسوسي ایشن اعلی مبني هے اُن اصولوں میں بلا اتفاق اُسکي شاخ ہاے مذکورہ کچھه تبدیلي نکر سکیں *

دفعه ۲۷ شاخ ہاے ایسوسي ایشن ایسوسي ایشن اعلی کے پاس اپني رودادوں کے نسخه واسطے اطلاع کے برابر بھیجتي رهینگي *

دفعه ۲۸ ایسوسي ایشن اعلی کو اختیار ہوگا که کسي اپني شاخ کي اُس روداد کو منظور نکرے جو اوسکی منشاء اور مقصود کے خلاف ہو اور جسکا عمل در آمد بغیر اتفاق ایسوسي ایشن اعلی کے ہوا ہو *

تعلق اس ایسوسي ایشن کا اسي قسم کي اور ایسوسي ایشن ہاے واقع دیگر حصص ممالک هندوستان

دفعه ۲۹ یهه ایسوسي ایشن اسي قسم کي ایسوسي ایشنوں سے جو هندوستان کے دیگر حصوں میں واقع ہوں خواہ وہ پہلے سے قایم ہوں یا آیندہ قایم ہوویں ایسے معاملات میں خط و کتابت اور راہ و رسم رکھیگي جنمیں اس ایسوسي ایشن سے وہ متفق ہوں اور اونکي معاونت بھي کریگي اور ضرورت کیوقت انسے بھي استعانت اور امداد چاهیگي *

تعلق ایسوسي ایشن کا لندن کي ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن کے ساتھه

دفعه ۳۰ یهه ایسوسي ایشن حتی الامکان ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن لندن کے رعب و داب کے وسعت دینے اور اُسکے قیام کے مستحکم کرنے

میں کوشش کریگي *

دفعہ ۳۱ یہہ ایسوسي ایشن ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن لندن سے برابر خط و کتابت رکھیگي اور جو باتیں کہ اس ایسوسي ایشن کی منشاء اور مقصد کے مناسب اور مطابق ہونگي اُن میں ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن لندن کي مدد کریگي اور پھر اُس سے امداد لے گي *

دفعہ ۳۲ اگر کوئي ممبر اِس ایسوسي ایشن کا ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن لندن کا بھي ممبر ہونا چاھے تو یہہ ایسوسي ایشن اسکي تقرري کي درخواست کریگي اوراگر وہ ممبر اُس چندہ سے اور کچھہ زیادہ نہ دینا بچاھے جو وہ اِس ایسوسي ایشن کو پہلے سے دیتا ہو تو یہہ ایسوسي ایشن اُسي چندہ میں سے ایسٹ انڈیا ایسوسي ایشن کا چندہ اُس ممبر کي بابت ادا کریگي بشرطیکہ جو چندہ کہ وہ ممبر اس ایسوسي ایشن کو دیتا ہو تعداد اُسکي چوبیس روپیہ سے کم نہووے *

دفعہ ۳۳ اِس قانون کو تمام ممبران ایسوسي ایشن موجودہ اِجلاس عام نے جو تاریخ ۱۰ جولائي سنہ ۱۸۶۷ع کو منعقد ہوا پسند اور منظور کیا *

(دستخط) راجہ جیکشن داس بہادر

پریسیڈنت

28.—The Head Association shall be at liberty to disown any proceedings of a Branch Association which militate against its views and aims and are undertaken without its concurrence.

COOPERATION OF THE ASSOCIATION WITH OTHER SIMILAR BODIES IN OTHER PARTS OF INDIA.

29.—The Association shall correspond and hold intercourse with similar Associations in other parts of the country which have already risen, or which may arise, in matters in which they agree and render them its assistance, looking for their aid and co-operation in return when required.

CONNECTION OF THE ASSOCIATION WITH THE EAST INDIA ASSOCIATION OF LONDON.

30.—The Association shall strive its utmost to extend the influence and promote the stability of the East India Association.

31.—The Association shall be in regular communication with the East India Association and render it as well as receive assistance in such things as are compatible with its aims.

32.—If any Member of this Association desire to become a Member also of the East Indian Association, this Association shall apply for his election, and if he do not wish to contribute any subscription beyond what he has already paid to this Association, it shall pay for his subscription from his contribution to this Association, provided the amount he has contributed not fall below Rupees 24.

33.—These Bye-Laws have been agreed to and approved by the entire body of Members present at the General Meeting of the Association held on the 10th July 1867.

(Sd.) RAJA JYKISHEN DASS BAHADOOR,

President.

Ordinary Meetings.

21.—Ordinary Meetings of the Association shall be held quarterly for inspecting the accounts of the past quarter and diposing of such other subjects as shall be deemed advisable.

Special Meetings.

22.—Special Meetings shall be held whenever it shall be necessary for any special objects to do so, and it shall be left to the discretion of the Secretary to assemble such Meetings, or in urgent cases the requisition of three or more Members shall be sufficient. The Secretary shall state in his circular, when inviting Members to meet, the object of the Meeting.

23.—The Proceedings of all the meetings shall be published, with accounts of income and expenditure, after they have been inspected in a meeting.

Funds.

24.—The Funds of the Association shall be under the control and management of the Secretary, or deposited with any individual he may propose. The expenses of the Association shall be defrayed from these funds with the approval of the Ordinary Members.

Branch Associations.

25.—Any Association in the North West Provinces which may adopt the same principles as guide this Association and seek to be connected with it, shall be recognised as a Branch Association. The Head Association shall regularly correspond with it, and render it every aid considered advisable by the Ordinary Members. And those Branches thus assisted shall be expected in return to assist the Head Association when desired to do so.

26.—Branch Associations shall be at liberty to frame any Rules and Bye-Laws they consider necessary for purposes of internal organisation, but shall not alter those principles on which the Head Association is framed, without its concurrence.

27.—Branch Associations shall regularly furnish the Head Association with copies of their Proceedings for information.

13.—The entire body of Members shall be considered as divided into two classes, those present at the meetings to be called Ordinary Members, and all others to be Corresponding Members.

14.—Members shall have the right to be present and to vote and introduce visitors at the Meetings.

15.—Members may correspond with the Association through the Secretary on subjects of importance and also submit to it matters relating to the general welfare of the public. Should their requisitions be incompatible with the professed objects and aims of the Association the Secretary shall be at liberty to decline submitting them to the Association at its Meetings.

16—European Civil Officers and administrators of the country shall be admissible as visitors at the Meetings of the Association.

17.—Every Member shall have the privilege of receiving gratis a copy of the printed Proceedings and other Publications of the Association.

Office-Bearers.

18.—The Office-Bearers of the Association shall consist of:—

1 President.

2 Vice Presidents.

2 Secretaries.

1 Assistant Secretary.

19.—The President, or in his absence, one of the Vice Presidents, or in their absence, any Senior Member shall be the Chairman at a Meeting. The Chairman shall have a casting vote when the number of votes on either side are equal.

Annual Meetings.

20.—The Annual Meeting shall assemble in January every year, for the purpose of reviewing and recapitulating the operations of the Association together with their results, for examination of the accounts of income and expenditure of the past year, and for the election and appointing of new Office-bearers for the coming year.

6.—The amount of Subscription to be contributed annually shall depend on the good will of the Subscribers themselves, but shall be payable in advance each year. Extra donations from either Members, or those who take an interest in the Association, shall be thankfully received.

7.—All respectable individuals, without distinction of race and creed, who are permanently settled in India, and all foreigners resident in the country, who approve of the aim and object of the Association and are willing to promote its interests, shall be admissible to be a Member.

8.—The Honorary Members shall consist of persons of influence and ability and distinguished for their legal, ethnological and historical knowledge and for their comprehension of Government Ethics and Political Economy, whose connection with the Society shall promote the furtherance of its ends.

ELECTION AND PRIVILEGES OF MEMBERS.

9.—Candidates for Membership shall apply to the Secretary for admission, and the Secretary's approval shall be considered sufficient to bring forward and put their names to the vote in the ensuing meeting, the majority of votes (taken by ballot) carrying the question.

10.—Members so elected shall receive notice of their election from the Secretary, with a copy of the Bye-Laws of the Association.

11.—Members shall be at liberty to withdraw or dissolve their connection with the Association by sending in a resignation and request to that effect, and shall subsequently be again re-admitted by the regular process if they think fit to renew their connection.

12.—If any member should commit an act discreditable to himself and reflecting disgrace, he shall be liable to loss of Membership after the decision of a majority of votes and the opinions of all the members which shall be invited for the occasion. When a member shall be thus dismissed, he shall not be readmitted.

BYE-LAWS

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION, N. W. PROVINCES.

Name and Object.

1.—This Society shall be denominated the British Indian Association, N. W. Provinces.

2.—The leading aim and object of this Association shall be, to improve the efficiency of the British Indian Government and to promote its best interests, by every legitimate means in the power of the Association; and this shall be done with a view to benefit the Natives of the country and other permanent settlers in it, thereby advancing the common interests of Great Britain and India.

3.—To this end, the Association shall from time to time draw the attention of the Government to redress and amend such already existing measures as appear likely to prove injurious to the interests of the country, or to adopt such other measures as may be calculated to promote those interests, whether viewed in relation to law and jurisprudence, or trade and agriculture, or the general condition of the people.

4.—The Association shall not undertake the advocacy of individual interests, nor of those cases wherein redress and satisfaction can be obtained by existing modes and means, but shall devote its prime consideration to matters which involve the general interest of the Natives, or refer to certain parts of the country, or to sects and tribes of the population. The Association shall espouse the cause of individuals only in those cases where general interests, or the interests of portions of the country or of particular tribes or castes, require such to be done.

CONSTITUTION.

5.—The Association shall consist of Honorary and of Subscribing Members, the number of the former shall not exceed *twelve*, while that of the latter shall be unlimited.

BYE-LAWS

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION N. W. PROVINCES.
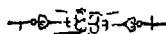
Approved and adopted by their General Meeting held in Allygurh on the 10th July 1867.

PUBLISHED BY THE ASSOCIATION.

ALLYGURH:

Printed at the Syud Ahmud's Private Press,

1867.

Mr. John Stewart Mill in his able work on Political Economy says—" the rights and interests of every or of any person are only secure from being disregarded when the person interested is himself able and habitually disposed to stand up for *them*. The second is that the *general prosperity attains a greater height* and is more widely diffused in proportion to the personal energies enlisted in promoting it." These principles, my friends, are as applicable to the people of India as they are to those of any other nation, and it is in your power, it now rests with you alone to put them into practice.—If you will not help yourselves you may be quite certain no one else will. Why should you be afraid? Here am I a servant of Government speaking out plainly to you in this public Meeting. My attachment to Government was proved, as many of you know in the eventful year of the mutiny. It is my firm conviction, one which I have invariably expressed both in public and in private, that the greater the confidence of the people of India in the Government, the more solid the foundation upon which the present Government rests, and the more mutual friendship is cultivated between your rulers and yourselves, the greater will be the future benefit to your country. Be loyal in your hearts, place every reliance upon your rulers, speak out openly, honestly and respectfully all your grievances, hopes and fears, and you may be quite sure that such a course of conduct will place you in the enjoyment of all your legitimate rights, and that this is compatible, nay synonymous with true loyalty to the State, which will be upheld by all whose opinion is worth learning.

From all that I have just said, gentlemen, I wish to advocate the formation on your part of an Association for the North Western Provinces, which will, through the Head Association to be established in London as detailed in the article reprinted from the *Englishman* in Number V. of the Institute Paper, give the people of the N. W. Provinces an opportunity of making known their wants to Parliament.

with them—place funds at their disposal and take such measures as may conduce to place the scheme on a permanent basis, the opportunity will be lost—the natives of India will be unrepresented, and you will only have yourselves to reproach when in after years you see the European section of the community enjoying their well earned concessions, whilst your wants remain still unmet.

I am afraid that a feeling of fear—fear that the Government or the District authorities would esteem you factious and discontented, were you to inaugurate a measure like this, deters you from coming forward for your country's good. Are the Europeans thought factious and discontented? Believe me that this moral cowardice is wrong—this apprehension unfounded, and that there is not an Englishman of a liberal turn of mind in India who would regard with feelings others than those of pleasure and hope such a healthy sign of increased civilization on the part of its inhabitants. If you will only show yourselves possessed of zeal and self-reliance, you are far more likely to gain the esteem of an independent race like the English than if you remain as you now are apathetic and dependent. The actions and laws of every Government even the wisest that ever existed, although done or enacted from the most upright and patriotic motives, have at times proved inconsistent with the requirements of the people or opposed to real justice. The Natives have at present little or no voice in the management of the affairs of their country, and should any measure of Government prove obnoxious to them they brood over it, appearing outwardly satisfied and happy, whilst discontent is rankling in their minds. I hope you, my native hearers, will not be angry with me for speaking the truth. You know that you are in the habit of inveighing against various acts of Government in your own homes and amongst your own families, and that you in the course of your visits to European gentlemen, represent yourselves as quite satisfied with the justice and wisdom of these very acts. Such a state of affairs is inimical to the well-being of the country. Far better would it be for India were her people to speak out openly and honestly their opinions as to the justice or otherwise of the acts of Government.

It has been, gentlemen, a matter of sincere regret to all thinking natives, that since the assumption of the reins of Government in India by Her Most Gracious Majesty Queen Victoria in person, the attention of Her Parliament has not been more bestowed upon measures affecting the future welfare of the inhabitants of this portion of her dominions. It is with great regret, my fellow-countrymen, that we view the indifference and want of knowledge evinced by the people of India with regard to the British Parliament. Can you expect that body, gentlemen, to take a deep interest in your affairs, if you do not lay your affairs before it? That they do so even to a limited extent is due to their enlightenment and philanthropy. The British Parliament represents the flower of the wealth and intellect of England, and there are many men now composing it, liberal in their views—just and virtuous in their dealings, who take a deep interest in all that affects the welfare of the human race. To excite this interest, however, it is necessary that the requirements and wishes of that portion of mankind, on whose behalf they are to exert themselves, be made clearly known to them. Their interest and philanthropy once excited, you may feel assured, gentlemen, that the wants, be they the wants of the Jew, the Hindoo, the Christian or the Mahomedan—of the black man or of the white, will be attentively studied and duly cared for. India with that slowness to avail herself of that which would benefit her—so characteristic of Eastern nations, has hitherto looked on Parliament with a dreamy apathetic eye, content to have her affairs in the shape of her Budget brought before it in an annual and generally inaudible speech by Her Majesty's Secretary of State for India. Is this state of things to continue, or has the time now come when the interests of this great dependency are to be properly represented in the governing body of the British nation? It has come, gentlemen, and I entreat you to interest yourselves for your country. The European section of the community in India now grown so large have set on foot an Association in London with branch Associations in India, in order to have Indian affairs and the wants and desires of all classes of her inhabitants brought prominently to the notice of Parliament. In this London Association natives of India will also take part, but unless the entire native community out here co-operate

such Governments were the source of to the country at large were dearly paid for by the benefits wrought upon the fortunes of the few. The rule of these former Emperors and Rajas was neither in accordance with the Hindoo or the Mahomedan religion. It was based upon nothing but tyranny and oppression—the law of might was that of right, the voice of the people was not listened to—the strong and the turbulent oppressed the feeble and the poor and usurped all their privileges with impunity for their own selfish ends. It is only therefore by such usurpers and turbulent spirits that a despotism such as flourished in Hindoostan for many long centuries is at all to be desired.

After this long period of what was but mitigated slavery, it was ordained by a higher power than any on earth that the destinies of India should be placed in the hands of an enlightened nation, whose principles of Government were in accordance with those of intellect, justice and reason. Yes! my friends the Great God above, He who is equally the God of the Jew, the Hindoo, the Christian and the Mahomedan, placed the British over the people of India—gave them rational laws (and no religious laws revealed to us by God can be at variance with rational laws,) and gave you, up to the year 1858, the Government of the East India Company. The rule of that now defunct body of merchant princes was one eminent for justice and moderation both in temporal and religious matters. The only point in which it failed to satisfy the wants of the age latterly was the fact of its not being a regal Government, a necessity which had gradually forced itself more prominently into notice as time rolled on, when the once solitary factory on the banks of the Ganges had grown into an empire half so large as Europe with a population of nearly two hundred millions. Owing to this—owing to the fact that the affairs of India were almost entirely conducted by the Court of Directors, one great obstacle to the satisfying the requirements of all classes of the community was this, that Parliament in those days, and alas! that I should have to say it—in these days also, was not sufficiently alive to the importance of Indian affairs to take any interest in them, unless they by chance happened to touch upon the politics of the day—the fate of a Ministry, or were brought prominently to notice by the brilliancy of some popular orator.

BRITISH INDIAN ASSOCIATION FOR THE NORTH WESTERN PROVINCES.

On the evening of the 10th May 1866 a large and influential Meeting of the European and native residents of Allygurh met in the Scientfic Society's Institute at that station for the purpose of hearing a speech by Syud Ahmud Khan, M. R. A. S. and Principal Sudder Ameen of Allygurh, on the necessity of Indian affairs being more prominently brought before Parliament than has hitherto been the case and of forming an Association for this purpose. The Meeting having assembled Syud Ahmud Khan rose and addressed it as follows :—

GENTLEMEN,

If we look back upon that period of India's history, which was passed by her under a despotic Government, we find kings or Rajas possessed of unlimited power and authority over their subject millions, and we know that their governments instead of being guided by the laws of reason and justice were carried on according to their arbitrary will, their caprices or their passions. The title "Disposer of the people's lives" like other similar titles which were adopted by kings and emperors of India, was meant to express their power over their people for good or evil, though I am afraid that were the balance to be struck between the two, the latter would be found to have outweighed the former, and the title in most cases to have been thus synonymous with vice, tyranny and self-seeking. The ancestors of you my fellow countrymen now present experienced this despotism, to numbers of them perhaps the source of high position, of wealth or of excitement, and it is therefore perhaps but natural that their descendants should many of them thirst after that Government which was so favorable to the indulgence of the passions of their forefathers. If, however, they will but calmly and deliberately reflect, if they will but review those times, those reigns of their former kings, according to the principles of justice and morality, they will be convinced that the manifold evils which

A SPEECH

BY

SYUD AHMED KHAN ON THE INSTITUTION

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION, N. W. PROVINCES.

PUBLISHED BY THE ASSOCIATION.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMED'S PRIVATE PRESS.

1867.

No. 1.

A SPEECH

BY

SYUD AHMED KHAN ON THE INSTITUTION

OF THE

BRITISH INDIAN ASSOCIATION, N. W. PROVINCES,

WITH

The Bye-Laws of the Association.

PUBLISHED BY THE ASSOCIATION

FOR

The information of Members.

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMED'S PRIVATE PRESS.

1867.

التماس

بخدمات عاليات رئيسان هندوستان

درباب

تقرر ايسوسي ايشن يعني مجلس شوراے

صدر و مفصل و تائيد ايست انڈين

ايسوسي ايشن لندن

از طرف

خاكسار ذره بيمقدار سيد احمد سكرٹري

سين‌ٹيفك سوسئيٹي و سكرٹري برٹش انڈين

ايسوسي ايشن

اضلاع شمال و مغرب

مقام عليگڈه

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SECRETARY SYUD AHMUD'S PRIVATE PRESS,

1866.

التماس بخدمت رئیسان هندوستان

هندوستان کے تمام رئیسوں کي خدمت میں ایک نہایت ضروري امر عرض کیا جاتا هی اور یهه درخواست هی که اس امر پر دل سے توجهه فرماویں اور جو فواید اور ترقي هندوستان کو اس تدبیر سے هونے والي هی اُسپر نظر دور اندیش ڈالیں مثل مشهور هے که مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست *

الله تعالي نے هم سب هندوستان کے رهنے والوں کو جناب ملکه معظمه کوئین وکٹوریا دام سلطنتها کي سلطنت میں امن و آمان سے رکها هی پس همکو خدا کا شکر ادا کرنا اور جس کے سایه عاطفت میں هم امن سے هیں اُسکا دعا گو رهنا چاهیئے که هم رعایاے مطیع و منقاد کا سب سے مقدم یهي فرض هی *

بعد اِس کے همکو همیشه اُن احکام و قوانین کي تعمیل کرني چاهیئے جو جناب ملکه معظمه یا اُن کے نایب السلطنت کیطرف سے هم رعایا کے امن و آمان کے لیئے جاري هوتے هیں *

با ایں همه سلطنت انگریزي کي طبیعت اور اُسکي خواهش همیشه یهه هے که رعایا ازاد اور خوشحال اور فارغ البال رهی رعایا کي ازادي سے مطلب یهه هی که رعایا کو اپنے جن جن حقوق کا دعوی گورنمنت سے هو یا جو تکلیفیں اُس کو هوں یا جو خواهشیں اُس کي هوں وه بلاد غدغه اور وسوسه دل کهول کر گورنمنٹ هند اور جناب ملکه معظمه اور اُس کے وزرا کے سامهنے پیش کیجاویں یهه امر کسیطرح باعث ناراضي گورنمنٹ کا

منحصر نہیں ہوتا بلکہ جب رعایا بلا دغدغہ و وسوسہ اپنے تمام درد دکھہ گورنمنٹ سے کہتی ہی اور اپنی ہرطرح کی ناراضیوں کا علاج نیک دلی سے گورنمنٹ سے چاہتی ہی تو یہہ امر رعایا کے خیر خواہ اور مطیع ہونے کا نشان سمجھا جاتا ہی پس اس تحریر سے مطلب یہہ ہی کہ ہندوستان کی رعایا بھی ایسی تدبیر کرے کہ اُس کو اپنے تمام دکھہ درد کے کہنے کا بلا خرخشہ و اندیشہ گورنمنٹ سے اور دربار جناب ملکہ معظمہ اور انکے وزرا سے موقع ملے *

اگلی زمانہ میں ان باتوں کا انجام ہونا البتہ مشکل تھا مگر اب زمانہ وہ آگیا ہی کہ یہہ سب باتیں نہایت آسان ہوگئی ہیں بشرطیکہ تم سب ہندوستانی رئیس ذرا سی توجہہ کرو اور کچھہ تہوڑی بہت ہمت کو کام میں لاؤ اور ذرا اپنے حالات اور فواید پر دور اندیشی کرو *

یہہ جو مینے کہا کہ اب یہہ زمانہ آگیا ہی کہ تم یہہ سب باتیں حاصل کرسکتی ہو اس کا سبب یہہ ہی کہ ممبران پارلیمنٹ انگلستان کو اُس بات کی خواہش ہوئی ہے کہ رعایا ہندوستان کے صحیح صحیح حالات دریافت کریں اور اُس کو موقع بہ موقع پارلیمنٹ میں اور جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں پیش کرتے رہیں اور ہر طرح پر رفاہ و فلاح ہندوستان میں کوشش کریں چنانچہ بڑے بڑے عالیشان صاحبان نے جو انگلستان میں ہیں ایک مجلس شورا محض واسطے فواید ہندوستان کے بنانے کا ارادہ کیا ہی اور بہت سے صاحب اُس مجلس میں بطور ممبر منظور ہوئے ہیں جنمیں سے بارہ صاحب وہ ہیں جو پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں اور اُنیس صاحب اور ہیں جو ہندوستان کے بھلائی سے غرض رکھتے ہیں اور بڑی خوشی کی یہہ بات ہے کہ ہمارے اور تمام ہندوستان کے دوست جی ایچ بٹن صاحب بہادر جو کمشنر آگرہ تھے اور جنکے ہندوستان سے جانے پر تمام رئیسوں نے حد سے زیادہ غم کیا تھا اور جنکی رخصت کی تصویر عکسی اُنکے ہر ایک دوست کے کمرہ میں لگی ہوئی ہی وہ

بھي اس مجلس کے ممبر مقرر ہوئے ہیں چنانچہ تفصیل نام اُن تمام صاحبوں کي جو اس مجلس میں شریک ہوئے ہیں آیندہ لکھے جاتي ہي *

اُن صاحبوں نے اس مجلس کا نام "**ایسٹ انڈین ایسوسي ایشن لنڈن**" رکھا ہے یعني مجلس مقیم لنڈن واسطے شورا بھلائي اور فایدہ ہندوستانیوں کے اور اُس مجلس کے صاحبوں نے ایک اشتہار اپني مجلس کا جاري کیا ہے اسمقام پر ہم اُس اشتہار کي بعینہ نقل کرتے ہیں *

واضح ہو کہ یہہ اشتہار اُردو میں چھپا ہوا ہمارے پاس لنڈن سے آیا ہی اور وہي اشتہار بعینہ اس جگہہ چھاپا جاتا ہی *

نقل اشتہار ایسٹ انڈین ایسوسي ایشن لنڈن بزبان اردو مطبوعہ

مقام لنڈن

اِشتہار

صاحبان مندرجہ ذیل چاہتے ہیں کہ ہندوستان میں یہہ بات مشہور ہو جاوے کہ لنڈن میں ایسٹ انڈین ایسوسي ایشن یعني انجمن شوریٰ مقرر ہوتا ہی *

اس انجمن میں منجملہ ممبران پارلیمنٹ یعنے اہالیان انجمن اعلیٰ ملک میں سے چند صاحب اور وے صاحب جو ہندوستان میں رہے اور وہاں کے رسم و رواج اور معاملات سے واقف ہیں اور نیز وے صاحب لوگ جو خیر خواہاں ہند ہیں شریک اور شامل ہونگے *

اس ایسوسي ایشن کے مقرر ہونے کے یے نتیجے ہیں

اقسام معاملات کے کوایف اور ہر قسم مقدمات کي کیفتیں جمع اور درست کیجاویں جنسے اِصلیت اور سچائي ہر ایک معاملہ اور مقدمہ

کي کهل جاوے اور ممبران اور ديگر شرکاء متعلقين اِس انجمن کو کماحقہ واقفيت حاصل هووے *

شرفاے خاص و عام هندوستاني اور نيز انگريزان باشندگان هند کي جانب سے مقدمات اور معاملات متعلقہ عموم رعايا ميں درخواستيں اور نالشيں دربار ملکہ معظمہ ميں اس ايسوسي ايشن کي معرفت گذريں اور پيش هوں *

هر خاص و عام اهل هند اور انگريزان باشندگان هند کي جانب سے مقدمات اور معاملات کے پيش کرنے کے ليئے منجملہ اهاليان انجمن معين اور مددگار مقرر هوں *

الغرض اهاليان انجمن هر طرح سے مددگار اُن لوگوں کے هونگے اُن معاملوں ميں جو اُن کو واسطے رفاه عام کے پيش کرنے هونگے دربار ملکہ معظمہ يا کہ پارليمنٹ ميں *

اِس انجمن اعلى ميں سے اقسام معاملات اور مقدمات کي تحريک کے واسطے ايک انجمن ادنى مقرر هوگي اور اِسميں وے صاحب لوگ جو معاملات هند سے واقفيت کامل رکهتے هيں منتخب هوکر داخل هونگے *

اس انجمن کے دفتر کے واسطے ايک مکان اور ترتيب دفتر کے واسطے ايک سکرٹر مقرر هوگا اور واسطے مصارف ضروري اس دفتر کے قدر قليل موافق خرچ کے حسب مجوزه اهاليان انجمن سال بسال شرکاء انجمن سے ليا جاويگا اور اهاليان هند ميں سے بهي جو شخص اس انجمن ميں شريک هونا چاهيگا وه بهي شريک کيا جاويگا *

اور چند مقامات هند ميں بهي انجمن ادنى ماتحت اِس انجمن اعلى کے حسب تجويز اهاليان انجمن مقرر هونگي کہ جنکي معرفت خط کتابت انجمن اعلى سے رهيگي *

مناسب کہ اسکا جواب جلد آوے کيونکہ جنوري سال آينده ميں اس انجمن کا قايم هوجانا چاهتے هيں *

اور یہہ بھي واضح رھے کہ کسي صورت میں منشا تذروري اِس انجمن کا مقابلہ گورنمنٹ نہیں ھی یہہ تو محض واسطے رفاہ عام مردم ھند کے ھی *

فہرست اُن صاحبان عالیشان کي جو ایسٹ انڈین یسوسي ایشن لندن میں بطور ممبروں کے شامل ھوئے ھیں *

فہرست ممبران

لارڈ ولیم ھے۔صاحب ممبر پارلیمنٹ *

Lord William Hay, M. P

میجر جروس صاحب . ممبر پارلیمنٹ *

Major Jervis, M. P.

ایڈورڈ ھوز اسکوائیر ممبر پارلیمنٹ *

Edward Howes, Esquire, M. P.

ایچ ڈي سیمر صاحب ممبر پارلیمنٹ *

H. D. Seymour, Esquire, M. P.

کرنل سائیکس صاحب ممبر پارلیمنٹ *

Colonel Sykes, M. P.

سي سکرائیدر صاحب ممبر پارلیمنٹ *

C. Schreiber, Esquire, M. P.

اے ایس ایرٹن صاحب ممبر پارلیمنٹ *

A. S. Ayrton, Esquire, M. P.

آر ٹارنس صاحب ممبر پارلیمنٹ *

R. Torrens, Esquire, M. P.

ڈبلیو پي آدمز صاحب ممبر پارلیمنٹ *

W. P. Adams, Esquire, M. P.

ٹي بارنس صاحب ممبر پارلیمنٹ *

T. Barnes, Esquire; M. P.

ایچ جے بیلی صاحب ممبر پارلیمنٹ *

H. J. Baillie, Esquire, M. P.

جے ایف میگائیر صاحب ممبر پارلیمنٹ *

J. F. Maguire, Esquire, M. P.

میجر جنرل سی ایف نارتھہ صاحب رائل انجینیر سابق *

Major-General C. F. North, late R. E.

کرنل فرنچ صاحب *

Colonel P. P. French.

کرنل سر والس صاحب *

Colonel Sir R. Wallace K. C. S. I.

کرنل هیلی صاحب *

Colonel G. T. Haly.

کپتان باربر صاحب متعلق لیسسٹر شایر ملیشیا *

Captain Barber, Leicestershire Militia.

جان ڈیکنسن صاحب *

John Dickinson, Esquire.

میجر اے وای سنکلیئر صاحب متعلق فوج بمبئی *

Major A. Y. Sinclair, Bombay Army.

آر ایچ پوبز صاحب سابق متعلق مندراس *

R. H. Powys, Esquire, late of Madras.

پی پی گارڈن صاحب *

P. P. Gordon, Esquire, 23, Pembridge Gardens.

میجر پی ٹی سمز صاحب متعلق فوج مندراس *

Major P. T. Sims, Madras Army, Bayswater.

آرچی بالڈ اسکاٹ صاحب سابق متعلق بمبئی *

Archibald Scott, Esquire, late of Bombay.

ڈبلیو ایل لینگٹن صاحب *

W. L. Langton, Esquire, 45, Pall Mall.

آر این فوُلر صاحب *

R. N. Fowler, Esquue, 50, Cornhill.

دادا بہائي ناروجي صاحب *

Dadabhai Naoroji, Esquire, 32, Gt. St. Helen's.

میجر ایونز بیل صاحب *

Major Evans Bell.

پي لو صاحب *

P. Low Esquire, 55, Parliament Street.

آرویلس صاحب سابق متعلق بمبئي *

R. Willis, Esquire, late of Bombay.

ڈبلیو کیسلز صاحب سابق متعلق بمبئي *

Walter Cassells, Esquire, late of Bombay.

جي ایچ بٹن صاحب سابق سول سروس ہندوستان *

J. H. Batten, Esquire, late B. C. S.

اب میري درخواست تمام روسا اور شرفا ہندوستان سے یہہ هي که وہ بدل اس ایسوسي ایشن کے قایم ہونے میں جسطرح که اشتہار مذکورہ بالا میں مندرج هی مددگار هوں اور طریق اُسکي مدد کرنے کا حسب تفصیل ذیل هي *

اول یہہ کہ

هر ضلع کے رئیس باهم متفق هوکر هر ضلع میں ایک ایسوسي ایشن اُسي ضلع کے نام سے قایم کریں مثلاً ایسوسي ایشن مرادآباد اور ایسوسي ایشن بریلي اور ایسوسي ایشن بجنور اور علی هذالقیاس چنانچه فضل الهي سے مرادآباد میں ایسوسي ایشن قایم هو گئے هي اور علیگڈہ میں بهي ایسوسي ایشن قایم هي *

دویم یہہ کہ

چند اضلاع کي ایسوسي ایشن کسي ایک ضلع کے ایسوسي ایشن کو پسند کر کر بطور صدر کے واسطے خط و کتابت اور دریپیشي معاملات کے مقرر کریں تاکہ ہر ضلع کے ایسوسي ایشن اُسمقام کے ایسوسي ایشن سے خط و کتابت کریں اور وہ حسب ضابطہ اور قاعدہ کے لندن کے ایسوسي ایشن سے خط و کتابت جاري رکھے اور تمام حالات اور معاملات جو کہ لایق پیش کرنے گورنمنت ہند کے ہوں گورنمنت ہند میں اور جو لایق پیش کرنے ایسوسي ایشن لندن کے ہوں لندن میں پیش کرے *

سویم یہہ کہ

ہر ضلع کے رئیس جو اسطرح کي ایسوسي ایشن بناویں وہ بقدر استطاعت و توفیق کے واسطے اخراجات ان ایسوسي ایشنوں کے ایک رقم بطور چندہ سالانہ مقرر کریں اور رقم چندہ سالانہ کے تین حصہ کیئے جاویں ایک حصہ تو واسطے اخراجات ضلع کي ایسوسي ایشن کے رکھا جاوے اور ایک حصہ اُس ایسوسي ایشن کے اخراجات کے لیئے دیا جاوے جو چند ایسوسي ایشن کي طرف سے لندن کي ایسوسي ایشن اور گورنمنت سے خط و کتابت جاري رکھنے کے لیئے بطور صدر کے مقرر ہو اور ایک حصہ لندن میں واسطے اخراجات لندن کي ایسوسي ایشن کے بھیجا جاوے اس تدبیر سے تمام کاربار ہندوستان کا بخوبي جاري ہو جاویگا *

ہمکو ہرگز اِسبات کي خواہش نہیں ہی کہ ہماري ایسوسي ایشن علیگڈہ کي خواہ مخواہ اور ضلعوں کي ایسوسي ایشن کا صدر بنے مگر بالفعل ہم یہہ بات چاہتے ہیں کہ جو کہ علیگڈہ کي ایسوسي ایشن بن چکي ہی اور اُسکا کام جاري ہی اور وہ لندن کي ایسوسي ایشن سے خط و کتابت کر رہي ہی اِسلیئی بالفعل بنظر اجراے کار یہہ ایسوسي ایشن ایک ایسوسي ایشن خط و کتابت کي لندن کي ایسوسي ایشن سے تصور کي جاوے اور جب کام سب طرح پر جاري ہو جاوے اور سب

جگہہ کي ايسوسي ايشن مضبوط ہو جاويں اُسوقت جو مناسب ہو کيا جاوے کيونکہ اگر ابہي سے ہماہمي کي جاويگي تو کچہہ خاک بہي نہوگا اور سب کارخانہ برباد وتباہ ہو جاويگا *

اب ميري درخواست يہہ ہي کہ بمجرد پہونچني ميري اس التماس کے ہر ايک ضلع کے رؤساء اور شرفا اِس کام پر توجہہ فرماويں اور بہت جلد ہر ايک ضلع ميں ايسوسي ايشن قايم کريں اور وہاں کے رئيسوں سے زر چندہ واسطے سنہ ۱۸۶۷ ع کے بقدر استطاعت ہر ايک شخص کے جلدتر وصول کرکر ايک حصہ اُسکا اپني ايسوسي ايشن کے ليئے جمع رکہيں اور دو حصے ہمارے پاس بہيجديں کہ ايک حصہ ہم ايسوسي ايشن عليگدہ ميں داخل کريں اور ايک حصہ بہت جلد روانہ لندن کرديں کيونکہ آپ نے مضمون اشتہار مذکورہ بالا سے سمجہا ہوگا کہ اگر اسکام ميں جلدي نہ کيجاويگي اور بہت جلد لندن کو روپيہ روانہ نہوگا تو تمام کارخانہ برباد ہو جاويگا *

اب ميں آپ سب صاحبوں اور رئيسوں سے مکرر يہہ عرض کرتا ہوں کہ اِن امور پر متوجہ ہو اور نندہي کرو ورنہ پہر افسوس کرو گے اور پچتاؤ گے ديکہو يہہ وقت ہي اِسکو ہاتہہ سے مت جانے دو مثل مشہور ہي کہ گيا وقت پہر ہاتہہ آتا نہيں *

وما علينا الاالبلاغ المبين

جس صاحب کو اسباب ميں اور کچہہ دريافت کرنا ہو تو بذريعہ اپنے خط کے راقم اثم سے دريافت فرماليويں *

واضح ہو کہ اگر ہر ضلع ميں ايسوسي ايشن کا قايم کرنا مشکل معلوم ہو تو جہاں تک ہوسکے عليگدہ کي ايسوسي ايشن ميں بطور ممبر کے شريک ہوں کہ يہہ ايسوسي ايشن سب کام کرنيکو موجود ہي *

راقـــــم خاکسار
سيد احمد

سکرتري سين ٹيفک سوسئيٹي اور
سکرتري برٹش انڈين ايسوسي ايشن
اضلاع شمال و مغرب مقام عليگدہ